چہاردہ معصومین علیہم السلام کی مائیں

تالیف

حیدر مظفری (ور سی)

ترجمہ

سید ضامن حسین نقوی (قم المقدس)

معراج کمپنی

چہاردہ معصومین علیہم السلام کی مائیں

تالیف

حیدر مظفری (ورسی)

ترجمہ

سید ضامن حسین نقوی (قم المقدس)

ناشر

معراج کمپنی لاہور

We Publish Your Needs

نام کتاب .... چہاردہ معصومین علیہم السلام کی مائیں

تالیف .... حیدر مظفری (ورسی)

ترجمہ .... سید ضامن حسین نقوی (قم المقدس)

اردو تصحیح .... مجاہد حسین حر

پروف ریڈنگ .... خانم آر چوہدری

کمپوزنگ .... قائم گرافکس۔ جامعہ علمیہ ڈیفنس کراچی 0345-2401125

ناشر .... معراج کمپنی لاہور

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

03214971214،04237361214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد

03335234311

انتساب

والد گرامی سید نذر حسین شاہ مرحوم کے نام

عرض ناشر

حمد ہے اس ذات کے لئے جس نے انسان کو قلم کے ساتھ لکھنا سکھایا اور درود و سلام ہو اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جسے اس نے عالمین کے لئے سراپا رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور سلام و رحمت ہو ان کی آل پر جنہیں اس نے پورے جہاں کے لئے چراغ ہدایت بنایا۔

آج اگر کسی شیعہ کہلانے والے نوجوان سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ماؤوں کے بارے میں پوچھا جائے تو شاید ہی دو چار معصومین علیہم السلام کی ،اؤوں کے بارے میں کچھ بتا سکے۔اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن جو سب سے بڑی ہے وہ یہ ہے کہ معصومین علیہم السلام کی ماؤوں کے بارے میں اردو زبان میں لکھا ہی نہ گیا اگر کسی عالم دین نے کچھ لکھا بھی تو وہ شائع نہ ہوسکا۔

زیر نظر کتاب ''چہاردہ معصومینؑ کی مائیں'' اس کمی کو پورے کرنے کی ایک کوشش ہے خداوندقدوس سے دعا گو کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ کو یہ کتاب پسند آئے گی۔اگر اس کتاب میں کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو ادارے کو مطلع فرمائے گا۔

ادارہ

عرض مترجم

کتاب ''امہات المعصومین'' فارسی زبان میں میرے مطالعہ میں آئی تو خیال آیا کہ اسے مومنین کے استفادہ کے لئے ترجمہ کردوں اگرچہ اس سے پہلے میں نے کسی کا کتاب کا ترجمہ نہیں کیا تھا لیکن توفیق خداوندی میرے شامل حال ہوئی میں نے اس کتاب کا ترجمہ مکمل کردیا اگرچہ میری اردو اچھی نہیں ہے لیکن اس کمی کو جناب مولانا مجاہد حسین حرؔ صاحب نے تصحیح فرما کر دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود اس کتاب میں کسی طرح کا جھول نظر آئے تو ایک طالب علم سمجھ کر معاف فرمادیجئے گا۔

خداوند قدوس سے دعا گو ہیں کہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

سید ضامن حسین نقوی (قم المقدس)

فہرست کتاب

فصل اول

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا مادرِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقدمہ

آئمہ معصومین علیہم السلام کی ماؤں کی ماں حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا ہیں۔ یہ ایک بہت ہی خوبصورت نام ہے کیونکہ وہ پہلی خاتون ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ وہ خاتون ہے کہ جس کے ہاتھوں خداوند عالم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت فرمائی۔

نام ونسب

تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔ وہ وہب بن عبدالمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی بیٹی تھی۔ [1]

آمنہ کی ماں برہ عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ۔ برہ کی ماں ام حبیب جو کہ اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب کی بیٹی تھیں۔ [2]

حضرت عبداللہ اور آمنہ سے صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پیدا ہوئے ہیں۔ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ ۳۰ سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور ابواء کے مقام پر دفن ہیں۔ [4]

---

[1] المقنعہ، ص ۴۵۶؛ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱، ص ۳۴۹؛ تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۱۰ والسیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۳۹

[2] السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۷۰؛ الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۵۹ و أعلام الوری، ص ۶

[3] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۱۵۔

[4] تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۱۰ و قرب الاسناد، ص ۲۷

دوسری طرف وہب اور برہ کی صرف اکلوتی بیٹی آمنہ تھی اس لئے مورخین میں معروف ہے کہ رسول خدا ﷺ کا ماموں اور خالہ نہ تھے۔ [۱]

یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جب عرب لوگ بیٹی کو ننگ وعار کا سبب سمجھتے تھے اور اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے لیکن آمنہ اپنے قوم وقبیلہ میں ایک قابل احترام شخصیت تھیں۔

آسمانی کتب میں آمنہ کی عظمت

راوی کہتا ہے:

کعب معاویہ کے پاس تھا میں نے اس سے پوچھا: تم نے اپنے آخری نبیؐ کی ولادت کو اپنی کتابوں میں کہاں پایا اور ان کے خاندان کی کیا فضیلت ہے؟ [۲]

کعب معاویہ پر نظر کی لیکن معاویہ کی زبان بند ہوگئی اور (کعب سے) کہا: اے ابواسحاق! جو کچھ تمہیں علم ہے کہو! خدا تم پر رحمت کرے۔

کعب نے کہا: میں نے بہتر (۷۲) آسمانی کتابیں، دانیال کے تمام صحیفے پڑھے ہیں ان سب میں آپ کا ذکر موجود ہے کسی نبی کی ولادت کے وقت کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ [۳]

کسی انسان نے جنت کا غلاف نہیں پہنا مگر مریم اور آمنہ علیہا السلام نے۔ کسی حاملہ عورت پر کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں پر۔ حضرت

---

[۱] أعلام الوری، ص ۱۴۵ و بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۱۰۸۔

[۲] کعب بن ماتع، کنیہ اش ابواسحاق، اھل یمن واز بزرگان علمائے اھل کتاب بود ودر زمان ابوبکر، اسلام را پذیرفت ودر دورۂ حکومت عمر، بہ مدینہ رفت۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷، ص ۱۵۶۔

[۳] البدایۃ والنھایۃ، ج ۱، ص ۲۴۹

آمنہؑ کے حمل کی ایک یہ نشانی تھی کہ جب آپ کے بطن مبارک میں حمل ٹھہرا تو منادی نے سات (۷) آسمانوں میں اس طرح ندا دی:

مبارک ہو آج کی رات محمدؐ کا نطفہ (نور) ٹھہرا ہے اور اسی طرح زمین میں بھی آواز آئی اور آپؐ کی ولادت کی رات خانہ کعبہ سے لوگوں نے یہ آواز سنی:

اے خاندان قریش! تمہارے لئے بشارت آگئی ہے اور تمہارے لئے ہمیشہ کی عزت اور فائدہ اسی کے ساتھ ہے اور یہ سب سے آخری نبیؐ ہیں۔ ہماری کتابوں میں آیا ہے کہ ان کے بعد کا خاندان بہترین انسان ہیں اور جب تک ان کی اولاد سے ایک فرد زمین پر باقی ہے تو دنیا کی تمام موجودات عذاب سے محفوظ ہیں۔ [1]

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا روایات کی روشنی میں

شیعہ کی احادیث کی کتب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے بارے میں بہت سی روایات موجود ہیں جو ان کے ایمان اور عقیدہ وحدانیت خدا پر دلالت کرتی ہیں۔

شیخ صدوقؒ اپنی کتاب امالی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

جبرئیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہنے لگے:

خدا تمہیں سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے:

میں نے آگ کو تمہارے باپ عبداللہ، تمہاری ماں آمنہؑ اور تمہارے دوسرے اہل خانہ کہ جنہوں نے تیری کفالت اور سرپرستی کی (یعنی ابوطالبؑ) ان سب پر حرام کیا ہے۔ [2]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے خداوند عالم نے بہترین ماں سے پیدا کیا اور شرک و کفر

---

[1] امالی صدوق، ص ۶۰۱ و مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۳۴۰

[2] امالی صدوق، ص ۶۰۶ و اصول کافی، ج ۱، ص ۴۴۴

کی نجاست سے پاک ہیں۔ [۱]

جناب کلینیؒ اپنی کتاب کافی میں امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے ایک جامع خطبہ میں نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصل خلقت میں عصمت تھی اور آپ کی سلسلہ وار مائیں ہر پلیدی سے پاک تھیں۔ خداوند عالم نے انہیں محفوظ ترین حاملہ اور امانت ترین پاکدامن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے انتخاب کیا۔ [۲]

حضرت علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند عالم نے ہمیں کریم، رحم اور پاک ماں باپ کے بطن میں قرار دیا تا کہ ہم میں سے کوئی بھی کسی گناہ سے آلودہ نہ ہو۔ [۳]

اسرار آل محمد علیہم السلام میں ملتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم نے فطرت کے لحاظ سے ہمیں بہترین معادل قرار دیا۔ [۴]

اس کے علاوہ اور بھی روایات ملتی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں ایک مطہر و پاک رحم سے ہیں، اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت [جو امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے] میں ہم یہ سلام بھیجتے ہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَ عَلَى أُمِّكَ آمِنَةَ بِنْتِ وَهْبٍ"

اے رسول تم پر سلام ہو تیری ماں پر بھی سلام ہو۔ [۵]

---

[۱] دلائل الامامہ، ص ۵۹ و جامع الاخبار، ص ۱۵

[۲] اصول کافی، ج ۱، ص ۴۴۴

[۳] کمال الدین، ج ۱، ص ۳۹۱

[۴] اسرار آل محمد، ص ۲۳۷

[۵] اقبال الاعمال (ط۔ القدیم) ج ۲۔ ص ۶۰۴

عظمت آمنہ شیعہ علماء کی نظر میں

شیخ مفیدؒ (اوائل المقالات میں) نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
خداوند عالم نے مجھے پاکیزہ ماؤں کے رحم میں قرار دیا یہاں تک کہ آخر آمنہؑ کے بطن مبارک میں پیدا ہوا ہوں۔

شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں ہمارا اس بات پر اجماع ہے کہ آمنہ بنت وہب توحید پرست تھیں اور مومنین کے ساتھ محشور ہوں گی۔[۱]

شیخ صدوقؒ لکھتے ہیں:

"اعتقادنا فی آباء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ انھم مسلمون من آدم الی ابیہ عبداللہ کان ابا طالب کان مسلماً وآمنہ بنت وھب بن عبد مناف ام رسول اللہ کان مسلمۃ"[۲]

ہمارے امامیہ عقائد کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام باپ آدم سے لے کر عبداللہ تک اور آپ کے چچا ابوطالبؑ، آمنہ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں یہ سب توحید پرست تھے۔

علامہ مامقانی کہتے ہیں شیعہ علماء کا اجماع ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ اور اجداد آدم تک سب خدا پرست اور مسلمان تھے آپ کا نور مبارک مشرک کے رحم میں نہیں ٹھہرا۔ لہٰذا آپ کے ماں باپ اللہ کے محبوب افراد سے تھے۔[۳]

---

[۱] اوائل المقالات، ص ۴۶

[۲] اعتقادات صدوق، ص ۱۱۰

[۳] حیوۃ القلوب، ج ۲، ص ۵۱

مامقانی کہتے ہیں:

"ان من ضروریات مذهبنا انا اجداد النبی ﷺ من الابوین لم یتلو بالشرك وانهم موحدون الی آدم" [1]

ہمارے ضروریات مذہب میں سے ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اجداد ہر قسم کے شرک سے پاک ومنزہ تھے وتا حضرت آدم توحید پرست تھے۔

روایات کے مطابق رسول خدا ﷺ اپنے ماں باپ کی قبروں پر تشریف لے گئے اور دونوں کو زندہ کیا اور حضرت علیؑ کی ولایت کی شہادت کے بعد انہیں واپس بھیجا۔

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں یہ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ وآمنہ کا شہادتین پر ایمان تھا ان کا زندہ کرنا صرف ان کے ایمان کی تکمیل تھی جو ولایت علیؑ کی شہادت سے کامل ہوئی۔ [2]

عظمت حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا اہل سنت کے نزدیک

اہل سنت نے رسول خدا ﷺ کے خاندان کے بارے میں بہت بے انصافی سے کام لیا کیونکہ اہل سنت کی کتب احادیث میں بہت سی روایات ایسی ہیں جن میں خاندان نبوت کو مشرک کہا گیا ہے۔

لہٰذا اہل سنت کے بعض علماء نے ان روایات کی نسبت دیتے ہوئے رسول خدا ﷺ کے آباء واجداد کو مشرک کہا:

مستدرک صحیحین میں عبداللہ بن مسعود سے نقل ہوا کہ رسول خدا ﷺ قبروں کی طرف

---

[1] ریاحین الشریعہ، ج ۲، ص ۳۶۹

[2] حیوۃ القلوب، ج ۳، ص ۹۱

گے اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے آپؐ نے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں پر چلنے لگے اور ایک دفعہ ایک قبر پر پہنچتے ہیں اور بہت بلند گریہ کی حالت میں دعا کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے سے ہم بھی رو پڑے کہ آپؐ ہمارے پاس تشریف لے آئے کہ عمر بن خطاب آپؐ کے نزدیک گئے اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کیوں رو رہے تھے؟

آپؐ کے رونے کی وجہ سے ہمیں بھی رونا آگیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم وہ سامنے والی قبر دیکھ رہے ہو کہ جس پر ابھی میں دعا کر رہا تھا وہ قبر میری ماں آمنہؑ بنت وہب کی قبر ہے۔

میں نے خداوند عالم سے ان کی قبر کی زیارت کی اجازت لی تا کہ اپنی ماں کیلئے مغفرت کی دعا کروں خداوند عالم نے مجھے اجازت نہ دی اور یہ آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ[1]

پیغمبر اور مومنین کیلئے مناسب نہیں تھا کہ مشرکین کے لئے (اللہ سے) بخشش طلب کریں اگرچہ وہ ان کے قریبی کیوں نہ ہوں جبکہ ان پر واضح ہو گیا کہ یہ لوگ اصحاب دوزخ ہیں۔

ابو ہریرہ سے منقول ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ماں کی قبر کی زیارت کے موقع پر روئے اور ہم بھی آنحضرت کے ساتھ بھی رونے لگے اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے خداوند عالم سے اپنی ماں کی مغفرت کی دعا کیلئے اجازت لی لیکن خدا نے اجازت

[1] سورۂ توبہ آیت ۱۱۳

نہ دی پھر خدا سے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو خدا نے قبول کر لی۔ [۱]

ان جیسی روایات رسول خدا ﷺ کے والد گرامی عبداللہ کے بارے بھی اہل سنت کے منابع میں ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ اہل سنت سے بہت سی ایسی روایات ملتی ہیں جو عبدالمطلب کے خاندان کی خدا پرستی پر دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

(۱) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میں نکاح کے ذریعے سے دنیا میں آیا ہوں اور حضرت آدمؑ تک میرے نسب میں پلیدی و جاہلیت نہیں ملتی۔ [۲]

(۲) حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میں نکاح کے ذریعے دنیا میں آیا ہوں اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہوں۔ [۳]

(۳) ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: میں دنیا میں نکاح کے ذریعے آیا ہوں۔ [۴]

(۴) ابن سعد نقل کرتا ہے کہ ابن عباس اس آیت (تقلبک فی الساجدین) [۵]

آیت کی تفسیر میں فرمایا اس آیت کا یہ مطلب ہے: اے پیغمبر ﷺ! خداوند عالم نے تیرے نور کو سلسلہ وار انبیاء کے صلب میں منتقل کیا ہے۔ [۶]

---

[۱] صحیح مسلم، ج ۳، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربہ فی الزیارۃ قبر امہ

[۲] الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۶۰

[۳] مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج ۸، ص ۲۱۴

[۴] ھمان و حاشیہ السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۳۳

[۵] سورہ شعراء، آیہ ۲۱۸

[۶] الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۴

ان روایات میں آنحضرتؐ کے حسب ونسب کو دوران جاہلیت کی ہر نجاست سے پاک ہونے کا اعلان کیا گیا ہے، خاص کر آخری روایت کہ جس میں بدترین نجاست شرک سے آنحضرتؐ ماں باپ کو پاک سمجھا گیا ہے۔

وہ روایات جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے شرک ہونے پر دلالت کرتی ہیں بہت اختلافات ہے۔ [۱]

وہ روایات جو ابن مسعود نے سورہ توبہ، آیت ۱۱۴۔ ۱۱۳، کے شان نزول میں نقل کی ہیں۔
اسی روایت کی مانند فخر رازی اپنی تفسیر کبیر میں ابن عباس سے نقل کیا کہ جب خداوند عالم نے مکہ کو فتح کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماں باپ کی قبر پر مغفرت کرنا چاہتے تھے تو یہ دو آیہ نازل ہوئیں۔ [۲]

مزید یہ بھی ملتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماں باپ کی قبروں کے نشان پوچھے۔

کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں باپ کی قبر اور ابواء میں ماں کی قبر کو نہیں جانتے تھے؟
پس سوال یہ ہے کہ آپؐ نے مکہ کے لوگوں سے اپنے والدین کی قبروں کے نشان کیوں پوچھے لہٰذا ان حدیث پر اعتماد کرنا مشکل ہے۔
وہ روایات جو ابو ہریرہ سے منقول ہیں ان کے بارے میں ہم اہل سنت کے علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

۱۔ ذہبی کہتا ہے:

جب معاویہ ابو ہریرہ کو کچھ عطاء کرتا تو چپ ہو جاتا تھا لیکن جب

---

[۱] درالبدایہ، ج ۲، ص ۱۸، ۱۵، اسی موضوع پر روایت، مختلف عبارت ذکر ہوئی ہیں۔
[۲] تفسیر کبیر، ج ۱۶، ص ۲۱۴

معاویہ کی طرف سے کوئی چیز نہ ملتی تو معاویہ کے خلاف بولنا شروع کر دیتا تھا۔ [۱]

۲۔ ابن کثیر لکھتا ہے:

ہمارے علماء ابو ہریرہ کی حدیث سے پرہیز کیا کرتے تھے کیونکہ یہ شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی روایات کو کعب کی باتوں سے مخلوط کر دیتا تھا۔ [۲]

۳۔ ابن ابی الحدید لکھتا ہے:

ابو ہریرہ کی نقل شدہ روایات ہمارے علماء نے قبول نہیں کی ہیں۔ [۳]

۴۔ ابو یوسف کہتا ہے:

میں نے ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ کیا کیا جائے جو روایات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوتی ہے ہماری قیاس کے خلاف ہیں۔

ابو حنیفہ نے کہا اگر روایات ایسے ثقہ افراد سے نقل ہو جو افراط کرنے والے ہیں ان کی خبر پر عمل کریں کے تمام اصحاب ثقہ ہیں سوائے ابو ہریرہ اور انس بن مالک کے۔ [۴]

یاد رہے اہل سنت کے علماء کے نظر کے مطابق ابو ہریرہ کی روایات پر عمل کرنا بعید نظر آتا ہے لہذا ایسی روایات پر ہم عمل نہیں کر سکتے۔

آخر میں ہم کچھ اہل سنت کے علماء کا عقیدہ لکھتے ہیں جو کہ ہم امامیہ کی مانند خاندان

---

[۱] سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۶۱۵

[۲] البدایۃ والنھایۃ، ج ۸، ص ۱۰۹

[۳] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۴، ص ۳۶۰

[۴] سابقہ حوالہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاک و پاکیزہ اور معصوم سمجھتے ہیں ان میں سے دو افراد کا ذکر یہ ہے۔

ا۔ امام سبکی کہتا ہے:

جو نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصب میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آدم تک یہی شرائط تھیں اور آج بھی اسلام میں وہی نکاح موجود ہے اور اس پر اپنا دلی عقیدہ رکھو اور اس سے عدول نہ کرو ورنہ دنیا و آخرت کی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ [1]

۲۔ ماوردی لکھتا ہے:

اگر تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہو تو جان لو کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد ہر قسم کی پستی اور رضیلت سے پاک تھے۔ بس جان لو ولادت میں طہارت نبوت کی ایک شرط ہے جن لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد مشرک ہونے پر احادیث جعل کیں ہیں وہ یہ چاہتے تھے کہ اپنے مشرک خاندان کی تہمت کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ سے منسوب کریں۔ [2]

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ نسبی رشتہ دار تھے ایک جگہ زندگی گزارتے تھے۔ یہ دونوں بچپن میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ آمنہؑ جب بالغ ہوئیں تو اس نے گلی بازاروں کو چھوڑ دیا تا کہ نامحرم کی آنکھ انہیں نہ دیکھیں، آخر میں خداوند عالم نے یہ پیوند

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۴۲

[2] اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۳

جوڑا اور ان دونوں کی شادی ہوئی اور پوری زندگی توحید پرستی میں گزاری۔ [1]

شادی

بعض یہودی علماء نے عبداللہ میں ایسی نشانیاں دیکھیں کہ جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا نور نمایاں تھا۔ لہٰذا انہوں نے ان کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا یعنی عبداللہ کو قتل کرنے کے مختلف حربے کیے گئے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ [2]

ایک دن عبداللہ مکہ کے اطراف میں شکار کرنے کی غرض سے نکلے ادھر یہودیوں نے اپنے لباس میں تلواریں چھپائیں اور عبداللہ کا تعاقب کرنے لگے انہوں نے دیکھا کہ عبداللہ ایک شکار ذبح کر رہے تھے یہودیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔ عبداللہ نے ان سے کہا مجھ سے کیا چاہتے ہو! میں نے تمہارا کیا نقصان کیا ہے؟

جب یہودیوں نے چاروں طرف حملہ کیا تو عبداللہ نے اپنے آپ کو ایک پتھر کے پیچھے پنہاں کیا اور چار یہودیوں کو قتل کر دیا۔ آمنہؑ کے باپ وہب، یہ ماجرا دیکھ رہے تھے فوراً اٹھے اور عبداللہ کی مدد کیلئے بھاگے۔ اچانک کچھ ایسے مرد آسمان سے زمین پر آئے اور انہوں نے یہودیوں پر حملہ کیا اور یہودیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ [3]

جب وہب نے یہ دیکھا تو فوراً عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا سنایا تو عبدالمطلب جلد ہی اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس گئے، باپ اپنے بیٹے کو سالم پا کر بہت خوش

---

[1] آمنہ مادر پیامبر اسلام، ص ۴۷

[2] ریاحین الشریعہ، ص ۲۹۱

[3] الخرائج والجرائح، ص ۱۰۰ و اثبات الوصیہ، ص ۱۹۴

ہوئے سینہ سے لگایا، بوسہ لیا اور آخر میں ہمارے واپس گھر چلے گئے۔ [1]

وہب کی تجویز

جب وہب گھر پلٹا اور عبداللہ شجاعانہ ماجرا اپنی بیوی برہ کو بتایا اور کہا یہ جوان کتنا خوبصورت ہے نورانی چہرے والا ہے۔ پس اٹھو ان کے باپ کے پاس جاتے ہیں اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دیتے ہیں۔ شاید وہ ہماری بیٹی کا رشتہ قبول کرلیں اور ہمارے لئے بہت ہی سعادت اور فخر ہوگا۔ وہب کی بیوی برہ جانتی تھی کہ مکہ کے بہت سے بزرگ عبداللہ کی دامادی کا آرزو رکھتے ہیں۔ عبداللہ اور عبدالمطلب نے تمام لوگوں ٹھکرا دیا تھا۔ برہ نے اپنے شوہر سے کہا: اے وہب تم جانتے ہو جب عبداللہ نے مکہ کے سرداروں کی بیٹی کا رشتہ قبول نہیں کیا تو ہماری بیٹی کو بھی شاید وہ قبول نہ کریں۔

بالآخر وہب کے اصرار پر ان کی بیوی نے فاخرہ لباس پہنا اور عبدالمطلب کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ وہب کی بیوی برہ جب عبدالمطلب کے گھر میں داخل ہوئیں تو وہ سمجھ گئیں کہ عبدالمطلب عبداللہ پر یہودیوں کے حملے کے بارے میں واقف ہیں۔ وہب کی بیوی برہ نے سلام کیا۔ عبدالمطلب نے سلام کے بعد وہب کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا: تیرے شوہر کا ہم پر بہت بڑا حق ہے کیونکہ عبداللہ کو یہودیوں سے نجات دلائی تھی۔

لہذا ہم وہب کی ہر حاجت اور درخواست کو قبول کریں گے۔ وہب کی بیوی نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کہا ہماری درخواست صرف یہ ہے کہ عبداللہ ہمارا داماد بنے۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کے چہرے پر نظر ڈالی تو ناپسندی کے آثار نہ دیکھے۔ حالانکہ اس سے پہلے جو بھی رشتے

---

[1] ریاحین الشریعہ، ج ۲، ص ۲۹۳

کیلئے گیا ہے، عبداللہ کے چہرے پر رضایت کے آثار نظر آنے لگتے تھے۔ [۱]

پس عبداللہ اس سے شادی پر راضی ہو گئے۔ شاید وہ جانتے تھے کہ اس کی صلب میں ایک ایسا نور ہے جو ہر لڑکی اس نور کو حمل کرنے کی لیاقت نہیں رکھتی۔ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے سے کہا: خدا کی قسم! مکہ کی لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی آمنہ کے برابر نہیں کیونکہ وہ ایک پاکیزہ، عاقل، دین دار اور باشخصیت ہیں۔ [۲]

آخر میں یہ فیصلہ ہو کہ عبداللہ کی ماں وہب کے گھر جائیں اور آمنہ کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی منگنی کا وقت معین کریں۔ جب عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ وہب کے گھر داخل ہوئیں تو آمنہ اور ان کی ماں نے بڑے پر جوش استقبال کیا۔

عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ نے آمنہ کے ساتھ تھوڑی سی گفتگو کی اور ان کی تعریف کی۔ انہوں نے آمنہ کی ماں سے کہا کہ میں اس کے عقل و ہوش سے تعجب کر رہی ہوں کہ اس سے پہلے نہیں سن رکھا تھا۔ عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ اپنے گھر واپس آئیں اور عبداللہ سے کہا اے بیٹے! عرب کی لڑکیوں کے درمیان آمنہ جیسی لڑکی نہیں ہے اور میں نے اس کو پسند کیا اور خداوند عالم نے بھی تیرے نور کو کسی اور لڑکی کے صلب میں نہیں قرار دیا۔ [۳]

شادی کے مراسم

عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ اور دوسرے قوم و قبیلہ کے ہمراہ آمنہؑ کے نکاح کے لئے وہب کے گھر گئے۔ عبدالمطلب نے نکاح کا خطبہ اس طرح پڑھا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں جو کچھ

---

[۱] تاریخ پیغمبر خاتم، ص ۱۲۲، زنان نامدار تاریخ اسلام، ص ۱۴۴، ریاحین الشریعہ، ج ۲، ص ۲۹۳

[۲] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۹۹

[۳] بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۹۹

اس نے ہمیں عطا کیا اور ہمیں اپنے گھر کے ہمسائیوں میں سے قرار دیا (کیونکہ وہ مکہ میں خانہ کعبہ کے ہمسائے تھے) اور اس خدا کا شکر گزار ہوں جس نے لوگوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈالی اور ہمیں تمام امت پر فضیلت دی۔

پھر وہب سے فرماتے ہیں: جان لو! میرا بیٹا تمہاری بیٹی آمنہ کی شادی کا خواہش مند ہے۔ ایک معین مہر کے ساتھ، کیا تم راضی ہو؟ وہب نے کہا: ہاں! ہم راضی ہیں اور ہمیں قبول ہے پس عبدالمطلب نے حاضرین کو گواہ بنایا اور چار دن تک ولیمہ دیا۔ [1]

ابن حشام لکھتا ہے:

عبدالمطلب وہب کی بیٹی آمنہ کو نسب حسب کے لحاظ سے قریش کی تمام عورتوں پر برتری دیتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے عبداللہ کیلئے انتخاب کیا اور شادی کے یہ مراسم وہب کے گھر انجام دیئے گئے۔ [2]

نور محمدی آمنہ کی صلب میں

اس سے پہلے عبداللہ کا نور آمنہ میں منتقل ہو۔ ورقہ بن نوفل کی بہن جو کہ بنی اسعد بن عبدالعزیٰ کے قبیلہ سے تھیں نے خود کو عبداللہ کی خدمت میں حاضر کیا اور انہیں کہا: اگر تو مجھ سے شادی کرے تو میں وہ تمام سو اونٹ جو تیری نجات کیلئے قربانی میں دیئے تھے، میں دوں گی۔

عبداللہ نے اس پر کوئی توجہ نہ کی اور آمنہ سے ہمبستری کی، دوسرے دن عبداللہ گھر سے باہر نکلے تو راہ میں ورقہ بن نوفل کی بہن سے ملاقات ہوئی۔ اس نے عبداللہ کی طرف نہ دیکھا عبداللہ نے اس سے پوچھا کل کی خواہش آج تکرار نہیں ہوئی تو وہ کہنے لگی کل تیرے چہرے پر نور دیکھ

---

[1] اسد الغابہ، ج ۱ ص ۱۳ و بحار الانوار، ج ۱۵ ص ۱۰۳

[2] السیرۃ النبویۃ، ج ۱ ص ۱۰۳

رہی تھی جواب نہیں دیکھ رہی ہوں، لہٰذا اب مجھے تیری ضرورت نہیں۔ [1]

آمنہ فرماتی ہیں:

نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ کے باپ سے میری صلب میں منتقل ہونے کے بعد میرے چہرے سے نور چمکنے لگا۔ جب مکہ کے لوگوں نے وہ نور مجھ میں دیکھا تو مجھے مبارک دیتے اور آنے والے نورانی فرزند کی بشارت دیتے۔ [2]

عرب کئی سال تک قحط کی زندگی گزار رہے تھے۔ لیکن جب یہ نور آمنہ کی صلب میں منتقل ہوا تو باران رحمت آئی اور لوگ خدا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے لگے۔ لہٰذا اس سال کو بابرکت کے سال کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ [3]

خداوند عالم کئی بار آمنہ کو خوشخبری دی کہ اے آمنہ! تیرے رحم میں سالار اور بشر کا ہادی ہے۔ [4]

عباس بن عبدالمطلب کہتا ہے:

جب عبداللہ کی ولادت ہوئی تو ان کے چہرے پر ایک نور چمک رہا تھا۔ میرے باپ نے کہا: اس بچے کو بہت بڑا مقام ملے گا۔ اس کے بعد کچھ عرصے کے بعد قریش کی خوبصورت ترین عورت سے ان کی شادی ہوئی اور آپ کا نور منتقل ہوا۔ [5]

---

[1] السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۰۳

[2] الانوار فی مولد النبی، ص ۱۲۶ و اثبات الوصیۃ، ص ۱۹۵

[3] البدایۃ والنھایۃ، ج ۸، ص ۱۰۹

[4] اعلام الوری، ص ۱۴۵

[5] امالی صدوق، ص ۲۶۳

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کے بطن میں

حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کو سب سے بڑی خدا کی طرف سے یہ نعمت ملی کہ انہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے نبی کے حمل اور تربیت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت آمنہ کہتی تھیں، جب میں حاملہ تھیں تو مجھے حمل کے آثار نظر نہیں آتے تھے جیسا کہ دوسری عورتوں کو حاملہ ہونے کے وقت ایک خاص حالت ہوتی ہے۔ ایک رات، میں نے خواب میں دیکھا، ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: تم ایک بہترین مرد سے حاملہ ہوئی ہو۔ پس وضع حمل میرے لئے بہت آسان تھا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ [1]

اور یہ بھی ملتا ہے کہ جب آمنہ حاملہ ہوئیں تو خواب میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنتی ہے: بے شک تو بہترین مرد سے حاملہ ہوئی ہو۔ [2]

اس کے علاوہ یہ بھی روایت میں ملتا ہے کہ آمنہ: نے کہا حاملہ ہونے کے چھ (۶) مہینے کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہتا ہے۔ اے آمنہ تو بہترین مرد سے حاملہ ہوئی ہو۔ [3]

نیز یہ بھی ہے وہب کی بیٹی آمنہؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں نے کہا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بطن میں تھے تو مجھے کہا گیا تھا۔ بے شک تو اس امت کے بہترین سردار کو اپنے بطن میں لئے ہوئے ہو۔ پس جب اس بچے کی ولادت ہو تو یہ کہو: میں اس بچے کو ہر حاسد کے شر سے خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ جب میں حاملہ ہوئی تو ایک نور مجھ سے جدا ہوا کہ جس سے بصرہ کے محل کو شام

---

[1] الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۹۸ جلاء العیون، ص ۷۱

[2] بحار الانوار، ج ۵۱ ص ۱۰۸

[3] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱ ص ۶۴

میں دیکھا۔ [۱]

شوہر کا سفر

عبداللہ اور آمنہ کی شادی کے چند روز بعد تجارتی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت عبداللہ نے بھی اس کاروان کے ساتھ حرکت عزم کیا۔ وہ اپنے بوڑھے باپ اور جوان بیوی کو خدا حافظی کہتے ہیں۔ آمنہ ایک دفعہ اپنے شوہر کی طرف جاتیں ہیں۔ عبداللہ واپس آتے ہیں اور وہ آمنہ سے پوچھتے ہیں کیا چاہتی ہو! وہ کہتی ہیں کہ آپ اس تجارتی سفر پر نہ جائیں۔ لیکن آخرکار آپ کاروان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اب آخری بار آمنہ کو خدا حافظی کہتے ہیں گویا عبداللہ کا جسم شام کی طرف حرکت کر رہا تھا۔

لیکن ان کا دل آمنہ کے پاس تھا عبداللہ ہر لحظے آمنہ کی تصویر کو اپنی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے اسی طرح آمنہ گھر میں تھیں لیکن ان کا دل عبداللہ کے ساتھ تھا۔ [۲]

عبداللہ پر کیا گزری

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ عبداللہ سفر پر گئے اور اپنی بیوی کو تنہا چھوڑا اگرچہ بالکل تنہا نہ تھیں بلکہ بطن میں ایک بچہ موجود تھا۔ کئی دن رات گزرتے رہے بچے کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ جس سے عبداللہ کا فراق اور اور بھی مشکل ہو گیا۔ اس سفر میں عبداللہ کو واپس لوٹنے کے بعد سب سے بڑی خوشخبری یہ ملے کہ ان کے ہاں ایک بیٹا ہونے والا ہے۔ لوگ سفر سے آنے والے

---

[۱] السیرۃ النبویۃ، ج ۱

[۲] آمنہ مادر پیامبر، ص ۲۹ با تصرف

کاروان کے لئے شہر سے باہر استقبال کرنے گئے عبدالمطلب اپنے بیٹے کے انتظار میں تھے آمنہ سامنے بیٹھی ہوئیں تھیں اور عبداللہ کو دور سے دیکھ رہی تھی۔

جب کاروان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ کہاں ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ مدینہ میں مریض ہو گئے تھے اور وہاں ہی ٹھہر گئے یہ سن کر آمنہ کچھ گھبرا گئیں تھیں عبدالمطلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث۔

کو مامور کیا کہ وہ مدینہ جائے اور عبداللہ کو اپنے پاس لے آئے۔ [۱]

جب حارث مدینہ پہنچتے ہیں۔ پس عبداللہ دنیا سے چل چکے تھے اور لوگوں نے انہیں دفن کر دیا تھا حارث واپس آ کر اپنے بھائی کی موت کی خبر باپ کو پہنچاتے ہیں۔ [۲]

پس عبداللہ دنیا سے چلے گئے اور ان کا بیٹا رہ گئے۔ خدا کی بھی یہی مصلحت تھی کہ عبداللہ اس دار فانی سے چلے جائے اور یہ یتیم بچہ پیدا ہو۔

"فاما الیتیم فلا تقهر" [۳]

اگرچہ وہ یتیم تھا لیکن خدا کی پناہ میں تھا۔

"الم یجدك یتیما فاوٰی" [۴]

حضرت عبداللہ کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور قول کی بنا پر ان کی عمر ۲۵ سال تھی اور بعض نے ان کی عمر ۱۷ سال لکھی۔ [۵]

---

[۱] اسد الغابہ، ج ۱ ص ۱۲ و آمنہ مادر پیامبر، ص ۶۹

[۲] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱ ص ۵۰ و فروغ ابدیت، ص ۱۱۸

[۳] سورہ ضحیٰ، آیہ ۹

[۴] سورہ ضحیٰ، آیہ ۶

[۵] قرب الاسناد، ص ۷ و آمنہ مادر پیامبر، ص ۱۱۰

باپ کی رحلت کے موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے بارے میں چند اقوال ہیں۔

(۱) آمنہ کو حاملہ ہوئے دو ماہ گزرے تو اس بچے کا باپ دنیا سے چل بسا۔

(۲) اس بچے کی ولادت کے دو ماہ رہتے تھے کہ عبداللہ فوت ہوئے۔

(۳) بچے کی ولادت کے دو ماہ بعد ان کے باپ دنیا سے چلے گئے۔

(۴) بچے کی ولادت کے سات (۷) ماہ بعد ان کے باپ فوت ہوئے۔

(۵) بچے کی ولادت نو ماہ بعد ان کے باپ کی وفات ہوئی۔

(۶) بچے کی ولادت کے اٹھارہ ماہ کے بعد ان کے باپ کی وفات ہوئی۔ [۱]

باقی لکھتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ نے پچیس (۲۵) سال کی عمر میں اپنے ماموں کے پاس دار نباغہ میں وفات پائی اور مشہور قول کی بنا پر عبداللہ کی وفات رسول خدا کی ولادت سے پہلے ہوئی ہے۔ [۲]

یعقوبی لکھتا ہے مورخین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عبداللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد فوت ہوئے۔ [۳]

طلوع خورشید

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام الفیل کے سال میں پیدا ہوئے۔ سترہ (۱۷) ربیع الاول جمعہ کے دن طلوع صبح کے وقت آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کی ماں آمنہ وضع حمل کے بارے میں کہتی ہیں۔ چند دن کیلئے مجھے کچھ محسوس ہوا تو ایک دن غروب آفتاب، میں نے درد محسوس کیا، میں

---

[۱] السیرۃ الحلبیۃ، ج۱، ص۹۴

[۲] تاریخ پیغمبر اسلام، ص۱۹

[۳] تاریخ الیعقوبی، ج۲، ص۱۰

کمرے میں تنہا سوئی ہوئی تھی اور جوان شوہر عبداللہ کی موت اور اپنی تنہائی کے بارے میں فکر کر رہی تھی۔ [1]

آمنہ فرماتی ہیں:

میں آہستہ آہستہ آنسو بہا رہی تھی کہ اسی اثنا میں خیال آیا کہ اٹھو اور عبدالمطلب کی بیٹیوں کو بتاؤ۔ ابھی یہ سوچ رہی تھی کہ میں نے اچانک ایک آواز سنی جس سے میں خوش ہوگئی۔

یہ آواز ان چند عورتوں کی تھیں جو میرے سرہانے بیٹھی ہوئیں آپس میں باتیں کر رہیں تھیں اور وہ میرے بارے میں کہہ رہیں تھیں۔ میں ان کی یہ آواز سن کر درد کو بھول گئی اور میں نے اپنے سر کو اٹھایا تاکہ ان عورتوں کو دیکھوں کہ اتنی خوش اخلاق اور پاک و پاکیزہ عورتیں کون ہیں؟

کیسے میرے کمرے میں آگئیں ہیں؟ حالانکہ میرے حال سے کوئی باخبر نہیں تھا۔ میں نے عرب کی رسم کے مطابق بلند لہجے میں کہا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں؟ تم کون ہو اور کہاں سے آئیں ہو! وہ عورت جو دائیں طرف بیٹھی تھی کہنے لگی: میں عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم اور عمران کی بیٹی ہوں۔ دوسری عورت نے کہا میں آسیہ ہوں اور دوسرے دو جنت کے فرشتے تھے۔ پس تھوڑی دیر کے بعد نور ہی نور ہوگیا، میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا میری گود میں ہے کہ جس کی پیشانی زمین کی طرف تھی تھوڑی دیر کے بعد میں نے ام عثمان کو پکارا۔ [2]

---

[1] اثبات الوصیۃ، ص ۲۰۶

[2] ام عثمان، عبدالمطلب کی ایک بیوی کی کنیت تھی۔ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۶۴

تاکہ وہ میری مدد کرے جبکہ میرا بیٹا میری گود میں آرام سے سویا ہوا تھا۔[۱]

عبدالمطلب کو آمنہ کی بشارت

آمنہ نے خدا کی ایک عظیم امانت کو لایا ہے۔ وہ آمنہ جس کے دل میں جوان شوہر کا غم تھا۔ اب بچے کی ولادت کے بعد کچھ انہیں سکون ملا۔ اب آمنہ میں تنہائی نہیں آمنہ نے کسی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے عبدالمطلب جلد ہی گھر آئے بچے کو گود میں لیتے ہیں اور کعبہ کا طواف کراتے ہیں پھر ماں کے پاس بھیج دیا۔[۲]

آمنہ کا سفر

آمنہ اپنے یتیم بچے کیلیے ماں کے علاوہ باپ کی بھی حیثیت تھیں بچہ جب باپ کے بارے میں پوچھتا تھا کہ کہاں ہے اور کب آئے گا؟ تو یہ باشعور خاتون بچے کو ایسا جواب دیتی تھی جس سے بچے کو آرام و سکون ملتا تھا۔

آمنہ کا بیٹا جب چھ سال اور تین ماہ کا ہوا۔[۳]

آمنہ بچے کو اپنے رشتہ داروں کو ملنے اور عبداللہ کی قبر کی زیارت کے لئے مدینہ گئیں۔ جب حضرت عبدالمطلب کے گھر پہنچی، آمنہ اپنے فرزند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام ایمن کے ساتھ مدینہ

---

[۱] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۵۶؛ روضۃ الواعظین، ص ۶۸ و در بار عاشقان، ج ۲، ص ۶۳

[۲] السیرۃ النبویۃ، ص ۱۰۵؛ العدد القویۃ رضی الدین، ص ۱۱۸ و امالی صدوق، ص ۲۸۶

[۳] تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۹۰

گئیں۔عبداللہ کی قبر کے نشان پوچھنے کے بعد ان کی قبر کی زیارت کیلئے گئیں۔[1]

بیٹا پوچھتا ہے ماں! یہ قبر کس کی ہے؟ تو ماں رونا شروع کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ قبر تیرے باپ عبداللہ کی ہے۔ جس کو تو نے نہیں دیکھا۔ بچہ ماں کے آنسو صاف کرتا ہے اور صبر کی نصیحت کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک یادگار سا سفر تھا۔ حتی جب پچاس سال کے بعد مکہ سے مدینہ گئے تو فرمایا:

"ھھنا نزلت بی امی و فی ھذا الدار قبر ابی عبداللہ"[2]

مجھے میری ماں یہاں پر لائیں تھیں اور یہ میرے باپ عبداللہ کی قبر ہے۔

آمنہ کی پیش گوئی:

چند روز کے بعد آمنہ اپنے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام ایمن کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تشریف لے گئیں۔اس واپسی سفر میں ابواء کے مقام پر وہ مریض ہوگئیں، اتنی سخت مریض تھیں کہ چل نہیں سکتی تھیں۔ ام ایمن اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باری باری تیمارداری کی، لیکن آمنہ کی حالت اور زیادہ خراب ہوتی چلی گئی، آمنہ اپنے بیٹے کو ہاتھوں میں لیتی اور محبت بھری نگاہ سے یہ فرماتی ہے۔

ان صح ما ابصرت فی المنام فانت مبعوث الی الانام

تبعث فی الحل والحرام من عند ذی الجلال والاکرام

تبعث بالتوحید والاسلام دین ابیک البر ابراھام

فاللہ انھاک عن الاصنام ان لا توالیھا مع الاقوام[3]

بیٹا! اگر وہ خواب جو میں نے تیرے بارے میں دیکھا ہے سچ ہو تو تو لوگوں کیلئے نبی ہوگا اور

---

[1] آمنہ مادر پیامبر، ص ۶۹

[2] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۵۰

[3] حاشیہ السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۵۷ و خصائص فاطمیہ، ص ۲۰۲

تیری رسالت جہانی ہوگی۔ تو توحید اسلام کیلئے مبعوث ہوگا۔ بیٹا خداوند عالم نے تجھے بت پرستی سے منع کیا پس بتوں کے نزدیک نہ جانا۔

اب اس مذکورہ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک شاعر اور دین حنیف کی پیروی کرنے والی تھیں پھر آمنہ کہتیں ہیں:

"کل حی میت و کل جدید بال و کل کثیر یفنی و أنا
میتة وذکری باق وقد ترکت خیرا وولدت طهراً"۔[1]

ہر جاندار مرجائے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہوجائے گی اور کثرت فنا ہوجائے گی میں بھی مرجاؤں گی اور لیکن میرا نام باقی رہے گا کیونکہ میں خیر چھوڑ کے جارہی ہوں اور وہ میرا بیٹا ہے۔

آپ کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخرت پر ایمان رکھتیں تھیں۔ یہ دور جاہلیت کا تھا لیکن آمنہ ابراہیمی دین پر تھیں۔ آمنہ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے بیٹا تو دین ابراہیمؑ کی ترویج کرے گا اور اس کے دین کو زندہ کرے گا۔

آمنہ بیٹے سے جدا ہوئی:

آمنہ نے چھ سال کے بیٹے کو تنہا چھوڑا اور حق کو لبیک کہا۔ ان کی وفات کے بعد ام ایمن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اردگرد کے کچھ لوگوں کی مدد سے ابواء کے مقام پر آپ کو دفن کیا۔[2]

زیارت نامہ

اگرچہ ان خاتون کی قبر کے متعلق دو قول ہیں:

---

[1] حاشیہ السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۵۷

[2]

ایک یہ کہ مقام ابواء میں دفن ہیں جو کہ مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے۔
دوسرا قول یہ ہے کہ جنت المعلیٰ میں مدفون ہیں۔ اس قول کی بناء پر یہ زیارت پڑھ لیں، انشاءاللہ ثواب ضرور ملے گا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الطَّاهِرَةُ الْمُطَهَّرَةُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الزَّاكِيَةُ الْمُفْتَخِرَةُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ شَرَّفَهَا اللهُ بِاَعْلَى الشَّرَفِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا خَيْرَ خَلَفٍ بَعْدَ اَكْرَمِ سَلَفٍ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ سَطَعَ مِنْ جَبِيْنِهَا نُوْرُ سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ فَاَضَائَتْ بِضَوْئِهِ الْاَرْضُ وَ السَّمَآءُ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ نَزَلَ لَهَا الْمَلٰئِكَةُ الْاَصْفِيَآءُ وَ ضُرِبَ لَهَا حُجُبُ الْجَنَّةِ كَمَا ضُرِبَ لِمَرْيَمَ سَيِّدَةِ النِّسَآءِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ رَسُوْلِ اللهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا وَالِدَةَ حَبِيْبِ اللهِ
قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْكَائِنَاتِ وَ جِئْتِ بِاَشْرَفِ الْمَوْجُوْدَاتِ
وَ صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ.

اے پاک و پاکیزہ خاتون، اے طاہرہ و فاخرہ بی بی آپ پر سلام ہو۔
اے وہ بی بی جن کو خدا نے اعلیٰ شرف عطا فرمایا،
اے وہ بی بی کہ بزرگان جلیل القدر کی فضیلت مآب وارث ہیں آپ پر سلام ہو۔
سلام ہو جس کی پیشانی سے سرور انبیاء کا نور نمودار ہوا کہ جس نور کی وجہ سے زمین و آسمان روشن ہو گئے۔
سلام ہو جن کے لئے پاک فرشتے نازل ہوئے اور جن کے لئے جنت کے پردے لگائے

گئے جیسے کہ سیدہ نساء جناب مریم سلام اللہ علیہا کے لیے پردے لگائے گئے تھے۔

اے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں، اے حبیب خدا کی ماں آپ پر سلام ہو۔

یقیناً آپ نور سرورِ کائنات کی حامل تھیں اور اشرف موجودات کو لے کر آئیں۔

آپ پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

فصل دوم

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا مادر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

مقدمہ

حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ماں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غم خوار تھیں۔ انہوں نے زندگی کا کچھ عرصہ جاہلیت کے زمانے میں گزارا۔ لیکن ان کا اخلاق اور کردار اس زمانے کے لوگوں جیسا نہیں تھا۔ یہ ان چند عورتوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے اسلام سے پہلے اپنی شخصیت کو حفظ کیا۔ تمام مورخین نے انہیں خیر اور نیکی کے کلمات سے یاد کیا خدیجہ سخی بھی تھیں۔ لہذا فقیروں کے لئے دروازہ کھلا تھا۔ [1]

جب تک خدیجہ زندہ تھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دوسری شادی نہیں کی، فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ماں کا افتخار اسی خاتون کو حاصل ہے۔

نام ونسب

حضرت زہرا کی ماں کا نام صرف خدیجہ ہی ذکر ہوا ہے۔ خدیجہ کا باپ خویلد بن اسد بن

---

[1] أعلام النساء، ج ۱ ص ۳۲۶

عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن
کنانہ۔ [۱]

خدیجہ کی ماں فاطمہ جوزائدہ بن عصم بن ہرن بن رواحمہ بن حجر بن معز بن لوئی بن غالب
بن فہر بن مالک کی بیٹی تھیں۔ [۲]

نسب شناس افراد کے قول کے مطابق خدیجہ سلام اللہ علیہا کے ماں باپ جزیرۃ العرب کے قدی
ترین خاندانوں میں سے تھے۔ [۳]

مشہور قول کی بناء پر آپ کے یہ بچے تھے: قاسم، عبداللہ اور فاطمہ ہیں۔ [۴]

قاسم اور عبداللہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ قاسم کی موت کے بعد خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
سے عرض کرتی ہیں۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے قاسم کو جو شیر دیا کاش وہ شیر خوارگی کے
دوران زندہ رہتا تا کہ پورا دودھ پی کر جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس کا دوران شیر خوارگی جنت میں کامل ہوگا۔ خدیجہ نے عرض کیا: اب مجھ پر اس کی موت کا
غم کم ہو گیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر چاہتی ہو تو خدا کے حکم سے میں ان کی آواز تمہیں سنا سکتا
ہوں خدیجہ کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہے۔ خدا اور اس کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں۔ [۵]

پیغمبر اسلام سے خدیجہ سلام اللہ علیہا کی شادی:

جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ خدیجہ سلام اللہ علیہا دوران جاہلیت میں رہنے کے باوجو

---

[۱] الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۸ و الذریۃ الطاہرۃ، ص ۴۴

[۲] أعلام النساء، ج ۱، ص ۳۲۶

[۳] منزلت زن از دیدگاہ اسلام، ص ۹۰

[۴] أعلام الوریٰ، ص ۵۔۲۷ و اسد الغابہ، ج ۱، ص ۱۶ و مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج ۹، ص ۲۱۸

[۵] فرہنگ جامع سخنان امام حسین، ص ۱۰۳

نیک اور طاہرہ خاتون معروف تھیں۔ مورخین انہیں دور اندیش اور عقل مند خاتون کے نام یاد کرتے ہیں۔ [1]

وہ ہر قسم کی آلودگی سے پاک اور اچھی صفات کی مالک تھیں نیک پارسا اور قابل احترام ہونے کے ساتھ ساتھ سیدہ نساء قریش کے نام سے مشہور تھیں۔ [2]

آپ ایک ثروت مند باعظمت عورت تھیں اور عقبہ بن ابی معیط، صلت بن شہاب، ابوجہل اور ابوسفیان آپ کے رشتے کے خواہش مند تھے۔ لیکن آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔ [3]

خدیجہ نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے ساتھ گفتگو میں کہا تھا اگر انہیں شوہر مناسب نہ ملا تو وہ شادی نہیں کریں گیں۔ [4]

چونکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا ثروت مند تھیں اور تجارت کیلئے مرد نوکر تھے۔ لہذا انہیں اپنی تجارت کی خاطر مردوں سے تجارتی امور میں کام لیتی تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن ہی سے امین اور صادق تھے۔ لہذا خدیجہ نے شام کی تجارت کیلئے آپ کو انتخاب کیا۔ حضرت خدیجہ کچھ رقم اور میسرہ نامی غلام کو دے کر آپ کو شام روانہ کر دیا۔ سفر میں ایک جگہ آنحضرت درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے ایک راہب آیا اور میسرہ سے پوچھنے لگا یہ درخت کے نیچے سونے والا شخص کون ہے؟

میسرہ نے کہا، شخص مکہ سے قریشی خاندان سے تعلق رکھنے والا ہے راہب نے کہا یہ درخت پیغمبر کے علاوہ کسی پر نہیں جھکتا کیونکہ درخت ایک طرف جھکا ہوا آپ پر سائے کی حالت میں تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کا مال شام میں فروخت کیا اور کچھ مال وہاں سے

---

[1] اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۴ و تاریخ طبری، ج ۲، ص ۲۸۰

[2] السیرۃ النبویۃ، ص ۱۲۰

[3] بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۲۲

[4] الاستیعاب، ج ۴، ص ۱۸۱۷

خریدا اور مکہ واپس آئے۔ [۱]

رسول خدا ﷺ کا خریدا ہوا مال دو برابر یا اس سے زیادہ بیچا اور بہت سا منافع حاصل کیا خدیجہ سلام اللہ علیہا نے میسرہ سے کہا: اس سفر میں آپ نے محمد ﷺ کو کیسے پایا، میسرہ نے آپ کے اعجاز، صداقت، امانت داری، ایثار اور اخلاق خدیجہ کو بتایا۔ سیدہ قریش حضرت خدیجہ میسرہ کی کلام سن کر بہت خوش ہوئیں۔

اب خدا کا بھی یہی ارادہ ہوا کہ ان کا آپس میں رشتہ ہو جائے۔ خدیجہ ایک رات خواب میں دیکھتی ہیں کہ سورج مکہ کے اوپر گھوم رہا ہے اور پھر اس کے گھر میں اترتا ہے۔ وہ اپنے خواب کو ورقہ بن نوفل کو بیان کرتی ہے۔ ورقہ نے کہا تو ایک ایسے مرد سے شادی کرے گی جو پوری دنیا میں مشہور ہوگا۔ [۲]

رسول خدا ﷺ کی حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے مشہور قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ آنحضرت ﷺ کے پاس گئیں اور کہا اے چچا کے بیٹے تو ایک شریف، امین اور خوش اخلاق انسان ہو اور دوسرے قریش پر برتری حاصل ہے۔ لہٰذا میں آپ ﷺ سے شادی کی خواہش کرتی ہوں۔ [۳]

رسول خدا ﷺ نے بھی خدیجہ کی بات مان لی اور اپنے چچا کے پاس گئے۔ تاکہ انہیں اس بات سے آگاہ کر سکیں۔

ابولہب نے آنحضرت ﷺ سے کہا: اے بھائی کے بیٹے! خدیجہ اور تیرا ایک مقام نہیں، عباس نے غصے میں

---

[۱] السیرۃ النبویۃ، ص ۱۲۰ و اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۵

[۲] کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۰۹ و بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۱۰۴

[۳] السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۸۹ و البدایۃ والنہایۃ، ج ۸، ص ۲۹۴ و بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۹

ابولہب سے کہا: تو ایک پست کردار مرد ہے، خدیجہ میں کیا عیب ہے وہ ایک نیک پاکدامن اور خوبصورت خاتون ہے۔ خدا کی قسم خدیجہ نے جتنا مہر مانگا میں لا کر دوں گا۔ [1]

پھر ابو طالب بنی ہاشم کے گروہ کے ساتھ خدیجہ کے گھر گئے اور نکاح کے مراسم کا آغاز اس طرح ہوا۔ [2]

شکر ہے اس خدا کا کہ جس نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی اولاد قرار دیا اور ہمارے لئے حج کی فضیلت کو پانے کیلئے مکہ کو بنایا۔ ہمیں لوگوں پر برتری دی۔ بے شک میرے بھائی کا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا قریش میں کوئی نہیں۔ اگر چہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال کم ہے۔ لیکن تقوی، پرہیزگاری اور امانت جیسی فضیلت سے مالا مال ہیں۔ خدیجہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ کو۔ [3]

ابو طالبؑ نے ورقہ سے کہا: ہم خدیجہ کا رشتہ مانگنے آئے ہیں جو مہر چاہتے ہو میں اپنے مال سے دوں گا۔ ورقہ اس زمانے کے علماء میں سے تھا۔ لیکن ابو طالبؑ کے جواب سے قاصر تھا۔ ورقہ اضطرابی حالت میں تھا جب خدیجہ نے یہ دیکھا تو فصیح زبان میں ورقہ سے فرماتی ہیں۔ اگر چہ تو اس مقام پر مجھ سے پہلے بولنے کا حق رکھتے ہو۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تجھ سے شادی کی اور میرا مہر میرے مال ہی میں ہے۔ اپنے چچا سے کہو کہ وہ ولیمہ کے لئے ایک اونٹ ذبح کرے۔

پس ابو طالبؑ نے فرمایا: اے لوگو! گواہ رہنا خدیجہ نے خود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی اور اپنے مہر کی ضامن خود ہے۔

قریش کے ایک شخص نے کہا: یہ عجیب ہے کہ عورتوں کے حق مہر مرد ضامن ہونے لگ

---

[1] بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۸۱

[2] اعلام النساء، ج ۱، ص ۷۲ و الخرائج والجرائح، ص ۱۱۲

[3] اعلام الوری، ص ۱۴۰؛ مقتل الحسین، ص ۷۴ و اعلام الھدایۃ، ج ۱، ص ۶۸

گئے۔

ابو طالبؑ نے غصے میں کہا: اگر دوسرے بھی شوہر میرے بھائی کے بیٹے کی مانند ہوں تو عورتیں اس سے بھی زیادہ حق مہر طلب کریں گی۔ پس ابو طالبؑ نے ایک اونٹ ذبح کیا اور عقد ہوا۔ [1]

شادی کے وقت خدیجہ کی عمر مبارک

مورخین کے نزدیک اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا پہلے شادی کی تھی یا نہیں؟ اس طرح آپ کی عمر میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچیس (۲۵) سال کی عمر میں چالیس (۴۰) سالہ خدیجہ سے شادی کی اور اس سے پہلے خدیجہ سلام اللہ علیہا دو بار شادی کر چکی تھیں۔ قطادہ کہتا ہے:

> خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے عتیق عاذ بن عبداللہ بن عمر مخزومی سے شادی کی اور ایک دختر بھی اس سے پیدا ہوئی۔ عتیق کے فوت ہونے کے بعد خدیجہ نے دوسری شادی ابو ہالہ تیمی سے کی اور اس سے بھی ایک بچہ پیدا ہوا۔
>
> خدیجہ پندرہ سال عام الفیل سے پہلے پیدا ہوئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کے وقت ان کی عمر چالیس (۴۰) سال تھی۔ [2]

ابن اثیر بھی لکھتا ہے کہ خدیجہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دو شادیاں کیں ا

---

[1] منتهى الآمال، ج ۱، ص ۱۰۰

[2] کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۱۰ و ۵۱۳

آنحضرتؐ کے ساتھ شادی کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ [1]

ایک اور قول کی بنا پر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ سے شادی کی تو وہ اٹھائیس (۲۸) سال کی تھیں اور اس نظریے کے قائل افراد لکھتے ہیں کہ خدیجہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی شادی نہیں کی۔ الاستغاثہ کتاب کے مولف لکھتے ہیں خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کرنے سے پہلے کوئی شادی نہیں کی۔

لہٰذا رقیہ اور زینب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بیٹیاں نہیں ہیں بلکہ ہالہ کی بیٹیاں ہیں اور ہالہ خدیجہ کی بہن تھی۔ کیونکہ ہالہ کا شوہر فوت ہو گیا تھا جس سے وہ غریب ہو گئی تو اس کی بہن خدیجہ سلام اللہ علیہا اس سے اور اس کے بچوں کی کفالت کی، ہالہ کی وفات کے بعد ان کی بیٹیاں حضرت خدیجہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہیں۔ عرب لوگ منہ بولے بچے کو اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ پس یہی قول محکم ہے کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پہلے کوئی شادی نہیں کی۔

مکہ کی عورتوں کا سلوک

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی سے پہلے خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ گھر میں فقیروں کی رفت و آمد رہتی تھی۔

شہر کی عورتوں کا آنا جانا تھا لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی ہوئی تو انہوں نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کے گھر آنا چھوڑ دیا۔ یہ کہنے لگیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم تھا۔

"ان خدیجه لما تزوج بها رسول الله (صلی الله علیه وآله) هجرتا

---

[1] اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۴۔ درباره ۴۰ چهل ساله بودن خدیجه موقع ازدواج با پیامبر، ر۔ک: اعیان الشیعه، ج ۱، ص ۲۲۰؛ البداية والنهاية، ج ۱، ص ۲۴۹؛ السيرة الحلبية، ج ۱، ص ۱۴۰؛ أعلام الوری، ص ۱۳۹؛ والعدد القویہ، ص ۲۴۹

نسوۃ مکہ فکن لا یدخلن علیہا ولا یترکن امرأۃ تدخل علیہا۔[1]

جب خدیجہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی ہوئی تو مکے کی عورتوں نے خدیجہ سلام اللہ علیہا سے میل جول چھوڑ دیا۔ نہ وہ خدیجہ کے گھر میں آتیں اور نہ دوسری عورتوں کو جانے کی اجازت دیتیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا جانتی تھیں مکہ کی عورتوں کے اس سلوک سے اس کی معنویت میں اضافہ ہوگا۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے عورتوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ میں نے سنا ہے تمہارے شوہر یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کیوں کی؟

اب میں تم سے پوچھتی ہوں کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا جمال خوش اخلاق، شریف اور با فضیلت انسان ہے۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا یہ سوال کر کے انہیں بتانا چاہتی تھیں کہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے پایا اندھے دل وہ چیز نہیں دیکھ رہے ہیں۔

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا مونس

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدیجہ سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شادی کرنے کے بعد تنہا تھی۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ کے بطن مبارک میں تھیں اور آپ کیلئے مونس تھیں خدیجہ سلام اللہ علیہا فاطمہ سلام اللہ علیہا سے باتیں کرتی تھیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے اس موضوع کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخفی رکھا۔ ایک دفعہ جب اچانک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر داخل ہوئے تو خدیجہ سلام اللہ علیہا فاطمہ سلام اللہ علیہا سے باتیں کر رہی تھیں۔ آپؐ نے خدیجہ سلام اللہ علیہا سے پوچھا: تم کس سے ہم کلام ہو؟ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کہا اس بچے کے ساتھ ہم کلام ہوں جو میرے شکم میں ہے۔

---

[1] امالی، ص ۳۹۵

تنہائی میں میرا مونس ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہ سلام اللہ علیہا مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی کہ یہ بچہ بیٹی ہے اور خدا نے میری نسل کو اس بیٹی میں قرار دیا۔ میرے بعد آئمہ طاہرین کی نسل اسی سے چلے گی۔
حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے وقت تک ماں کے شکم میں باتیں کرتیں تھیں۔ جب وضع حمل کا وقت نزدیک آیا تو خدیجہ سلام اللہ علیہا نے قریش کی عورتوں کو پیغام دیا کہ وہ ان کے پاس آئیں اور ولادت کے وقت اس کی مدد کریں۔

لیکن مکہ کی عورتوں نے منفی جواب دیا خدیجہ سلام اللہ علیہا بہت غمگین ہوئیں۔ اچانک چار عورتیں گھر میں داخل ہوتی ہیں اور خدیجہ سلام اللہ علیہا سے کہتی ہیں: اے خدیجہ سلام اللہ علیہا غم نہ کرو تیرے خدا نے تیری مدد کیلئے بھیجا ہے۔ ایک نے کہا میں سارہ ہوں اور یہ مزاحم کی بیٹی آسیہ ہیں۔ تیسری عمران کی بیٹی مریم ہے اور چوتھی موسیٰ کی بیٹی کلثوم ہے۔

یہ چاروں عورتیں فاطمہ کے اطراف میں تشریف فرما تھیں۔ جب بچے کی ولادت ہوئی تو ایک ایسا نور چمکا جس سے پورا مکہ نورانی ہوگیا۔ ان چار عورتوں نے بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت پر مبارک دی۔ پھر ان چار عورتوں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو لیا اور خدیجہ سلام اللہ علیہا کی گود میں رکھا۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے بڑے پرجوش اور خوشحالی کی حالت میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی گود میں لیا۔ [1]

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا اور بعثت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کئی بار سن رکھا تھا کہ آخرین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں پیدا ہوگا۔ اس لئے پہلے دن ہی سے خدیجہ سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کے ساتھ مشترک زندگی میں بہت ہی خوشحال

---

[1] الخرائج والجرائح، ص ۸۶ و مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۳۴۰

تھیں۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپؐ غار حرا میں تشریف لے گئے اور واپس آ کر خدیجہ سلام اللہ علیہا کو اپنی رسالت کے بارے میں فرمایا:

خدیجہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا:

"ابشر یابن عمی واثبت فوالذی نفس خدیجه بیده انی لارجو ان تکون نبی هذه الامة" [1]

اے چچا کے بیٹے ثبت قدم رہو اور بشارت ہو تمہیں! خدا کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس امت کے پیغمبر ہو۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ''لقد خشیت علی نفسی'' میں خوف کھا رہا ہوں اور اس خوف سے مراد یہ ہے کہ اس زمانے کا معاشرہ آپؐ کی دعوت قبول نہیں کرتا تھا۔ [2]

جعفر سبحانی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی کے بارے میں لکھتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضطراب عادی اور معتدل تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف نہیں تھا۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ جبرائیلؑ پیغام خدا لانے والا ہے۔ البتہ یہ اضطراب معمولی بھی نہ تھا کیونکہ عالم غیب میں فرشتے کے سامنے جانا بعید نہیں کہ انسان کو وحشت اور ڈر ہو۔ آپؐ کی رسالت کو سب سے پہلے خدیجہ سلام اللہ علیہا نے قبول کیا۔ [3]

بعض کتب میں کچھ ایسے مطالب ذکر ہوئے ہیں جو مقام رسالت کے منافی ہیں۔

مثال کے طور پر ''مناقب آل ابی طالبؑ'' میں محمد بن کعب اور عائشہ سے منقول ہے کہ وحی نازل ہونے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوف سے خدیجہ کے پاس آئے اور فرمایا:

---

[1] مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۲۷؛ نهایۃ الارب، ج ۲، ص ۱۸۰ و السیرۃ النبویۃ، ص ۱۵۳

[2] الذریۃ الطاهرہ، ص ۵۷

[3] کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۱۲؛ مقتل الحسین، ص ۴۴

"فو اللہ لقد خشیت علی عقلی"
خدا کی قسم میں ڈر رہا ہوں کہ میری عقل ضائع نہ ہو جائے۔
در اسد الغابہ میں بھی آیا ہے کہ وحی کے وقت آنحضرتؐ خدیجہ سلام اللہ علیہا کے پاس گئے اور ابھی وحی میں شک کر رہے تھے۔ خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، ورقہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا؟

"ماذا تری مخبر رسول اللہ"

اے رسول! تو نے کیا دیکھا ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کو ورقہ سے بیان کیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت دی کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی ہے اور اس کے بعد آپؐ کو سکون ملا۔ یہ دو آخری مناقب آل ابی طالبؑ اور اسد الغابہ کی دونوں روایات مقام رسالت کے منافی ہیں۔ [1]

ایمان خدیجہ سلام اللہ علیہا

جاہلیت کے دور میں عورتیں مردوں کے تابع تھیں وہ اپنے مردوں کے کہنے پر چلتی تھیں۔ کیا خدیجہ سلام اللہ علیہا کا ایمان ایسا تھا؟ نہیں بلکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا ایک با معرفت خاتون تھیں۔ وہ پہلے علماء سے اپنے شوہر کی رسالت کی نشانیاں سن چکی تھیں اور بعثت سے پندرہ سال پہلے آنحضرتؐ پر وحی ہونے کے انتظار میں تھیں۔ [2]

ایک دفعہ بعثت سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا:
جب میں تنہا ہوتا ہوں تو کچھ آوازیں سنتا ہوں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کہا خداوند عالم تجھے خیر

---

[1] اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۶

[2] بحار الانوار، ج ۶۱، ص ۷۱ و مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۶۸

عطا کرے گا۔ خدا کی قسم تم ایک امانت دار اور صلہ رحمی کرنے والے ہو۔ [1]

پس خدیجہ سلام اللہ علیہا جانتی تھیں کہ محمد خدا کا آخری نبی ہے اور وحی کے انتظار میں تھیں۔ [2]

اس لئے جب آپ پر وحی نازل ہوئی اور گھر تشریف لائے تو خدیجہ سلام اللہ علیہا نے کہا کہ میں تم سے نور کا مشاہدہ کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہ رسالت کا نور ہے پس کلمہ پڑھو "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" خدیجہ سلام اللہ علیہا نے خدا اور آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ [3]

حضرت علیؑ نے فرمایا: اس زمانے میں اسلام صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ کے گھر میں تھا اور میں تیسرا اسلام قبول کرنے والا شخص تھا۔ [4]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا

حشام کے نقل کے مطابق ایک دن جبرائیلؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور ایک پہاڑ کے نزدیک پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ جبرئیلؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وضو کیا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی ترتیب سے وضو کیا۔ پھر جبرئیل نے نماز پڑھی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح نماز پڑھی۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لے آئے اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو وضو اور نماز کی تعلیم دی۔ اس کے بعد خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

ابویحییٰ بن عفیف اپنے باپ سے نقل کرتا ہے۔ میں جاہلیت کے زمانے میں مکہ گیا اور

---

[1] مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۸۴

[2] الانوار فی مولد النبی، ص ۲۲۳

[3] مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۶۸، منتہی الآمال، ج ۱، ص ۱۰۲

[4] سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۵۷۱

عباس بن عبد المطلب کے ساتھ کعبہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ زوال کا وقت ہوا، میں نے دیکھا ایک جوان آسمان کی طرف نگاہ کر رہا تھا اور کعبہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا ایک اور جوان آیا جو آپؐ کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی جو آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

میں نے عباس سے کہا: یہ عجیب ہے اس نے مجھ سے کہا (یعنی عباس) کہ کیا اس شخص کو جانتے ہو، میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا وہ میرے عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہے اور دوسرا ابو طالبؑ کا بیٹا علیؑ ہے اور وہ عورت خدیجہ سلام اللہ علیہا ہے۔ [۱]

پس معلوم ہوا کہ اسلام قبول کرنے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا خدیجہ سلام اللہ علیہا کو شرف حاصل ہے۔ [۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت

بعثت کے پہلے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخفی طور پر دعوت اسلام اور توحید کا پرچار کیا۔ اور بعثت کے تیسرے سال یہ آیت نازل ہوئی:

"وانذر عشيرتك الاقربين" [۳]

اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانیہ طور پر دعوت دی اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس دوران ابو طالبؑ خدیجہ سلام اللہ علیہا اور حضرت علیؑ دل و جان سے آپؐ کی حمایت خدیجہ سلام اللہ علیہا خدمات اسلام پر ایک بہت بڑا احسان ہے ان کی خدمات کو ہم

---

[۱] خصائص نسائی، ص ۳، ۱۴

[۲] الارشاد، مفید، ص ۳۰؛ فصول المھمۃ، ص ۳۳ و ارشاد القلوب، ج ۲، ص ۲۳۰

[۳] سورہ شعراء، آیہ ۲۷

دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔

۱۔ اجتماعی۔ ۲۔ مالی۔

(۱) اجتماعی

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو معاشرے میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ لہٰذا انہوں نے جاہلوں کے ڈر سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے موقع پر مروہ نامی پہاڑ پر گئے اور بلند آواز میں فرمایا: اے لوگوں خدا نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا۔ آپؐ نے تین دفعہ ان کلمات کو دہرایا جاہل، متعصب، نادان عرب ہاتھوں میں پتھر لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کرنے لگے۔

ابوجہل نے آنحضرتؐ کو ایک پتھر مارا جو آپؐ کی پیشانی پر لگا جس سے خون جاری ہوگیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ ابی مبیث پر گئے اور مشرکین نے آپ کا پیچھا کیا۔ حضرت علیؑ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں گئے اور یہ سارا موضوع بیان کیا، حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا یہ سن کر بہت روئیں کھانا کھانا چھوڑ دیا اور حضرت علیؑ کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں نکلے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا آواز دیتیں تھیں۔ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہو۔ [1]

اسی اثناء میں آپ پر جبرائیلؑ نازل ہوا اور کہنے لگا: یہ خدیجہ ہے جو روئے ہوئے تیری تلاش میں ہے خدیجہ سلام اللہ علیہا اور حضرت علیؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر لائے لوگوں نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر پتھراؤ کیا خدیجہ سلام اللہ علیہا باہر نکلیں اور دشمن سے کہتیں ہیں۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک شریف خاندان کی عورت کے گھر پر پتھر پھینکتے ہو۔ لوگ خدیجہ کی یہ کلام سن کر ادھر ادھر چلے گئے۔ خدیجہ نے کہا:

---

[1] الاستیعاب، ج ۴، ص ۱۱: اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۸ وعلموائی فاطمہ، ج ۲، ص ۲۳۶

ان الله هو السلام ومنه السلام وعلى جبرائيل السلام وعليك يا رسول الله السلام وبركاته۔[1]

خدا خود سلام ہے اور اس کی طرف سے سلام ہے اور سلام ہو جبرائیل پر اور سلام ہو تم پر اے رسولؐ! خدا کی رحمت و برکت ہو تم۔

(۲) مالی

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کے بعد کئی مراحل سے گزرنا پڑا۔ لیکن آپؑ نے کبھی تھکاوٹ محسوس نہیں کی بلکہ ہر پیش آنے والے مسائل کو شرافت و سعادت کا باعث سمجھتی تھیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا ایک جزیرۃ العرب کی مالدار عورت تھیں۔ لیکن ان کو دولت کی محبت نہیں تھی بلکہ معنویت کو کسب کرنے کا ہدف تھا انہوں نے شادی کے موقع پر فرمایا:

انا ومالي وجواري وجميع ما املك بين يديك وفي حكمك لا امنعك شيئاً.[2]

میں اور میرا مال آپؐ کی خدمت میں حاضر ہے۔ میری تمام چیزیں آپ کے اختیار میں ہیں۔ تم میرے مال کو جہاں چاہو خرچ کر سکتے ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مال کو اسلام کی راہ میں خرچ کر دیا۔ آنحضرتؐ کو زبردستی شعب ابوطالبؑ میں جانا پڑا اور مشرکین نے مسلمانوں سے اقتصادی رابطہ قطع کر دیا۔ خدیجہ نے تمام مال مسلمانوں کی نجات کیلئے خرچ

---

[1] اسد الغابہ، ج۵، ص۴۳۸ ؛ سیر اعلام النبلاء، ج۲، ص۱۱۳ ؛ البدایہ والنھایہ، ج۳، ص۱۹۷ و کشف الغمہ ج۱، ص۵۰۸

[2] بحار الانوار، ج۱۶، ص۵۵

کردیا۔ [1]

شعب ابوطالبؑ میں کھانا بھیجنے کیلئے حکیم بن حزام کی خدمت حاصل کی گئی۔ ایک دفعہ حکیم بن حزام اپنے غلام کے ساتھ شعب ابوطالبؑ میں گندم لے جارہے تھے کہ راستے میں ابوجہل مل گیا۔ ابوجہل نے اس سے کہا یہ بنی ہاشم کے لئے لے جارہے ہو مگر ہرگز اجازت نہیں دوں گا بلکہ تجھے مکہ میں رسوا کروں گا۔

ابوالبختری ابوجہل کا بھائی پہنچ گیا۔ وہ ابوجہل سے کہتا ہے: یہ کھانا خدیجہ کا ہے کیا تم خدیجہ کا مال لے جانے سے منع کررہے ہو؟ [2]

دوسرا شخص جو چھپ کر شعب ابوطالبؑ میں غذا پہنچاتا تھا وہ حضرت خدیجہ کا داماد حضرت ابوالعاص تھا۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ابوالعاص نے ہمارے داماد ہونے کا حق ادا کردیا۔ [3]

کیونکہ جب ہم شعب ابوطالبؑ میں تھے تو وہ رات کو ہمارے لئے کھانا لاتا تھا۔

آج کل عورتوں کے لئے درس عبرت ہے جو مال ودولت کو جمع کرنے کے چکر میں ہیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے عمل سے ثابت کیا کہ خاندان کی سعادت وکرامت اور صداقت سے محروم لوگوں کی خدمت کرنے میں ہے۔

انبیاء کے اہداف میں سے ایک ہدف غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا تھا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو یہی مظلوم اور فقیر افراد نے آپ کی دعوت کو جلدی قبول کیا۔ پس خدیجہ اپنی زندگی میں یہ جملہ فرماتی تھیں:

---

[1] سیر اعلام النبلاء، ج ۱، ص ۱۱۶ و منزلت زن از دیدگاہ اسلام، ص ۹۶

[2] السیرۃ الحلبیۃ، ص ۲۲۱

[3] زینب، دختر پیامبر، همسر ابی العاص بود: اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۶

"اشهدوا يا ايها الناس انی وما املك لمحمد"[۱]

اے لوگوں گواہ رہو! میں اور میرا مال محمدؐ کا ہے۔ جس نے اپنا پورا مال محمدؐ کی خدمت میں حاضر کر دیا اور آنحضرتؐ نے بھی یہ مال فقراء اور اسلام کی راہ میں خرچ کر دیا۔ لہٰذا آنحضرتؐ بعثت کے پہلے سالوں میں یہ فرمایا کرتے تھے: "ما نفعنی مالی کما نفعنی مال خدیجہ" خدیجہ کے مال سے بڑھ کر مجھے کسی اور مال میں نفع نہیں ہوا۔[۲]

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پچیس سال اکٹھے گزارے اور جب تک خدیجہ سلام اللہ علیہا زندہ تھیں۔ دوسری شادی نہیں کی خدیجہ سلام اللہ علیہا کے مرنے کے بعد بھی آپؐ انہیں اکثر یاد کرتے اور ان کیلئے روتے تھے۔ آنحضرتؐ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ سلام اللہ علیہا ان کے نزدیک باعظمت خاتون تھیں۔

(۱) ام سلمہ فرماتی ہیں: جب فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرا کی شادی کا وقت آیا اور حضرت علیؑ نے خدیجہ کو یاد کیا۔ تو آنحضرتؐ رونے لگے آپؐ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا:

"خديجة اين مثل خديجه صدقتني حين كذبني الناس، وآزرتني على دين الله اعانتني بما لها ان الله أمرني أن بشر خديجة ببيت في الجنة"[۳]

خدیجہ کی مانند کون ہوسکتا ہے۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی اور دین اسلام میں میری مدد کی۔ اس نے اپنے مال سے میری مدد کی۔ خداوند عالم نے مجھے حکم دیا کہ

---

[۱] الملووانی فاطمہ، ج ۲، ص ۲۳۵

[۲] اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۲۲۰

[۳] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۹، ص ۲۱۸ وسفینۃ البحار، ج ۲، ص ۵۷

میں انہیں جنت میں ایک محل کی بشارت دوں۔

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر خدیجہ کو یاد کیا کرتے تھے اور اپنی بیویوں سے ان کا تذکرہ کرتے تھے۔ ایک دن عائشہ کی موجودگی میں آپ نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کو یاد کیا اور بہت روئے۔ عائشہ کہنے لگی تمہیں خدیجہ کتنی زیادہ یاد آتی ہے۔ وہ ایک بوڑھی عورت تھی۔ خداوند عالم نے اب تمہیں اس سے بہتر دی ہے۔ آپ عائشہ کے اس جملے سے ناراض ہو گئے تھے اور فرمایا: خدا کی قسم وہ ایک باعظمت خاتون تھیں۔ وہ اس وقت ایمان لے آئی جب لوگ کافر تھے۔ اس نے اس وقت میری رسالت کی گواہی دی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے۔ [1]

عائشہ کہتی ہے کہ جب میں نے دیکھا آنحضرتؐ ناراض ہیں تو اپنے آپ سے عہد کیا کہ آئندہ خدیجہ کو اچھے الفاظ میں یاد کروں گی۔ لیکن عائشہ کے دل میں خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں حسد ضرور تھا۔ [2]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور عائشہ کو حضرت زہراؑ کے مقابلے میں کھڑے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا: اے خدیجہ کی بیٹی کیا تو خیال کرتی ہے کہ تیری ماں مجھ سے افضل ہے۔ حالانکہ اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری بیویوں پر کوئی فضیلت نہیں ہے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سن کر بہت روئیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے بیٹی کیوں رو رہی ہو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے کہا: عائشہ نے میری ماں کا نام لیا اور انہیں کم مرتبہ سمجھا۔ آنحضرتؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: اے عائشہ خدا کے نزدیک وہ عورت نیک ہے جس کا شوہر اس سے راضی ہو اور جس سے زیادہ اولاد ہو، خدا اس پر رحمت کرے وہ بہت ہی نیک خاتون

---

[1] مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج ۹، ص ۲۲۴ و العوالم فاطمہ، ج ۲، ص ۲۱۰

[2] سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۱۱۷؛ اعلام النساء، ج ۱، ص ۲۳۰؛ کشف الغمہ ج ۱، ص ۵۱۲ و اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۸

تھیں اور اس کے ہاں اولاد ہوئی۔ اے عائشہ تو، تو عقیم اور بانجھ ہے۔[1]

(۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں: مردوں میں سے بہت لوگ باکمال ہے لیکن عورتوں کو یہ کمال نہ ملا سوائے مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے۔[2]

(۴) ابن عباس کہتا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے اور فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: جنت کی بہترین عورتیں یہ ہیں، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم۔[3]

حضرت امام حسینؑ خدیجہ کی قبر پر

انس بن مالک کہتا ہے: ہم امام حسینؑ کے ساتھ خدیجہ سلام اللہ علیہا کی قبر کے پاس آئے تھوڑی دیر بیٹھے۔ امامؑ نے ہمیں فرمایا: مجھے تھوڑی دیر کیلئے تنہا چھوڑ دو۔ راوی کہتا ہے کہ میں ایک کنارے بیٹھے دیکھ رہا تھا کہ امام حسینؑ اپنی نانی کی قبر پر رو رہے تھے۔ آپؑ نے نماز پڑھی دعا مانگی اور فرمایا: خدایا تو ہی مولا ہے تو رحم کر اس بندے پر جو تیری پناہ میں آتا ہے۔[4]

امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں۔

"السلام علیك یابن خدیجة الکبریٰ"۔[5]

---

[1] خصال شیخ صدوقؒ، ص ۴۰۵

[2] الفصول المہمۃ، ص ۳۸۱

[3] خصال شیخ صدوقؒ، ص ۱۹۵ و مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۸۵

[4] مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۷۶ و سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۷۵۲

[5] مفاتیح الجنان، زیارت نامہ عرفہ امام حسینؑ

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی عظمت دوسرے لوگوں کی نظر میں

(۱) حذیفہ: خدیجہ سلام اللہ علیہا خدا اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں سب سے پہلی خاتون ہے۔[۱]

(۲) ابن عباس: خدیجہ سلام اللہ علیہا وہ پہلی خاتون ہیں جس نے خدا اور اس کے رسولؐ کی رسالت کی گواہ دی۔[۲]

(۳) ابن حشام: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور ان کی نبوت کی تصدیق کرنے والی خدیجہ تھیں۔

اسلام کی نصرت کرنے والی خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ یہ ایک باتقویٰ بافضیلت قابل احترام عورت تھی مکہ کی عورتوں نے آپؑ کو اذیت دی کہ آپؑ نے محمدؐ سے شادی کیوں کی۔[۳]

(۴) مسلم: خدیجہ سلام اللہ علیہا مشیر پیغمبر اسلام تھی جس نے اسلام کی تصدیق اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے سکون پایا۔[۴]

(۵) زبیر ابن بکار: خدیجہ سلام اللہ علیہا جاہلیت کے زمانے میں طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔[۵]

(۶) ابن کثیر: خدیجہ سلام اللہ علیہا ایک مال دار اور شریف خاتون تھی مکہ کے بہت سے لوگوں

---

[۱] سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۱۱۲

[۲] الاستیعاب، ج ۴، ص ۲۸۱

[۳] السیرۃ النبویۃ، ص ۱۵۷

[۴] صحیح مسلم، ج ۵، ص ۲۴۳

[۵] سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۱۱

نے آپ سے شادی کی خواہش کی لیکن آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔ [1]

(۷) عبد الحمید مہاجر: عرب کے لوگوں میں سے شرافت اور کرامت کے لحاظ سے بہترین عورت خدیجہ تھی۔ [2]

(۸) استاد توفیق ابو علم: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خدیجہ سلام اللہ علیہا کا بہت احترام تھا اور خدیجہ سلام اللہ علیہا جیسی کوئی اور عورت نہیں تھی عائشہ ہمیشہ خدیجہ سے حسد کرتی تھی۔ [3]

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا بیماری کی حالت میں

حالت احتضار میں خدیجہ سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تکلیف کی شکایت کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا: تو مومنوں کی بہترین ماں ہے اور دنیا کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ بافضیلت ہو۔ تیری جدائی مجھ پر بہت سخت ہے۔ لیکن خداوند عالم نے ہر مومن کے لئے سختی میں مصلحت قرار دی۔ اے خدیجہ! جاؤ جنت میں اپنی ماں حوا اور بہن سارا کے ساتھ ملحق ہو جاؤ۔ [4]

خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں نے تیرے حق میں کوئی غلطی کی ہو تو معاف کرنا مجھ سے راضی رہنا۔ [5]

---

[1] السیرۃ الحلبیۃ، ج ۱، ص ۱۳۱

[2] العوالی فاطمہ، ج ۲، ص ۲۱۵

[3] فاطمہ زہرا، ص ۲۷

[4] مقتل الحسین، ص ۵۲ و اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۲

[5] العوالی فاطمہ، ج ۲، ص ۲۱۵

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لئے گریہ

عاصمہ بنت عمیس خدیجہ کی آخری عمر کے لحظات میں ان کے ساتھ تھیں۔ وہ کہتی ہیں خدیجہ سلام اللہ علیہا رو رہی تھی اور میں نے عرض کیا اے خدیجہ! کیوں رو رہی ہو؟ تم نبیؐ کی بیوی اور بہترین عورتوں میں سے ہو۔ تجھے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے عاصمہ میں اپنی بیٹی زہراؑ کے لئے رو رہی ہوں کیوں کہ میری بیٹی زہرا کو شادی کی رات ماں کی ضرورت ہوگی۔ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ماں اس وقت نہیں ہوگی۔ عاصمہ نے خدیجہ سلام اللہ علیہا سے عہد کیا کہ اس رات میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہوں گی۔ [1]

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا کفن

خدیجہ جان کنی کی حالت میں تھیں۔ اس کے دل میں ایک آرزو تھی۔ لیکن شرم سے آنحضرتؐ سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا جناب زہراؑ کو اپنے پاس بلاتی ہیں چھوٹے ہاتھ چوم کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ اے میری بیٹی فاطمہ! اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو: مجھے اسی ردا میں کفن دینا جو نزول وحی کے وقت آپؐ کے بدن پر ہوتی تھی۔ حضرت زہراؑ نے ماں کا پیغام آنحضرتؐ کو پہنچایا اسی ردا میں خدیجہ سلام اللہ علیہا کو کفن دیا۔ جس کی اس نے وصیت کی تھی۔ جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ خدا تمہیں سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ خدیجہ کو اس ردا کا کفن نہ دو بلکہ اس جنتی کپڑے سے کفن دو۔ [2]

---

[1] اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۲۲۰

[2] اعلموا انی فاطمہ، ج ۲، ص ۲۱۵

ابن حزام کہتا ہے: کہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا بعثت کے دسویں (۱۰) سال ماہ رمضان میں فوت ہوئیں اور قبرستان حجون میں دفن ہیں۔ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر کے کنارے ان کے حق میں دعا کر رہے تھے۔[۱]

حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا دفن:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کی وفات کے وقت بہت روئے ابوطالبؑ کی وفات کے چند ہی دنوں بعد خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے غمگین ہوئے کہ اس سال کو عام الحزن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔[۲]

عائشہ کہتی ہے: ہم نے ایک بھیڑ ذبح کی اور اس کا گوشت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ کے دوستوں کی خدمت میں بھیجا۔[۳]

ایک دن خدیجہ کی بہن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آنا چاہتی تھی۔ آنحضرتؐ نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کا نام سن کر بہت گریہ کیا۔[۴]

ماں کی یاد

امام جعفر صادق نے فرمایا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ سلام اللہ علیہا کو دفن کرنے کے بعد گھر تشریف لے آئے۔ فاطمہ زہراؑ

---

[۱] کشف الغمہ ج ا ص ۵۱۳

[۲] تاریخ طبری، ج ۲ ص ۲۲۱

[۳] زوجات النبی واولادہ ص ۶۲

[۴] الاستیعاب، ج ۴ ص ۱۸۲۳ و البدایہ والنھایہ، ج ۳ ص ۱۲۷

آپ کے اردگرد چلتی ہیں اور پوچھتی ہیں میری ماں کہاں ہے۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیران تھے کہ کیا جواب دوں جبرائیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ سے فرمایا:

اے رسولؐ ! اتم یہ کہو کہ تیری ماں جنت میں آسیہ اور مریمؑ کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر فاطمہ سلام اللہ علیہا کو سکون آیا اور فرمایا: خداوند سلام ہے اور اس سے سلام اور اسی کی طرف سلام ہے۔ [۲]

زیارت نامہ

جنت المعلیٰ میں بزرگان اسلام کی قبور ہیں۔ وہاں جاکر ہر ایک بزرگ کی زیارت پڑھیں۔ جنت المعلیٰ کی دیوار کے اندر داخل ہوتے ہی جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی قبر پر یہ زیارت پڑھیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ رَسُوْلِ اللهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ نَبِيِّ اللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَجْمَعِيْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ

---

[۱] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۹، ص ۲۲۳ و بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۵۵

[۲] تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۳۵

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنَاتِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا خَالِصَةَ الْمُخْلَصَاتِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ الْحَرَمِ وَمَلِكَةَ الْبَطْحَاءِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا أَوَّلَ مَنْ صَدَّقَتْ بِرَسُولِ اللهِ مِنَ النِّسَاءِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ وَفَتْ بِالْعُبُودِيَّةِ حَقَّ الْوَفَاءِ وَ أَسْلَمَتْ نَفْسَهَا وَ أَنْفَقَتْ مَالَهَا لِسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا قَرِينَةَ حَبِيبِ إِلٰهِ السَّمَاءِ الْمُزَوَّجَةِ بِخَالِصَةِ الْأَصْفِيَاءِ يَا بِنْتَ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا حَافِظَةَ دِينِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا نَاصِرَةَ رَسُولِ اللهِ

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ تَوَلَّى دَفْنَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اے رسول خدا سید مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ آپ پر سلام ہو،

اے خاتم انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ آپ پر سلام ہو۔

اے (جناب) فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ماں آپ پر سلام ہو،

اے تمام جوانان جنت کے سرداروں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ماں آپ پر سلام ہو۔

اے ائمہ طاہرینؑ کی ماں آپ پر سلام ہو،

اے (تمام) مومنین ومومنات کی ماں آپ پر سلام ہو۔

اے مخلص عورتوں کی سردار آپ پر سلام ہو، اے شہزادی حرم آپ پر سلام ہو،

اے بطحا کی ملکہ آپ پر سلام۔

اے عورتوں میں سب سے پہلے (جناب) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والی آپ پر سلام ہو،

اے حق عبودیت کو پورا کرنے والی آپ پر سلام ہو،

اے اپنے نفس و مال کو سید الانبیاءؐ کے سپرد کرنے والی آپ پر سلام ہو۔

اے حبیب خداؐ کی رفیقۂ حیات آپ پر سلام ہو، اے خلاصہ اصفیاءؑ کی زوجہ آپ پر سلام ہو،

اے ابراہیم خلیل کی بیٹی آپ پر سلام ہو۔

اے دین خدا کی حفاظت کرنے والی آپ پر سلام ہو۔

اے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرنے والی آپ پر سلام ہو،

اے وہ خاتون جن کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفن کیا آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت و برکتیں ہوں۔

فصل سوم

فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا مادرِ حضرت علی علیہ السلام

مقدمہ

حضرت علیؑ کی ماں قبیلہ قریش بن ہاشم کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ خاندان جزیرۃ العرب کا نجیب ترین اور با اخلاق خاندان تھا۔ فاطمہ بنت اسد کے کئی مناقب اور فضائل ہیں۔ اس نے اپنے شوہر ابوطالبؑ کے گھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی کی اور اسی طرح حضرت علیؑ کی تربیت اسی ماں کی گود سے ہوئی۔ اس نے بعثت رسول کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ساتھ دیا۔ [۱]

نام ونسب

حضرت امیرؑ کی والدہ کا نام فاطمہ ہیں، جو کہ اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی کی بیٹی ہیں۔ [۲]

---

[۱] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج ۹، ص ۱۰۰

[۲] کشف الغمہ ج ۱، ص ۶۴؛ الاحتیاج، ج ۲، ص ۳۷۳ وجلاء العیون، ص ۲۸

ان کی ماں کا نام فاطمہ تھا کہ ہرم بن رواحہ بن ہجر بن عبد اللہ بن معز بن وہب بن ثعلبہ بن فہر کی بیٹی تھیں۔ [1]

فاطمہ کی اولاد میں یہ تھے: طالب کہ جس کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ عقیل، ابی جعفر و حضرت علیؑ، جمانہ فاختہ (ام ہانی کے نام سے مشہور تھیں)۔ [2]

حضرت امیرؑ کی والدہ نے چار ہجری قمری میں ۶۵ یا ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کو مدینہ کے قبرستان بقیع میں دفن کیا گیا۔ [3]

شادی

حضرت ابو طالبؑ جوانی میں شادی کی فکر میں تھا، اور وہ ایسی عورت کی تلاش میں تھے۔ جو دین دار اور دین حنیف کی پیروکار ہو۔ ابو طالبؑ اپنے چچا اسد کے پاس جاتے ہیں اور ان کی بیٹی فاطمہ کا رشتہ مانگتے ہیں۔ اس کے چچا نے مثبت جواب دیا۔

عبد المطلبؑ کے بیٹے ابو طالبؑ، اسد کی بیٹی فاطمہ پہلے ہاشمی میاں بیوی تھے۔ ان کا نکاح لوگوں کے اجتماع میں پڑھا گیا اور ابو طالبؑ نے اسد سے مخاطب ہو کر یوں خطبہ پڑھا۔ [4]

حمد اس خدا کی جو عالمین کا رب ہے، عرش کا مالک ہے، وہ خدا جس نے ہمیں خانہ کعبہ کی خدمت کے لئے منتخب کیا اور ہمیں عزت و شرف عطا کیا خدا نے ہمیں شک اور عیب سے پاس کیا اور ہمیں دوسرے قبائل پر برتری دی اور ہمارے خاندان کو حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی اولاد سے

---

[1] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۴

[2] بحار الانوار، ج ۲، ص ۲۶۱ و فاطمہ بنت اسد، ص ۹

[3] اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۳۸

[4] فصول المھمۃ، ص ۳۱

قرار دیا۔

میں فاطمہ بنت اسد کا نکاح اپنے ساتھ کر رہا ہوں، اس کے بعد حق مہر دیا۔ پھر اسد سے پوچھتے ہیں کہ آپ گواہی دیں اسد نے کہا: ہم بھی تیرے ساتھ فاطمہ کی شادی پر راضی ہیں۔ اس کے بعد لوگوں کو کھانا کھلایا گیا جشن منایا گیا۔ اب آپ کو بعثت سے کئی سال پہلے پڑھا جانے والے خطبے سے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ موحد اور خدا پرست تھے۔ [1]

حضرت فاطمہ کا خواب

ایک رات فاطمہ بنت اسد ایک عجیب خواب دیکھتی ہیں اور اس خواب کو ایک کاہن کے پاس جا کر بیان کیا۔ اب فاطمہ کا خواب اور اس کی تعبیر ان کی اپنی زبانی کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ شام کے پہاڑ مکہ کی طرف حرکت کر رہے تھے اور مکہ کی طرف آرہے تھے۔

ان سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں، لوگ چیخ و پکار رہے تھے۔ ایک خوف ناک ماحول تھا جو بھی دیکھتا تھا ڈر جاتا تھا۔ اسی وقت مکہ کے پہاڑ ان کی طرف جا رہے تھے اور ایک جنگی ماحول تھا، کچھ جنگی ہتھیار گرے پڑے اور لوگ انھیں اٹھا رہے تھے۔ میں نے بھی کچھ تلواریں اٹھائیں، لیکن اچانک میرے ہاتھ سے ایک تلوار نیچے گر گئی، جو پھر آسمان کی طرف چلی گئی، پھر میرے ہاتھ سے دوسری تلوار چھوٹی جو ہوا میں معلق ہو گئی، ایک اور تلوار گر کر ٹوٹ گئی۔

صرف ایک تلوار میرے پاس باقی رہ گئی جو کہ آہستہ آہستہ بڑا شیر بن گئی۔ شام کے پہاڑوں پر بجلی گری اور اتنا خوف ناک منظر تھا کہ لوگ دیکھ کر فرار کرنے لگے۔ اسی دوران میرا بیٹا محمدؐ (یعنی رسول اسلام جنہیں فاطمہ بنت اسد نے اپنا بیٹا کہا) آئے اور اپنا ہاتھ اس شیر پر رکھا اور

---

[1] بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۸۹

پکڑ لیا۔

اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی اور ''ابوکرز'' کاہن کے پاس گئی اور اس کے بعد قبیلہ بنی تمیم کا ایک ''جمیل'' نامی شخص بیٹھا تھا۔ میں نے تھوڑی دیر انتظار کی تاکہ وہ چلا جائے۔ ''جمیل'' میری طرف دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کیا تم انتظار کر رہی ہو کہ میں چلا جاؤں تاکہ تو اپنے خواب کی تعبیر معلوم کرے۔ میں نے کہا اگر سچ پوچھتے ہو تو ایسا ہی ہے تمہیں میرے خواب کے متعلق کیسے معلوم ہوا؟

''جمیل'' نامی شخص نے چند شعر پڑھے جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ میرے خواب سے با خبر ہیں۔ میں نے کہا کہ جب تو میرا خواب جانتا ہے تو اس کی تعبیر بھی بتا دو۔ کاہن نے کہا چار تلواروں سے مراد چار بیٹے۔ جن میں سے ایک آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔

اس سے مراد طالب ہے جو کہ چند ہی دن میں فوت ہو جائیں گے اور ان میں ایک تلوار تھی جس سے مراد ہے کہ عقیل کی عمر طولانی ہو گی اور حضرت علیؑ کے بعد وفات پائیں گے۔ اور جو تلوار ٹوٹ گئی تھی اس سے مراد جعفر ہے جو کہ جنگ موتہ میں شہید ہوں گے اور جو تلوار شیر کی شکل اختیار کر گئی تھی اس سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ [1]

حضرت علیؑ ماں کے شکم میں

دس (۱۰) ذی الحج کو حضرت علی کا نور فاطمہ بنت اسد کے رحم میں ٹھہرا۔ فاطمہ کا چہرہ نورانی تھا۔ فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں: جب میرے شکم میں حضرت علیؑ تھے اور میں بتوں کے نزدیک سے گزرتی تو میرا بیٹا شکم میں فشار دیتا تھا۔ یعنی مجھے بتوں سے جلد گزرنے کے بارے میں کہتا تھا۔ [2]

---

[1] فاطمہ بنت اسد، ص ۳۱

[2] نور الابصار، ص ۶۷

حضرتؐ نے فرمایا: میں اور علیؑ ایک نور ہیں جو حضرت آدمؑ کی صلب میں اور پھر دوسری پاک صلبوں سے پاک رحم میں منتقل ہوتا رہا اور آخر میں عبدالمطلب کی صلب میں تھا۔ اب یہ نور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ سے عبداللہ اور دوسرے حصے سے ابوطالبؑ پیدا ہوئے ہیں۔ عبداللہ سے محمد اور علی ابوطالبؑ سے پیدا ہوئے۔ [1]

نور کی ولادت

فاطمہ بنت اسد کی انتظار ختم ہوگئی گھر سے خارج ہوئیں اور مکہ کی طرف تشریف لے گئیں۔ یزید بن قعنب کہتا ہے: میں، عباس بن عبدالمطلب اور قریش کے کچھ افراد کعبہ کے کنارے بیٹھے تھے اور ہم نے دیکھا فاطمہ بنت اسد آئیں اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتی ہیں۔ اے خدا! میں تجھ پر، تیرے انبیاء پر اور تمام آسمانی کتب پر ایمان رکھتی ہوں۔ میں تصدیق کرتی ہوں ابراہیمؑ جو کہ ہمارے جد ہیں اور بتوں کو توڑنے والے ہیں۔ اس خانہ کعبہ کے واسطے مجھ پر آسانی فرما چونکہ میرے شکم میں میرا بچہ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور میں اس سے مانوس ہوں۔ پس اس بچے کی ولادت کو آسان فرما۔

یزید بن قعنب کہتا ہے: کہ میں نے کعبہ کی دیوار کو شگافتہ ہوتے ہوئے دیکھا۔ فاطمہ اندر گئیں اور دیوار کے ساتھ کھڑی ہوگئیں۔ خانہ کعبہ کی چابی آئی جس سے تالہ کھولنا چاہا لیکن نہ کھلا۔ ہم جانتے تھے کہ یہ خدا کا معجزہ ہے۔ فاطمہ تین دن تک خانہ کعبہ کے اندر رہیں۔ یہ واقعہ مکہ کے لوگوں کے درمیان مشہور ہو گیا۔ [2]

فاطمہ بنت اسد کا کعبہ کے کنارے دعا کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایک نیک سیرت

---

[1] علل الشرائع، ص ۱۳۰؛ امالی، ص ۷۰۶ و بشارۃ المصطفیٰ، ص ۷

[2] علل الشرائع، ص ۱۲۹؛ فصول المہمہ، ص ۳۰؛ ارشاد القلوب، ج ۲، ص ۲۱۱ و اعلام الوری، ص ۱۵۳

آخرت پر ایمان رکھنے والی اور دین حنیف پر تھیں۔ [1]

جابرؓ بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں میں نے حضرت علیؑ کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اے جابر میرے بعد بہترین مولود حضرت عیسیٰ کی سنت پر پیدا ہوا ہے بے شک خداوند عالم نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا۔ [2]

ملکوتی آواز

خانہ کعبہ میں خوشحالی کا ماحول تھا۔ کیونکہ ایک دن اسی بچے نے بتوں کو گرانا تھا۔ فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں: جب میں خانہ کعبہ سے خارج ہونا چاہتی تھی تو ایک منادی نے ندا دی۔ اے فاطمہ! اپنے بیٹے کا نام علیؑ رکھو کہ خداوند اعلیٰ ہے میں نے اس کا نام اپنے نام پر رکھا اور علم سے نوازا۔ یہ وہ ہستی ہے جو کہ کعبہ میں بتوں کو توڑے گا کعبہ پر اذان دی جائے گی اور میری تسبیح کرے گا۔ [3]

فضیلت حضرت فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا

فاطمہ پہلی ماں ہے کہ جس کے بچے کی ولادت کعبہ میں ہوئی۔ جو کہ ایک بہترین اور باعظمت مقام ہے۔ خدا کے حکم سے دیوار میں شگاف ہوئیں اور تین دن اور رات وہاں رہیں۔ اب سوچیں تین دن رات غذا کہاں سے کھائی؟ دایہ کون تھی؟

صرف خدا ہی جانتا ہے، ابوطالبؑ خانہ کعبہ کے باہر منتظر ہیں۔ فاطمہ تین دن کے بعد کعبہ سے باہر آئیں۔ ابوطالبؑ نے فاطمہ اور بچے کا استقبال کیا۔ جب فاطمہ نے ابوطالبؑ کو دیکھا تو

---

[1] کشف الغمہ ج ۱ ص ۶۴

[2] بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۱۰

[3] علل الشرائع، ص ۱۳۰؛ امالی، ص ۷۰۶ و بشارۃ المصطفیٰ، ص ۷

کہا مجھے اپنے سے پہلے عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ کیونکہ آسیہ بنت مزاحم چھپ کر خدا کی عبادت ایسے مکان میں کرتی تھیں۔ جو صرف حالت اضطراری میں جائز ہوتا ہے، مریم بنت عمران اپنے بچے کی ولادت کے وقت کھجور کو ہلایا اور اس سے تناول فرمایا۔ لیکن میں خانہ خدا میں داخل ہوئی اور جنتی پھلوں اور دوسرے لذیز کھانوں کو کھایا۔ [1]

عظمت ولادت حضرت امام علی علیہ السلام

۱۔ شیخ مفید: حضرت علیؑ عام الفیل کے تیسویں (۳۰) سال مکہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ نہ اس سے پہلے کوئی بچہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ یہ آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ [2]

۲۔ ابن صباغ مالکی: حضرت علیؑ کی ولادت مکہ میں بیت الحرام میں ہوئی، جمعہ کا دن اور تیرہ (۱۳) رجب تھی۔ یہ صرف آپ کو شرف حاصل ہے کہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ کیونکہ اس سے پہلے خانہ کعبہ کے اندر کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ [3]

۳۔ اربلی: حضرت علیؑ جمعہ کے دن تیرہ رجب کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے علاوہ خانہ کعبہ میں کسی کی ولادت نہیں ہوئی۔ یہ فضیلت خداوند عالم نے آپؑ کو دی۔ [4]

۴۔ شیخ عباس قمی: آپؑ کی یہ ایک فضیلت ہے کہ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ کے علاوہ خانہ کعبہ میں کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی۔ آپؑ بہترین دن جمعہ، محترم مہینے رجب میں پیدا

---

[1] امالی، صدوق، ص ۱۳۲؛ کشف الغمہ ج ۱، ص ۶۰؛ بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۸ وزندگانی فاطمہ بنت اسد ص ۶۵

[2] ارشاد مفید، ص ۸

[3] فصول المہمہ، ص ۳۰

[4] کشف الغمہ ج ۱، ص ۸۱

ہوئے۔ [1]

محدثہ

فاطمہ بنت اسد محدثہ بھی ہیں یعنی احادیث کو نقل کرنے والی ہیں۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھیالیس احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں سے کچھ احادیث کتب احادیث ہیں اور متفق علیہ بھی ہیں۔ [2]

یہ روایات بھی آپؑ سے نقل ہوئی ہے:

عبدالمطلبؑ نے آخری عمر میں اپنی اولاد کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو محمدؐ کی کفالت کرے۔ عبدالمطلبؑ کے بیٹوں نے کہا محمدؐ بہت ہی دانا ہیں۔ پس آپ خود ان سے کہیں کہ وہ جس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں انتخاب کریں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے نواسے سے فرمایا:

تیرا دادا دنیا سے جانے والا ہے، تم کس کے ساتھ رہنا پسند کرو گے۔ حضرت محمدؐ اپنے چچاؤں کو دیکھ کر رونے لگے اور ابوطالبؑ کو انتخاب کیا۔ عبدالمطلب نے ابوطالبؑ سے کہا: میں تیری دیانت اور امانت سے آگاہ ہوں۔ اپنے بھائی کے بیٹے پر مہربانی کرنا، جس طرح میں اس پر مہربان تھا۔ عبدالمطلبؑ کی وفات کے بعد ابوطالب محمدؐ کو اپنے گھر لے آئے۔ فاطمہ بنت اسد کہتیں ہیں: میں نے اس کی بہت خدمت کی اور وہ مجھے ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ [3]

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت:۔

---

[1] منتھی الآمال، ج۱، ص ۲۷۴

[2] اعلام النساء، ج۱، ص ۲۳۰

[3] تاریخ الیعقوبی، ج۲، ص۸؛ الخرائج والجرائح، ص۱۱۰ و بحار الانوار، ج۳۵، ص ۸۳

عبدالمطلبؑ کی رحلت کے بعد ابوطالبؑ باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بھائی کے بیٹے کو گھر لے آئے اور اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو فرمایا: کہ تم جانتی ہو کہ یہ میرے بھائی کی یادگار ہے۔ یہ مجھے میری جان و مال سے زیادہ عزیز ہے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اسے کوئی شخص تکلیف نہ دے اور اس کی خدمت کرنا۔ فاطمہ ہنس کر فرماتی ہیں: میرے اپنے بیٹے محمدؐ کے بارے میں مجھے نصیحت کرتے ہو! میں اسے اپنی اولاد سے زیادہ دوست رکھتی ہوں۔[1]

بچپن کے معجزات:

فاطمہ فرماتی ہیں: ہمارے گھر میں کھجور کے چند درخت تھے، درختوں پر تازہ پھل تھا۔ تقریباً چالیس (۴۰) بچے محمدؐ کی عمر کے آئے اور درختوں سے نیچے گرا ہوا پھل جمع کرنے لگے، یہ بچے کھجوریں کھا بھی رہے ہیں اور ایک دوسرے سے چھیننے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ لیکن میں نے دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے نہیں چھینا جو کچھ سامنے تھا اسی کو اٹھاتے تھے۔ میں اکثر محمدؐ کیلئے کچھ کھجوریں جمع کر کے رکھتی تھیں۔

ایک دن میں کھجوریں رکھنا بھول گئیں۔ جب حضرت محمد گھر آئے تو ہم نے کہا آج کھجوریں نہیں۔ حضرت محمدؐ درختوں کی طرف جاتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں۔ کھجور کا درخت جھک جاتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ کھجوریں توڑ لیتے ہیں۔ اس کے بعد کھجور کے پتے اپنی جگہ واپس چلے جاتے ہیں۔[2]

جب میں نے یہ معجزہ دیکھا تو ڈر گئی۔ تو میں نے یہ ماجرا ابوطالبؑ کو سنایا تو انہوں نے کہا صبر کرو، یہ ماجرا دوسروں سے نہ کہنا۔

---

[1] بحارالانوار، ج ۱۵، ص ۸۳ و مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۲۱۰

[2] العدد القویہ، ص ۱۲۷ و بحارالانوار، ج ۳۵، ص ۸۳

میں نے کہا خدا کی قسم، میں حالت بیداری میں تھی نہ کہ خواب میں۔ [۱]

اسلام میں سبقت

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت ملی تو جزیرۃ العرب کے بہت کم لوگوں نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ یہ لوگ اسلام میں سبقت کرنے والے مشہور ہیں۔

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں: فاطمہ بنت اسد اسلام لانے میں سبقت کرنے والوں میں سے ہے۔ ابھی دس افراد نے اسلام قبول کیا تھا اور آپ گیارہواں فرد تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا بہت اکرام کیا اور ماں کہہ کر پکارا۔ [۲]

ابن ابی الحدید کہتا ہے: اسلام قبول کرنے والوں میں سے گیارہویں شخصیت فاطمہ بنت اسد ہیں اور خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد پیغمبرؐ کی بیعت کرنے والی پہلی خاتون ہیں۔ [۳]

زبیر کہتا ہے: فاطمہ عورتوں میں سے سب سے پہلے بیعت کرنے والی تھیں جب یہ آیت نازل ہوئی:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ

اے پیغمبر! جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں اور تجھ سے ان شرائط پر بیعت کریں۔ [۴]

تو عورتوں نے آنحضرتؐ کی بیعت کی، فاطمہ بنت اسد نے سب سے پہلے بیعت کی۔

---

[۱] الخرائج والجرائح، ص ۱۱۰ و اثبات الوصیہ، ص ۲۴۴

[۲] سفینۃ البحار، ج ۷، مادہ فطمہ

[۳] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۵

[۴] سورہ ممتحنہ، آیہ ۱۲

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا تھا۔

خداوند عالم نے پہلے ہجرت کرنے والوں کو یہ بشارت دی

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

مہاجرین وانصار میں سے پیش قدمی کرنے والوں اور ان کی پیروی کرنے والوں سے خدا خوش ہے اور وہ (بھی) خدا سے راضی ہیں اور اس نے ان کے لئے جنت میں باغات فراہم کئے ہیں کہ جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ عظیم کامیابی ہے۔[1]

فاطمہ بنت اسد پہلی ہجرت کرنے والی خاتون ہیں، جو اپنے فرزند حضرت علیؑ کے ساتھ مکہ سے مدینہ گئیں۔ پس مذکورہ بالا آیات کے مطابق فاطمہ بنت اسد سے خدا راضی تھا اور وہ خدا سے راضی تھیں اور خدا نے انہیں ہمیشہ رہنے والا گھر جنت دی۔

فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا دانشمندوں کی نظر میں

(۱) ابن صباغ مالکی:

فاطمہ بنت اسد مسلمان تھیں انہوں نے ہجرت کی اور اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے ہیں۔ جب دنیا سے رخصت ہوئیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیض سے کفن دیا اور اپنے

---

[1] سورہ توبہ، آیت ۱۰۰

یا طمہ سے قبر کی مٹی نکالی اور ان کے لئے دعا کی۔ [۱]

(۲) احمد بن حنبل:

فاطمہ بنت اسد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں تھیں۔ آنحضرت نے انہیں دیکھا جب فاطمہ نے وفات پائی تو آنحضرت نے اپنی قمیص سے کفن دیا۔ [۲]

(۳) شیخ مفید:

فاطمہ بنت اسد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مہربان ماں کے نزدیک تھیں۔ فاطمہ آنحضرت کو اپنے بچوں سے زیادہ محبت کرتی تھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کی خدمات کی قدر دانی کی، اس خاتون نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ جب دار فانی سے رخصت ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قمیص کا کفن دیا۔ [۳]

(۴) ابن سعد:

فاطمہ بنت اسد اسلام لے آئیں تھیں، وہ ایک صالح خاتون تھیں۔ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر جا کر آرام فرماتے ہیں۔ [۴]

(۵) اربلی:

فاطمہ بنت اسد حضرت علیؑ کی ماں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کی مانند تھیں۔ انہوں نے آنحضرت کی خود خدمت کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے یہ خاتون تھیں۔ انہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اپنی قمیص میں کفن دیا، تا کہ قبر کے حشرات سے

---

[۱] فصول المہمہ، ص ۳۱

[۲] مسائل الامام احمد، ص ۲۲۸

[۳] ارشاد مفید، ص ۸

[۴] الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۲۲۲

محفوظ رہیں۔ آنحضرت ان کی قبر کے اندر لیٹے تا کہ فشار قبر سے امان ہو۔ [1]

۱۔ ابوجوزی:

فاطمہ بنت اسد وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور سب سے پہلے رسول خدا کی بیعت کی اور پہلی ہاشمی خاتون ہیں۔ جس سے ہاشمی خلیفہ کی ولادت ہوئی کوئی دوسرا ایسا خلیفہ نہیں، جس کی ماں حضرت فاطمہ ہو سوائے حضرت علیؑ کے۔ [2]

فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کا گریہ

مومن کی ایک علامت یہ ہے کہ دنیا اس کیلئے زندان کی مانند ہے۔ دل میں خوف خدا ہوتا ہے اور آخرت کے زادراہ کیلئے کوشش کرتا ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

"اکثرو ذکر الموت ویوما خروجکم من القبور وقیامکم بین ید اللہ عزوجل یھونا علیکم المصائب" [3]

موت اور قبر سے نکلنے اور قیامت کے دن کے حساب کے بارے میں زیادہ فکر کرو تا کہ تمہارے اس دنیا کے مصائب آسان ہو جائیں۔ حضرت علیؑ کی ماں فاطمہ بنت اسد قبر اور قیامت کے خوف سے روتی تھیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ جب فاطمہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا کہ قیامت کے دن لوگ برہنہ محشور ہونگے تو آپ یہ سن کر بہت روئیں اور فرمایا: کتنی رسوائی ہے۔ جب بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کی سختی کے بارے میں کچھ فرماتے تو فاطمہ بلند آواز سے روتیں اور فرماتی

---

[1] کشف الغمہ ج ۱، ص ۸۱

[2] حاشیہ فصول المہمہ، ص ۳۱

[3] سفینۃ البحار، ج ۸، ص ۱۱۹

افسوس! وہ دن کتنا سخت ہوگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا! میں خدا سے درخواست کروں گا کہ تمہیں فشار قبر سے محفوظ رکھے گا۔ [1]

جس کا جتنا ایمان زیادہ ہو وہ قیامت اور قبر کی سختی سے خوف میں رہتا ہے۔ لہذا فاطمہ بنت اسد قیامت اور قبر کو یاد کر کے روتی تھیں۔

فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کی وصیت

تقریباً ساٹھ یا پینسٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ دو بزرگ شخصیات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کی تربیت کی، جب فاطمہ بنت اسد مریض تھیں تو آنحضور کو وصیت کرتی ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ان فاطمه بنت اسد بن هاشم اوصت الی رسول الله فقبل وصیتها فقالت یا رسول الله انی اردت ان اعتق جاریتی هذه فقال رسول الله ما قدمت من خیر فستجدینه" [2]

فاطمہ بنت اسد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصیت کرتی ہیں اور آنحضرت نے بھی آپ کی وصیت کو قبول کیا۔

فاطمہ نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس اپنی کنیز کو آزاد کرنا چاہتی ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ نیکی کا کام ہے اور تمہیں جلد اس کا اجر ملے گا۔

اب آپ نے چاہا کہ فاطمہ بنت اسد حضرت علی کے ہوتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

---

[1] اصول کافی، ج ۲، ص ۳۶۶

[2] دعائم الاسلام، ج ۲، ص ۳۶۱ و وسائل الشیعہ، ج ۱۹، ص ۳۸۳

وصیت کر رہی ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان رکھتی تھی۔

وفات فاطمہ سلام اللہ علیہا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریہ

فاطمہ بنت اسد عمر کے آخری لحظات میں بیمار ہوئیں۔ ابن اثیر کے مطابق آپ نے مدینہ میں وفات پائی اور اس وقت حضرت علیؑ اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی ہو چکی تھیں۔ لہٰذا وہ تیسری یا چوتھی ہجری میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ [1]

مولا امیر اپنی ماں کے کنارے تھے اور جب ماں کی وفات ہوئی تو مولا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور خبر غم سنائی مولا حضرت امیرؑ اتنے غم واندوہ میں تھے کہ بلند آواز میں فرمایا:

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

رسول خدا علیؑ سے فرماتے ہیں: علیؑ کیا ہوا ہے؟

مولا نے کہا: میری ماں وفات پا گئی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم وہ میری بھی ماں تھیں۔ آنحضرت نے بھی بلند آواز میں رونا شروع کیا۔ [2]

حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کے سرہانے آتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے ماں! تم پر خدا کی رحمت ہو تم میری مہربان ماں کی مانند تھیں۔ تم نے خود بھوکے رہ کر مجھے سیر کیا، تم نے مجھے لباس دیا، تم نے مجھے کھانے کے لائق سمجھا اور خود بھوکی رہیں۔ خداوند عالم تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ [3]

---

[1] اسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۱۷
[2] بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۱۵
[3] امالی، ص ۳۱۳ و بشارۃ المصطفیٰ، ص ۲۴۱

فاطمہ بنت اسد کے جنازے میں فرشتے

رسول خدا اور اصحاب نے فاطمہ کا جنازہ پڑھا۔ آنحضرت ان کے جنازے میں پا برہنہ تھے، ایک قدم اٹھاتے تھے اور دوسرے کو آہستہ رکھتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح چلنا دیکھ کر لوگوں نے تعجب کیا اور علت پوچھی تو آپ نے فرمایا: یہ فاطمہ بنت اسد کا جنازہ ہے، اپنے قدم احتیاط سے اٹھاؤ فرشتوں کا بہت ہجوم ہے، جو اس جنازے میں شرکت ہیں۔ [۱]

پہلی نماز میت

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد کی وفات کے بعد ان کے کفن کے بعد آنحضرتؐ نے لوگوں سے فرمایا:

"اذا رأیتمونی قد فعلت شیئا لم افعله قبل ذالك فاسئلونی لِمَ فعلته" [۲]

جب تم دیکھو کہ میں کوئی بے سابقہ عمل انجام دوں، تو مجھ سے علت پوچھ لینا۔ فاطمہ بنت اسد کے دفن کے موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ خاص اعمال انجام دیئے، جو دوسروں کے لئے نہیں انجام دیئے گئے تھے۔

لہٰذا لوگوں نے ان کی علت پوچھی کیونکہ ہر مسلمان میت پر پانچ تکبیریں پڑھتے تھے۔ لیکن فاطمہ بنت اسد کے جنازے پر ستر تکبیریں پڑھیں۔ آپؐ نے علت بیان کرتے ہوئے فرمایا: کہ

---

[۱] بصائر الدرجات، ص ۲۸۷ و بحار الانوار، ج ۳۵، ص ۱۸

[۲] اصول کافی، ج ۲، ص ۲۶۷ و بحار الانوار، ج ۶، ص ۲۴۱

میں نے اس لئے ستر تکبیریں پڑھیں۔ کیونکہ فرشتوں کی ستر صفیں جنازے میں شریک تھیں۔ [۱]

فاطمہ بنت اسد کے جنازے میں ملائکہ کی شرکت ان کی عظمت کی علامت ہے۔ [۲]

''مستدرک الصحیحین'' میں آیا ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد کے جنازے پر ستر تکبیریں پڑھیں۔

عمر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ اس عورت کے جنازے پر آپ نے ستر تکبیریں کیوں پڑھیں؟

حالانکہ پہلے پانچ تکبیریں پڑھتے تھے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر کو جواب دیا: یہ خاتون میری ماں کی مانند تھیں اور جبرائیلؑ نے مجھے خدا کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ وہ جنتی ہیں۔ اور خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔ [۳]

دفن فاطمہ سلام اللہ علیہا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید، ابو ایوب انصاری، عمر اور ایک غلام کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ بنت اسد کے لئے قبر کھودیں۔ جب قبر کی حد لحد تک پہنچی تو آنحضرت خود داخل ہوئے اور باقی قبر آپؐ نے کھودی۔ جب لحد تیار ہوگئی تو آنحضرت نے مولا علیؑ کے ساتھ فاطمہ کی میت کو قبر میں رکھا۔ دفن ہونے کے بعد آپ قبر کے سرہانے کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا:

اے فاطمہ! میں محمد گوگوں کا سردار فخر نہیں کرتا، اگر فرشتے تجھ سے پوچھیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تو آپ کہیں اللہ ایک ہے، پھر کہو محمدؐ میرا پیغمبر ہے، اسلام میرا دین ہے، قرآن میری

---

[۱] اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۷

[۲] بحار الانوار، ج ۵۳، ص ۷۰

[۳] مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۰۸

کتاب ہے اور میرا بیٹا علی ابن ابی طالبؑ میرا امام ہے۔ اس کے بعد آپ کی قبر پر مٹی ڈالی گئی پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا: خدا کی قسم فاطمہ میرے ہاتھ کی آواز کو سن رہی ہے۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

جب فاطمہ بنت اسد کی تکفین مکمل ہوگئی اور لوگ بکھر گئے تو آنحضرتؐ نے فاطمہ کے حق میں یوں دعا کی:

"اللھم اغفر امی فاطمہ بنت اسد ولقھا وحجتھا وصعھا علیھا مدخلھا بحق نبیک محمد وانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الرحمین" [۲]

خدایا! میری ماں فاطمہ کو بخش دے اور اس کی حجت کو اسے تلقین فرما اور آخرت کے گھر کو وسیع فرما۔ محمدؐ اور اس سے پہلے انبیاء کے واسطے بے شک تو ارحم ارحمین ہے۔ یعنی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ بنت اسد کے دفن کے بعد فرماتے ہیں: اس خدا کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں نے ان کی قبر میں نور کے دو چراغ دیکھے، جوان کے سرہانے کی طرف تھے اور دونوں کے چراغ ان کے سامنے اور دو نور کے چراغ پاؤں کی طرف اور دو فرشتے ان کی قبر پر مامور ہیں۔ تاکہ قیامت تک ان کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ فرشتوں نے فاطمہ کے لئے جنت کے لئے دروازے کھول دیئے، اور جنت کے فرش بچھائے۔ اب فاطمہ بنت اسد جنت کی نعمتوں کے درمیان میں اور ان کی قبر جنت کا ایک باغ ہیں۔ [۳]

---

[۱] امالی صدوق، ص ۳۱۴؛ الفصول المھمۃ، ص ۱۳۱ و کشف الیقین، ص ۱۹۳

[۲] بحارالانوار، ج ۵۳، ص ۱۷۹؛ فصول المھمۃ، ص ۱۳۰ و مقتل الحسین، ص ۶۵

[۳] امالی صدوق، ص ۳۱۵؛ مقتل الحسین، ص ۶۲ و الخرائج والجرائح، ص ۸۱

مخصوص زیارت نامہ

سید ابن طاؤس اپنی کتاب مصباح الزائر میں فاطمہ بنت اسد کے لئے مخصوص زیارت نامہ لکھتے ہیں: غیر معصوم کے لئے زیارت نامہ اس کی عظمت وجلالت کی نشانی ہے۔
اب ہم زیارت کی بمع ترجمہ پیش کرتے ہیں جس میں مولا علیؑ کی ماں کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّ اللهِ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاٰخِرِيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بَعَثَهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ،
اَلسَّلَامُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ الْهَاشِمِيَّةِ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الْمَرْضِيَّةُ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْكَرِيْمَةُ الرَّضِيَّةُ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا كَافِلَةَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا وَالِدَةَ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ ظَهَرَتْ شَفَقَتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ،

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَنْ تَرْبِيَتُهَا لِوَلِيِّ اللهِ الْأَمِينِ،

السَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلَى رُوحِكِ وَبَدَنِكِ الطَّاهِرِ،

السَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلَى وَلَدِكِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ،

أَشْهَدُ أَنَّكِ أَحْسَنْتِ الْكَفَالَةَ، وَأَدَّيْتِ الْأَمَانَةَ، وَاجْتَهَدْتِ فِي مَرْضَاتِ اللهِ وَبَالَغْتِ فِي حِفْظِ رَسُولِ اللهِ، عَارِفَةً بِحَقِّهِ، مُؤْمِنَةً بِصِدْقِهِ، مُعْتَرِفَةً بِنُبُوَّتِهِ، مُسْتَبْصِرَةً بِنِعْمَتِهِ، كَافِلَةً بِتَرْبِيَتِهِ، مُشْفِقَةً عَلَى نَفْسِهِ، وَاقِفَةً عَلَى خِدْمَتِهِ، مُخْتَارَةً رِضَاهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكِ مَضَيْتِ عَلَى الْإِيمَانِ وَالتَّمَسُّكِ بِأَشْرَفِ الْأَدْيَانِ، رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً طَاهِرَةً زَكِيَّةً تَقِيَّةً نَقِيَّةً، فَرَضِيَ اللهُ عَنْكِ وَأَرْضَاكِ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَأْوَاكِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَانْفَعْنِي بِزِيَارَتِهَا، وَثَبِّتْنِي عَلَى مَحَبَّتِهَا، وَلَا تَحْرِمْنِي شَفَاعَتَهَا، وَشَفَاعَةَ الْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهَا، وَارْزُقْنِي مُرَافَقَتَهَا، وَاحْشُرْنِي مَعَهَا وَمَعَ أَوْلَادِهَا الطَّاهِرِينَ،

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِي إِيَّاهَا، وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ إِلَيْهَا أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَإِذَا تَوَفَّيْتَنِي فَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَتِهَا، وَأَدْخِلْنِي فِي شَفَاعَتِهَا، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ،

اللَّهُمَّ بِحَقِّهَا عِنْدَكَ وَمَنْزِلَتِهَا لَدَيْكَ، اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَآتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ النَّارِ.

سلام ہو اللہ کے نبی پر، سلام ہو اللہ کے رسولؐ پر،

سلام ہو رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر،

سلام ہو اولین کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر،

سلام ہو آخرین کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، سلام ہو ان جناب پر، جن کو اللہ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا،

سلام ہو اے نبیؐ اور رحمت ہو اللہ کی اور اس کی برکتیں، سلام ہو بی بی فاطمہ بنت اسد پر جو ہاشمیہ ہیں آپ پر

سلام ہو اے صدیقہ اور خدا کی پسندیدہ،

سلام ہو آپ پر اے پرہیزگار و پاکیزہ،

آپ پر سلام ہو عزت و رضا کی مالکہ، آپ پر سلام ہو خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرست،

آپ پر سلام ہو اوصیاء کے سردار کی والدہ،

آپ پر سلام ہو اے وہ جس نے اللہ کے رسولؐ اور نبیوں کے خاتم پر شفقت و مہربانی کی،

آپ پر سلام ہو اے وہ جس نے اللہ کے امانتدار ولی کی پرورش کی،

سلام ہو آپ پر آپ کی روح پر اور آپ کے پاکیزہ بدن پر،

آپ پر سلام ہو اور آپکی اولاد پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حضرت رسولؐ کی اچھی سرپرستی کی، اس امانت کو سنبھالا اور خدا کی رضا میں کوشاں رہیں، آپ خدا کے رسولؐ کی حفاظت کرنے میں کامیاب رہیں جبکہ آپ ان کے حق سے واقف ان کی سچائی پر ایمان رکھنے والی ان کی نبوت کا اعتراف کرنے والی ان کو ملی ہوئی نعمت کو پہچانے والی ان کی پرورش کی ذمہ دار انکی ذات پر مہربان ان کی خدمت کے لئے ہمہ وقت حاضر اور ان کی خوشی چاہتی رہیں،

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ دنیا سے گئیں تو ایمان کیساتھ اور بہترین دین سے وابستگی رکھتے ہوئے جبکہ آپ خدا سے راضی وہ آپ سے راضی آپ پاکیزہ نیک پرہیزگار پاکباز تھیں، پس خدا

آپ سے راضی ہوا اس نے آپ کو خوش کیا اور اس نے آپ کو جنت میں مقام و منزل عطا کی

اے معبود! محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما اور مجھے اس بی بی کی زیارت سے نفع عطا کر مجھے اس کی محبت پر قائم رکھ اور مجھ کو اس کی شفاعت اور اس کی اولاد میں سے ائمہ کی شفاعت سے محروم نہ فرما، مجھے اس بی بی کی ہمسائیگی نصیب کر اور مجھے اس بی بی کے ساتھ اور اس کی پاکیزہ اولاد کے ساتھ محشور فرما۔

اے معبود! میں نے فاطمہ بنت اسد کی جو زیارت کی ہے اسے میرا آخری موقع قرار نہ دے اور مجھے بار بار یہاں آنا نصیب فرما جب تک تو مجھے زندہ رکھے اور جب مجھے موت دے تو مجھے اس بی بی کے گروہ میں اٹھا اور مجھے اس کی شفاعت میں داخل فرما بواسطہ اپنی رحمت کے، اے سب سے زیادہ رحم والے،

اے معبود! بواسطہ اس بی بی کے حق کے جو تیرے ہاں ہے اور اس کا جو مرتبہ تیرے نزدیک ہے مجھ کو میرے ماں باپ اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے، ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی اور خوشحالی عطا فرما اور بواسطہ اپنی رحمت کے ہمیں آتش جہنم سے بچائے رکھ۔

فصل چہارم

فاطمہ سلام اللہ علیہا مادرِ حسنین علیہما السلام

مقدمہ

اس فصل میں دو معصومینؑ کی ماں کی عظمت کے بارے میں بیان کریں گے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کے بے شمار فضائل ہیں۔ فاطمہ اپنے باپ کی مونس تھی، یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں "اُم ابیھا" کالقب دیا۔ ہمارا قلم ان کی فضیلت لکھنے سے عاجز ہے۔

ان کی فضیلت کے بارے میں یہ کافی ہے کہ خداوند عالم نے انبیاء کی نسل، ان کی صلب میں رکھی۔ لیکن پیغمبرؐ کی نسل کو حضرت علیؑ کی صلب میں رکھا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہونے والی اولاد میں فاطمہ پاکدامن تھیں اور پاکدامن اولاد کی تربیت کی آپؑ کی زندگی بہت کم تھی۔ لیکن آپ کے آثارو برکات بہت زیادہ ہیں۔ فاطمہ اپنے شوہر کے لئے بہترین بیوی اور اپنی اولاد کیلئے بہترین ماں تھیں۔ ہماری عورتوں کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سیرت پر چلنا چاہیے۔

ولادت

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مکہ کے ایک ایسے مبارک ونورانی گھر میں پیدا ہوئیں۔ جو محل نزول وحی

تھا، جس گھر میں فاطمہ سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں۔ وہ گھر مسلمانوں کے نزدیک پر برکت ہے۔ [1]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدیجہ سلام اللہ علیہا کی سب سے چھوٹی اور اکلوتی بیٹی تھیں۔ [2]

جناب زہرا سلام اللہ علیہا بیس (۲۰) جمادی الثانی کو پیدا ہوئیں، ولادت کے دن میں اتنا اختلاف نہیں۔ لیکن سال کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ کس سال میں پیدا ہوئیں۔

(۱) کلینیؒ [3] ابن جریر، طبری، [4] طبرسی، [5] مجلسیؒ، [6] ابن شہر آشوب [7] اور سید محسن امین [8] جیسے علماء نے فاطمہ کی ولادت کو بعثت کا پانچواں سال لکھا ہے۔

(۲) کچھ اور شیعہ علماء جیسے شیخ مفید حدائق الریاض میں اور شیخ طوسی مصباح المجتہد میں فاطمہ کی ولادت کو بعثت کا دوسرا سال لکھا ہے۔ [9]

(۳) کچھ شیعہ مورخین اور مورخین اہل سنت جیسے طبری، ابو الفرج اصفہانی و احمد بن حنبل

---

[1] جریان ولادت در فصل دوم گذشت

[2] اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۰۶

[3] اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۴

[4] دلائل الامامہ، ص ۱۰

[5] أعلام الوری، ص ۱۴۷

[6] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۷

[7] مناقب، ج ۳، ص ۴۰۵

[8] اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۰۶

[9] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۸

ولادت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بعثت سے پانچ سال پہلے لکھا۔ [1]

(۴) کچھ اہل سنت نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکتالیس (۴۱) سالہ زندگی میں لکھا ہے۔ [2]

آپؑ کے القاب، کنیت اور نام

فاطمہ زہراؑ کے کئی نام ہیں جو بعض خدا کی طرف سے اور بعض رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے نو (۹) نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کے رکھے:

فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محدثہ وزہراء۔

ان کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا اس لئے رکھا کیونکہ وہ ہر گناہ سے دور تھیں۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو ان کا ہم کفو نہ تھا۔ [3]

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: صدیقہ یعنی معصومہ، مبارکہ یعنی صاحب برکت اور صاحب علم وفضل طاہرہ یعنی ہر نقص سے پاک، زکیہ یعنی کمالات میں عروج، راضیہ یعنی قضاء خدا پر راضی، مرضیہ یعنی خدا کا پسندیدہ بندہ، محدثہ یعنی فرشتہ اس سے باتیں کرتا تھا، زہراء یعنی نورانی۔ [4]

مورخین نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی یہ کنیت ذکر کیں ہیں:

---

[1] تاریخ طبری، ج ۲، ص ۳۷۴؛ مقاتل الطالبین، ص ۳۰؛ مسند احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۱۶۳ والطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۱

[2] الاصابہ، ج ۴، ص ۳۷۷ ومقتل الحسین، ص ۸۹

[3] علل الشرائع، ص ۱۷۱ واعلام الوریٰ، ص ۱۴۸

[4] منتہی الآمال، ج ۱، ص ۲۵۲

"ام الائمہ، ام ابیہا، ام الحسن، ام الحسین وام المحسن۔"[1]

فاطمہ کے لقب مندرجہ ذیل یہ ہیں:

حصان، حورہ، عذرا، منصورہ، نوریہ، بتول، علیمہ، حکیمہ، نقیہ

حلیمہ، تقیہ، سیدہ، مضطہدۃ الشہیدہ، مونسۃ خدیجۃ الکبریٰ۔[2]

بچپن اور جوانی

فاطمہ نے بچپن سے ہی دشمن کی طرف سے آنحضرتؐ پر آنے والے مصائب دیکھے۔[3]

جب آنحضرتؐ شعب ابوطالبؑ میں محاصرہ ہوگئے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی آپ کے ساتھ تھیں۔[4]

ایک دن فاطمہ سلام اللہ علیہا اتنی بھوکی تھیں کہ آپؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا، اپنے باپ کے پاس آئی ہیں اور فرماتی ہیں: کہ بابا میں بھوکی ہوں، آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک سینے پر رکھے اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے فرمایا:

اے خدایا تو بھوکوں کو سیر کرنے والا ہے اور میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھوک سے نجات دو۔

عمران بن حصین کہتا ہے: میں نے دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا کے چہ

---

[1] مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۴۰۶ و اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۰۷

[2] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۶۱ و مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۱۳۳

[3] السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۱۹۶

[4] السیرۃ النبویۃ، ج ۱، ص ۲۳۷

پر پہلے کی طرح شاداب نظر آنے لگی۔ [1]

آخر قریش کا محاصرہ ختم ہوا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت گھر واپس آئے، اس وقت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عمر پانچ سال تھی۔ اس کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ماں دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ [2]

جس کے بعد ہمیشہ اپنے ماں کے غم میں غمگین رہتی تھیں، دشمن کی طرف سے تلخ حوادث آپ نے دیکھے۔ ایک دفعہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ مشرکین مسجد الحرام میں بیٹھے ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تو فاطمہ سلام اللہ علیہا روتی ہوئی آئیں اپنے باپ کو دشمن کی اس سازش سے آگاہ کیا۔ [3]

ابن مسعود کہتا ہے: ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد الحرام کے کنارے نماز میں مشغول تھے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا، تو ان میں سے ایک شخص اٹھا اور اونٹ کی اوجھڑی کو آپ پر پھینک دیا۔ آپؐ نے سجدے سے سر اٹھایا تو دوسرے لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑا رہے تھے۔ میں نے یہ سارا ماجرا دیکھا، لیکن مجھے آگے جانے کی جرات نہ ہوئی۔ جب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے واقعہ سنا تو وہ بہت پریشان ہوئیں،

مسجد الحرام میں آئیں اور غلاظت کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا اور مسخرہ کرنے والوں کی سرزنش کی۔ [4]

---

[1] زہرا مولود وحی، ص ۶۱

[2] الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الائمہ، ص ۱۴۹؛ تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۳۵ و بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۱

[3] مناقب ابن شہر آشوب، ج ۱، ص ۱۰۳

[4] صحیح بخاری، باب مالقی النبی واصحابہ من المشرکین، ج ۳، ص ۱۳۹۹

شادی

حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کے سال کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے ہجرت کے پہلے سال رجب میں لکھا۔ [۱]

اور بعض نے ہجرت کے دوسرے سال پہلی ذی الحجہ کو بیان کیا۔ [۲]

علامہ سید محسن امین لکھتے ہیں: بعض مورخین حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شادی کو حضرتؑ کی ہجرت کے دوسرے سال اور بعض تیسرے سال میں بیان کیا۔ اگر فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کو بعثت کے پانچویں سال فرض کریں، تو انہوں نے مکہ میں اپنے باپ کے ساتھ آٹھ سال گزارے اور ہجرت کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی مدینہ چلی گئیں اور ابھی ایک سال نہیں گزرا کہ آپؑ کی شادی مولا امیرؑ سے ہوئی۔ [۳]

فاطمہ سلام اللہ علیہا میں بہت سے کمالات اور فضائل تھے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ آپؑ کا رشتہ مانگنے آئے، لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو رد کر دیا۔ ایک دن عبد الرحمن بن عوف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا رشتہ مانگنے گیا اور کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر مجھے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا رشتہ دیتے ہو تو میں اسے بہت سا مال اور حق مہر دوں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا: تم چاہتے ہو کہ پیسے دیکھا کر رشتہ لینا چاہتے ہو۔ [۴]

انس کہتا ہے:

---

[۱] الطبقات الکبری، ج ۸، ص ۱۳

[۲] مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۴۰۵؛ الفصول المھمہ، ص ۱۴۴ و الذریۃ الطاھرۃ، ص ۹۳

[۳] مقالات الزھرا، امین، ص ۱۰۳

[۴] کشف الغمہ، ج ۱، ص ۳۶۸ و مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۳۹۵

حضرت علیؑ سے پہلے ابوبکر و عمر بھی رشتہ مانگنے گئے، لیکن آنحضرتؐ نے قبول نہ کیا بلکہ فرمایا: میں حکم خدا کا انتظار کر رہا ہوں۔ [1]

ابوبکر عمر سعد بن معاذ حضرت علیؑ کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زہرا سلام اللہ علیہا کا رشتہ مانگو، مولا امیرؑ نے فرمایا: میری بھی یہی آرزو ہے۔ [2]

مولا امیرؑ فرماتے ہیں: میں زہرا سلام اللہ علیہا سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس موضوع پر بات کرنے سے شرما رہا ہوں۔ بہت سوچنے کے بعد ایک روز میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا، آنحضرت نے مجھ سے پوچھا: اے علیؑ! بتاؤ کیا شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں قریش کی لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کی فکر میں تھا۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور گیا تو اچانک فرشتہ آیا اور اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے رسول قبول کرو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمٰی کے کمرے میں تھے مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ خوشخبری سناؤ ابھی جبرائیلؑ مجھ پر نازل ہوا اور اس نے کہا فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی علیؑ سے کرو۔ [3]

حق مہر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ سے پوچھا کہ زہراؑ کے حق مہر کیلئے کوئی چیز رکھتے ہو۔ حضرت علیؑ نے جواب دیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، ایک تلوار، ایک زرہ اور ایک اونٹ کے سوا کچھ نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تلوار اور اونٹ جہاد اور کام کیلئے رکھو اور زرہ کو بیچ

---

[1] مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۳۴۶؛ الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۱ و کشف الغمہ، ج ۱، ص ۳۵۴

[2] الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۹ و الامالی، ج ۱، ص ۳۸

[3] امالی صدوق، ص ۵۵۹ و الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۱

دو۔اس زرہ کی قیمت پانچ سو درہم تھی۔ [۱] جو زہرا سلام اللہ علیہا کا حق مہر بنا اس حق مہر کو مہر سنت بھی کہتے ہیں اور یہی مندار مسلمانوں کے درمیان رائج ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کا حق مہر اتنا ہی تھا۔ [۲]

ابن ابی الحدید لکھتا ہے: عمر نے اپنی خلافت کے دوران حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے حق مہر سے زیادہ دینا ممنوع قرار دیا تھا۔ [۳]

جہیز

حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مشترک زندگی کا آغاز بہت ہی سادہ تھا۔ جناب زہراؑ کا جہیز مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل تھا:

(۱) ایک عدد قمیص (۲) ایک عدد مقنعہ (۳) ایک عدد کالا کپڑا (۴) خرمہ سے بنی ہوئی تختی (۵) دو عدد بستر (۵) چار عدد تکیے (۷) ایک عدد پردہ (۸) ایک اوڑھنی (۹) چکی (۱۰) مشک (۱۱) دودھ کے لئے پیالہ (۱۲) ڈش وٹپ (۱۳) گھڑا (۱۵) ایک عدد چٹائی (۱۶) بھیڑ کے چمڑے سے بنا ہوا دستر خوان۔

یہ جہیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بعض اصحابہ نے خریدا کہ جن کی قیمت (۶۳) ترسیٹھ درہم تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ رقم بلال کو دی تا کہ وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے عطر خرید لائے اور کچھ مقدار ام ایمن کو دی تا کہ وہ ضروری وسائل خریدے اور باقی رقم ام سلمیٰ کے سپرد کی۔ [۴]

---

[۱] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۲۷ و مناقب ابن شهر آشوب، ج ۳، ص ۴۰۰

[۲] الطبقات الکبری، ج ۸، ص ۲۲ و عوالم المعارف، ج ۱۱، ص ۳۵۹

[۳] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۳، ص ۱۵۲

[۴] مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۴۰۱ و مقالات الزهرا، امین، ص ۱۳۷

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہیز کو دیکھا تو فرمایا:

-اللھم بورك لاھل بیت جل انیھم من اعزف-[1]

خدایا اس جہیز کو اہل خانہ کیلئے مبارک قرار دے کہ جس میں سے اکثر برتن مٹی کے ہیں۔

شادی کے مراسم

تقریباً ایک ماہ خریداری میں گزرا اور حضرت علیؑ اس دوران شرم وحیاء کی وجہ سے رسول خدا سے باتیں نہیں کرتے تھے۔ ایک دن علیؑ کے بھائی عقیل انہیں کہتے ہیں: اپنی بیوی کو گھر میں کیوں نہیں لا رہے ہو، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو علیؑ کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو حاضر ہے کہ شادی کی جائے، مولا نے مثبت جواب دیا۔[2]

پہلی ذی الحجہ سے لے کر چھٹی ذی الحجہ تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شادی کے مراسم انجام پائے۔ آنحضرت نے ولیمے کا حکم دیا، انصار کے ایک بزرگ سعد نامی شخص نے ولیمہ کے لئے ایک دنبہ ہدیہ کیا۔ کچھ دوسرے افراد آٹا لائے، اس کے علاوہ گھی اور کھجور بازار سے خریدا گیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظارت میں کھانا تیار ہوا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے لوگوں نے بہت کھانا کھایا، لیکن پھر بھی بچ گیا اور فقیروں کو بھی غذا دی گئی۔[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ عبدالمطلب کی لڑکیوں کو بھیجیں تا کہ وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو تیار کریں اور تکبیر پڑھیں خدا کی حمد وثناء کریں اور کوئی ایسا کلمہ نہ کہیں جو رضائے

---

[1] امالی، ص ۴۰، واعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۱۲

[2] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۲۹ و ۱۳۰

[3] الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۲ و بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۳۷

خدا کے منافی ہو۔ [۱]

اس شادی میں جبرائیل ومیکائیل کے ساتھ ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے، پہلے جبرائیل نے تکبیر کہی، پھر میکائیل اور پھر باقی فرشتوں نے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تکبیر کہی اس وقت سے لے کر آج تک شادی میں تکبیر کہنا رسم بن چکی ہے۔ [۲]

شادی کی رات ذکر خدا

شادی درحقیقت ایک خاندان کی پہلی اینٹ ہوتی ہے، میاں بیوی دونوں کی مشترک زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ شادی کی رات حضرت علیؑ نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو پریشان دیکھا اور پوچھا پریشان کیوں ہو؟ بی بیؑ نے جواب دیا، مجھے آخرت اور قبر یاد آئی۔ آج میں اپنے باپ کے گھر سے تمہارے گھر آئی ہوں اور اس کے بعد قبر اور قیامت کی منزل طے کروں گی، خدا کی قسم اے علی! آؤ، دونوں اللہ کی عبادت کریں۔ [۳]

اگر سیرت اہل بیتؑ پر چلنا ہے، تو آئیں ان دو شخصیات کی عملی سیرت کو اپنائیں۔

گھر کی حالت

مولا علیؑ اور بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی زندگی بہت ہی سادہ تھی حضرت علیؑ ہجرت کے بعد ایک انصاری کے گھر میں رہتے تھے اور شادی کے بعد اسی گھر میں رہے۔

---

[۱] مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۴۰۳

[۲] مقتل الحسین، ص ۱۰۸؛ مناقب ابن مغازلی، ص ۳۴۳ و روضۃ الواعظین، ص ۱۴۷

[۳] تفکری فی حالی وامری عند ذہاب عمری ونزولی فی قبری فشبہت دخولی فی فراشی بمنزلی کدخولی الی لحدی وقبری وانشدک اللہ ان قمت الی الصلاۃ فنعبد اللہ تعالی ہذہ اللیلۃ، فرہنگ سخنان حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: تمہارا گھر بہت دور ہے، میں چاہتا ہوں کہ تمہارا گھر کہیں قریب ہو۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: بابا جان آپ کے ہمسائے میں حارثہ بن نعمان کا گھر بہت ہی مناسب ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا:

میں نے حارثہ بن نعمان سے پہلے ہی مہاجرین کے لئے چند گھر مانگ چکا ہوں، اب ان سے شرم آتی ہے۔ جب حارثہ نے یہ سنا تو فوراً رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ! یہ گھر آپ کا گھر ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھر مولا علیؑ اور بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے اختیار میں دیا۔ [1]

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان کے گھر دنبے کی کھال کے علاوہ کچھ نہ تھا، رات کو اس پر سوتے تھے اور دن کو اس پر اونٹ کو چارا ڈالتے تھے۔ [2]

تقسیم وظائف

گھر کا سارا کام عورت پر واجب نہیں، بلکہ گھر کو مرد اور عورت دونوں مل کر چلانا ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ اور بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں فرمایا:

اے علی! اے فاطمہ! میں تمہارے درمیان گھریلو کام کو تقسیم کرنا چاہتا ہوں، گھر کے اندرونی کام فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ذمے اور گھر کے باہر کے کام علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا

---

[1] الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۴ و مستدرک الصحیحین، ج ۳، ص ۱۲۵

[2] البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۳۴۲؛ الطبقات الکبریٰ، ج ۸، ص ۱۳ و مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۲۸

نے عرض: کیا خدا جانتا ہے کہ میں اپنے باپ کی تقسیم پر کس قدر خوشحال ہوں۔ [1]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خانہ داری

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر آئے تو دیکھا دونوں میاں بیوی آٹا پیسنے کے لئے چکی چلا رہے ہیں۔ پیغمبرؐ نے فرمایا: میں تم میں سے کسی کی مدد کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: یارسول اللہؐ فاطمہ سلام اللہ علیہا تھک گئی ہیں، چکی میں ان کی مدد کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا بیٹی تم اٹھو میں چکی چلاتا ہوں۔ [2]

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں لکڑیاں لانا تندور گرم کرنا، پانی لانا اور گھر میں جھاڑو دینا علیؑ کی ذمہ داری تھی اور آٹا پیسنا آٹا گوندھنا اور روٹی پکانا فاطمہ زہراؑ کی ذمہ داری تھی۔ [3]

زہری لکھتا ہے: فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی چکی چلائی کہ آپؑ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ [4]

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہوئے اور دیکھا فاطمہ سلام اللہ علیہا چکی چلا رہی ہیں اور بچے کو دودھ بھی پلا رہی ہیں، یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: اے بیٹی آج دنیا میں اس مشقت کا اجر آخرت میں ضرور ملے گا، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: میں خدا کا حمد کرتی ہوں اور اس کی

---

[1] بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۸۱ و عوالم، ج ۱۱، ص ۲۱۷

[2] مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۲۸۷ و بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۵۰

[3] مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۱۶۲: بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۱۵۱ و وسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۲۴

[4] مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۳۸۹

نعمتوں کا شکر بجالاتی ہوں۔ [1]

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: ایک دن میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہوا اور دیکھا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا چکی چلا رہی تھی، آپؑ کے ہاتھ خون سے آلودہ تھے۔ حسینؑ کمرے کے اندر بے قراری سے رو رہے ہیں، میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے عرض کیا: اے رسولؐ کی بیٹی! تیرے ہاتھ زخمی ہو چکے ہیں، حالانکہ تمہاری خادمہ فضہ گھر میں موجود ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میرے باپ نے ہمارے درمیان گھر کا کام تقسیم کیا۔ ایک دن میں اور ایک دن فضہ کام کرتی ہے، کل فضہ کی باری تھی اور آج میری باری ہے۔ سلمان نے کہا میں تمہارا آزاد شدہ غلام ہوں پس میں چکی چلاتا ہوں اور تم حسینؑ کو لے لو سلمان فارسی کہتا ہے:

جب میں کچھ پیس چکا تو نماز کے لئے اذان واقامت ہوئی لہٰذا میں مسجد میں چلا گیا۔ نماز کے بعد میں نے مولا امیرؑ کو یہ ماجرا سنایا، مولا پریشانی کی حالت میں مسجد سے نکلے، گھر گئے اور پھر مسکراتے ہوئے واپس آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا سے مسکرانے کی علت پوچھی۔ تو مولا نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس گیا ہوں، دیکھا تو فاطمہ سلام اللہ علیہا سو رہی تھیں اور حسینؑ ان کے سینے پر ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علیؑ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خداوند عالم بہت سے فرشتے آل محمد کی خدمت کے لئے پیدا کیے ہیں۔ [2] جب مولا امیرؑ جہاد پر جاتے تو گھر کا سارا کام بی بی خود انجام دیتی تھیں۔

---

[1] مقتل الحسین، ص ۱۰۵ وعوالم، ج ۱۱، ص ۲۶۶

[2] الخرائج والجرائح، ص ۹۰ ۳ و بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۲۸

شوہر کے لئے ایثار

مولا کے زمانے میں لوگ غربت کا شکار تھے، حتی بعض اوقات آپؑ کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی، اس کے باوجود حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے تمام مشکلات کو برداشت کیا اور کبھی بھی شوہر سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولا امیرؑ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرماتے ہیں: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! گھر میں کچھ کھانا ہے، تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ خدا کی قسم دو دن سے گھر میں پوری غذا نہیں ہے، جو کچھ تھا حسنؑ اور حسینؑ کو دیا اور تھوڑی سی مقدار میں نے خود کھائی۔ مولا بڑے افسوس سے فرماتے ہیں: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا توں نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا:

"یا ابالحسن الی لاستحی من الھی أن اکلف نفسك مالا تقدر علیه۔"[1]

اے ابوالحسن! مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ تمہیں ایسی چیز کے بارے میں کہو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے ہو۔

شوہر کا احترام

ثقیفہ جیسے تلخ واقعات کے بعد بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا پر بہت سخت گزری، دشمن اہل بیتؑ نے اہل بیتؑ کو وہ مقام نہ دیا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبانی فرما گئے تھے۔ ابوبکر اور عمر دونوں نے مولا امیرؑ سے فاطمہ کی ملاقات کے لئے کہا، مولا نے بھی قبول کیا اور فرمایا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا

---

[1] امالی طوسی، ص ٦١٦؛ کشف الغمہ، ج ١، ص ٣٦٩؛ و بحار الانوار، ج ٣٧، ص ١٠٣

میں ان دونوں کو آپؑ کی ملاقات کا وعدہ دے چکا ہوں۔

جناب زہراؑ نے قبول نہ کیا اور جب حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں تو فاطمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں:

"البیت بیتك والحرۃ زوجتك ففعل ما تشاء" [1]

گھر تیرا گھر ہے اور میں تیری بیوی ہوں تم جو چاہو انجام دو۔

بی بی فدک کے غاصب افراد کو نہیں دیکھنا چاہتی تھیں لیکن چونکہ شوہر وعدہ کر چکے تھے جب ابوبکر اور عمر گھر میں داخل ہوئے تو ابن عباس کہتے ہیں فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پردہ کیا اور ان دونوں افراد نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے معذرت چاہی، بی بی نے فرمایا: اب عذر خواہی کے لئے تمہارا آنا کس نیت سے ہے۔ انہوں نے کہا: آپ پوچھنے کا حق رکھتی ہیں تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: خدا کی قسم! کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا:

"فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما آذاھا ویغضبنی ما اغضبھا"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، جس نے اسے ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔

انہوں نے کہا جی ہاں یہ حدیث ہم نے سنی تھی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: اے خدا! ان دو لوگوں نے مجھے تکلیف دی، پھر ان دونوں سے فرمایا: خدا کی قسم میں تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گی ابوبکر رونے لگا اور کہنے لگا: کاش میں پیدا نہ ہوتا، عمر طعنے سے کہتا ہے، میں ان لوگوں پر تعجب کر رہا ہوں کہ انہوں نے تمہیں کیسے خلیفہ انتخاف کیا، حالانکہ تو ایک عورت کے ناراض ہونے پر رو رہا ہے۔ [2]

---

[1] علل الشرائع، ص ۱۷۸

[2] علل الشرائع، ص ۱۷۹؛ الامامۃ و سیاسۃ، ج ۱، ص ۲۰ و ۱۰؛ ساۃ الزہرا، ص ۲۱۶

بچوں کو اسلامی تعلیم

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کانت فاطمة لاتدع احداً من اھلھا ینام تلك اللیلة وتداویھم بقلة الطعام وتتاھب لھا من النھار وتقول محروم من حرم خیرھا." [1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا گھر میں کسی کو شب قدر میں سونے کی اجازت نہیں دیتی، بلکہ بچوں کو کم کھانا دیتی اور شب قدر میں جاگنے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: محروم ہیں وہ شخص جو اس رات کی برکات سے محروم ہے۔ بچوں کی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے اور یہ تربیت ماں کے پیٹ سے شروع ہوتی ہے اور بالغ ہونے تک جاری رہتی ہے۔

امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک رات ہماری ماں شب جمعہ عبادت میں مشغول تھیں اور ساری رات مومنین کیلئے دعا کرتی رہیں، لیکن اپنے کے لئے کوئی دعا نہ کی میں نے ماں سے پوچھا امی جان تم دوسروں کے لئے دعا کر رہی ہو اور اپنے لئے نہیں؟ تو میری ماں نے فرمایا: پہلے دوسروں کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ [2]

امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا جب بھی دعا کرتی تھیں، تو پہلے دوسروں کے لئے دعا کرتیں تھیں اور یہ فرمایا: کرتی تھیں کہ پہلے ہمسائیوں کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ [3]

---

[1] دعائم الاسلام، ج ۱ ص ۲۸۲، بحار الانوار، ج ۹۳ ص ۱۰

[2] علل الشرائع ص ۱۷۲ و کشف الغمہ، ج ۱ ص ۴۶۸

[3] علل الشرائع ص ۲۱۶

پردہ داری

اسلامی معاشرے کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوتا ہے۔ اسلام نے عورت پر پردہ واجب کیا تاکہ وہ پاکدامن رہے۔

خداوند عالم قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.[1]

اور باایمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو (نگاہِ ہوس آلود سے) بند رکھیں، اپنا دامن محفوظ رکھیں۔ اور سوائے اس حصے کے کہ جو ظاہر ہے اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کریں اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے سینے پر ڈالیں (تاکہ اس سے گردن اور سینہ چھپ جائے) نیز کسی کے سامنے اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں۔ سوائے اپنے شوہر اپنے آباؤ اجداد اپنے شوہروں کے آباؤ اجداد اپنے بیٹوں، اپنے شوہروں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں، اپنے بھائیوں کے بیٹوں، اپنی بہنوں کے بیٹوں، اپنی ہم مذہب عورتوں اپنی عورتوں اور کنیزوں یا کسی عورت کی طرف میلان نہ رکھنے والے زیرِ دست مردوں یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ نہ ہوں۔ اور

---

[1] سورہ نور، آیت ۳۱

اس طرح زمین پر پاؤں مار کر (بھی) نہ چلیں کہ ان کی چھپی ہوئی زینت ظاہر ہو جائے (اور پازیبوں کی جھنکار لوگوں کو سنائی دے) اور سب اللہ کی طرف لوٹ آؤ، اے ایمان والو! تاکہ فلاح پا جاؤ۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے باپ کے گھر میں تشریف فرما تھیں کہ ایک نابینا آدمی کے آنے پر آپ نے پردہ کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب زہرا سلام اللہ علیہا سے پوچھا؟ آپ نے نابینا سے پردہ کیا وہ تو آپ کو نہیں دیکھ سکتا!

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: وہ نہیں دیکھ سکتا مگر میں تو دیکھ سکتی ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ [1]

عاصمہ بنت عمیس کہتی ہیں: جناب زہرا سلام اللہ علیہا اپنی آخری زندگی میں مجھ سے فرمایا کہ مجھے عورتوں کا جنازہ پسند نہیں کیونکہ عورتوں کے جنازے میں ان کے جسم کا حجم مرد کو نظر آتا ہے۔

عاصمہ کہتی ہیں: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے حبشہ کی سرزمین میں ایک تابوت دیکھا جس میں مردے کا جسم نظر نہیں آ رہا تھا، اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تابوت تیار کروں۔

عاصمہ نے ایک تابوت بنایا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا یہ تابوت دیکھ کر بہت خوشحال ہوئیں۔

عاصمہ نے کہا: کہ رسول کی رحلت کے بعد سب سے پہلی مسکراہٹ تھی۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے عاصمہ سے کہا: میرے لئے ایسا تابوت تیار کرو تاکہ جنازے میں

---

[1] مناقب، ص ۳۸۰، عوالم، ج ۱۱، ص ۲۲۳

میرے جسم کا حجم لوگ نہ دیکھ سکیں۔ [1]

عورت کی سب سے اچھی صفت

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے اور انہوں نے فرمایا: عورتوں کے لئے بہترین چیز کیا ہے؟

کسی نے جواب نہ دیا: میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سوال انہیں دہرایا، فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میں جانتی ہوں۔ بہترین چیز عورتوں کے لئے یہ ہے کہ مرد انہیں نہ دیکھیں اور وہ مردوں کو نہ دیکھیں۔

میں دوبارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہی جواب دیا انہوں نے فرمایا: آپ کو کس نے بتایا!

میں نے عرض کیا: جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے

آنحضرتؐ نے فرمایا:

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ [2]

یاد رہے جناب زہرا سلام اللہ علیہا کا یہ مقصد نہیں کہ عورت گھر میں دن رات بند رہے، بلکہ عورت معاشرے میں اسلامی اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے اور اپنی کرامت وشخصیت کو محفوظ کرتے ہوئے عام روزمرہ زندگی کے کام کرسکتی ہے۔

---

[1] مقتل الحسین، ص ۱۲۷؛ کشف الغمہ، ج ۱، ص ۵۰۳؛ اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۲۱، واسد الغابہ، ج ۵، ص ۵۲۴

[2] بحار الانوار، ج ۱۰۱، ص ۶۳ واعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۳۲۲

تعلیم احکام

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مدینہ میں مسلمان عورتوں کی سب سے پہلی معلمہ تھیں۔ مدینہ کی عورتوں نے احکام، اخلاق اور عقائد اسلامی آپ ہی سے سیکھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ کی ایک عورت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا میری ضعیفہ ماں نے مجھے نماز کے بارے میں چند سوالات کی خاطر بھیجا ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ان تمام سوالوں کے جواب دیئے وہ عورت کہنے لگی: اے بی بی! میں آپ کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتی تو جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

جب بھی تمہیں کوئی سوال درپیش ہو تو پوچھ سکتی ہو میں ناراض نہیں ہوتی۔ اگر ایک شخص کو مزدور بنائیں اور اسے سنگین بوجھ اٹھانا پڑے اور اسے کہا جائے کہ ایک لاکھ دینار مزدوری ہے تو وہ نہیں تھکے گا۔ جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: مسائل کا جواب دینا بہت بڑا اجر عظیم ہے۔ [1]

عبادت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول کی اکلوتی بیٹی تھی۔ فاطمہ نے آنحضرتؐ سے دین اسلام سیکھا اور وحی کے سائے میں ان کی تربیت ہوئی، وہ تہجد گزار تھیں۔ حسن بصری کہتا ہے: عبادت کے لحاظ سے امت اسلامی میں فاطمہ سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔ آپ اللہ کی اتنی عبادت کرتی تھیں کہ آپ کے قدم مبارک زخمی ہو جاتے۔ [2]

---

[1] بحار الانوار، ج ۲، ص ۳

[2] مناقب، ج ۳، ص ۹۸۳

ابن عباس کہتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی زہرا سلام اللہ علیہا حورہ انسیہ ہے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتی ہیں خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! دیکھو میری کنیز فاطمہ سلام اللہ علیہا کتنی عبادت میں مشغول ہے پس گواہ رہوں میں اس کے ماننے والے شیعوں کو دوزخ کی آگ سے نجات دوں گا۔ [۱]

انفاق میں خلوص

ایک دفعہ امام حسنؑ و امام حسینؑ مریض ہو گئے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اگر تم ان کی شفاء کے لئے نذر مانو۔ علیؑ و فاطمہ سلام اللہ علیہا دونوں نے نذر مانی جب دونوں بھائی صحت یاب ہو گئے، تو سب نے تین روزے رکھے، امام حسنؑ امام حسینؑ، فضہ، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت علیؑ سب روزے میں تھے۔

پہلے دن افطار کے وقت ایک مسکین نے دستک دی۔ حضرت علیؑ نے اپنی روٹی اسے دے دی، پھر فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسنؑ، حسینؑ اور فضہ نے بھی اپنی اپنی روٹی مسکین کو دے دی، سب نے پانی سے افطار کیا۔ دوسرے روز اذان مغرب کے وقت یتیم نے دستک دی تو حسب معمول سب نے اپنی اپنی روٹیاں یتیم کو دے دی اور پانی سے افطار کر لیا۔ تیسرے دن افطار کے وقت ایک اسیر نے آواز دی تو سب نے اپنی روٹیاں اسے دے دیں اور پانی سے افطار کیا۔ [۲]

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝٨ إِنَّمَا

---

[۱] امالی، ص ۱۱۳

[۲] فرائد السمطین، ج ۲، ص ۵۴ و مناقب، ج ۳، ص ۴۲۶

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

وہ اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے کہ جس کا عذاب وسیع ہوگا، ڈرتے رہتے ہیں۔☆ اور "اپنا" کھانا، اس کی خواہش اور احتیاج رکھنے کے باوجود، مسکین ویتیم واسیر کو دے دیتے ہیں۔☆ (اور وہ یہ کہتے ہیں:) ہم تو تمہیں اللہ کے لئے کھانا کھلاتے ہیں، اور ہم تم سے نہ تو کسی قسم کا کوئی اجر مانگتے ہیں اور نہ ہی ہم تم سے کسی شکریہ کے طلبگار ہیں۔ [1]

حضرت فاطمہ اور جہاد

شیخ مفیدؒ لکھتے ہیں:

جنگ احد میں واپسی کے بعد حضرت زہرا سلام اللہ علیہا اپنے باپ کے استقبال کے لئے گئیں۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ خون آلودہ تھے، ذوالفقار بی بی کو دی اور فرمایا: اس تلوار کو لو، اس تلوار نے دشمن کی کمر توڑی یہ تلوار بھی ان کے خون سے آلودہ ہے، لہٰذا اسے پاک کرو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا اسی طرح ہے تیرے شوہر نے اپنا وظیفہ انجام دیا ہے۔ [2]

جنگ خندق کے موقع پر مدینہ دشمنوں کے محاصرے میں تھا۔ حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے خندق کھودی گئی، عورتیں پانی اور غذا آمادہ کررہی تھیں۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے روٹیاں پکائیں۔ انس کہتا ہے: ایک دن فاطمہ سلام اللہ علیہا نے چند روٹیاں پکائیں اور جا کر لشکر میں

---

[1] سورۂ دہر (الانسان): ۷تا۹

[2] الارشاد، ص ۱۸

تبسم کیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

قرصاً خبزته ولم تطب نفسي، حتى اتيتك بهذه الكسرة۔

یہ میں نے خود روٹی پکائی اور تمہارے لئے لے آئی ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا: تیرے باپ نے تین دن کے بعد پہلی دفعہ یہ غذا کھائی ہے، دنیا کے بھوکے قیامت میں سیر ہوں گے۔ مبغوض ترین لوگ وہ ہیں جو خود پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور فقیروں کا خیال نہیں کرتے۔[1]

نقل حدیث

شیخ طوسی نقل کرتے ہیں:

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بیمار تھیں اور مہاجر وانصار کی چند عورتیں عیادت کے لئے آئیں تو جناب بی بی سے کہا: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے شکر خدا کیا اور پھر ان کے مردوں کی بے وفائی کے بارے میں یوں فرمایا: خدا کی قسم انہوں نے فتنے کا بیج بویا، اس کا پھل وہ خود حاصل کریں گے۔ اس کے بعد اونٹنی کے پستانوں سے خون دھوئیں گے۔

مقام امام

محمود بن لبید کہتا ہے:

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا کو

---

[1] مجموعہ ورام، ج۱، ص۱۹۸؛ بحار الانوار، ج۲۰، ص۲۴۵ و احقاق الحق، ج۱۰، ص۲۸۵

حضرت حمزہ کی قبر کے کنارے روتے ہوئے دیکھا۔

میں نے سوال کیا تمہارے پاس علیؑ کی امامت کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث ہے۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

تعجب ہے کیا تم روز غدیر کو بھول گئے ہو کہ جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علیؑ میرا جانشین ہے اور اس کے بعد اس کے دو بیٹے اور پھر امام حسینؑ کی اولاد سے دوسرے نو (۹) آئمہ ہوں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

میں نے عرض کیا تو پھر علیؑ کیوں خاموش ہیں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام کعبہ کی مانند ہے لوگوں کو کعبہ کے طواف کے لئے آنا چاہیے نہ یہ کہ کعبہ لوگوں کے پاس جائے۔[1]

اہمیت نماز

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا باعصمت خاتون ہیں ان کا قول حجت ہے یعنی اگر کوئی ان سے حدیث نقل ہوئی ہے تو وہ ہمارے لئے حجت ہے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے باپؐ سے پوچھا اس مرد اور عورت کی کیا سزا ہے جو نماز کو اہمیت نہیں دیتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا جو شخص نماز کو اہمیت نہیں دیتا۔ خداوند عالم اسے پندرہ قسم کے عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ جن میں سے چھ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین روز

---

[1] احقاق الحق، ج ۲۱، ص ۲۶ فرہنگ سخنان فاطمہ، ص ۲۲

قیامت۔

وہ چھ عذاب جو دنیا میں ہوں گے:

(۱) خداوند عالم ایسے شخص کی عمر سے برکت اٹھالیتا ہے۔

(۲) روزی میں برکت نہیں ہوتی۔

(۳) چہرے پر نور نہیں ہوتا۔

(۴) نیک کام کا اجر نہیں ملتا۔

(۵) دعا قبول نہیں ہوتی۔

(۶) نیک افراد کی دعا میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

موت کے وقت آنے والے تین عذاب یہ ہیں:

(۱) ذلیل مرے گا۔

(۲) بھوکا مرے گا۔

(۳) پیاسا مرے گا۔

قبر میں ہونے والے تین عذاب یہ ہیں:

(۱) قبر میں ایک فرشتہ عذاب کے لئے معمور ہوتا ہے۔

(۲) فشار قبر زیادہ ہوتا ہے۔

(۳) قبر اندھیری ہوتی ہے۔

قیامت کے دن قبر سے نکلتے وقت یہ عذاب ہوں گے:

(۱) ایک فرشتہ اس کے چہرے کو زمین پر مارتا ہے۔

(۲) حساب سخت ہوگا۔

(۳) خداوند عالم کی نظر وکرم سے محروم ہوگا۔ [1]

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حالت نماز کے وقت کچھ یوں ہوتی تھی:

"کانت فاطمہ تنصج فی الصلاۃ من خوف اللہ تعالیٰ" [2]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نماز کے وقت خوف خدا میں ہوتی تھیں۔

فضائل فاطمہ سلام اللہ علیہا

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بے شمار فضائل ہیں جن میں سے بعض قرآن مجید میں اور بعض رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی ذکر ہوئے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان سے فرمایا:

اے سلمان! جس شخص کے دل میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت ہوگی، جنت میں وہ میرا ہمسایہ ہوگا اور جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اے سلمان! فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت سو (۱۰۰) مقامات پر کام آئے گی۔ جن میں سے آسان ترین مقام موت، قبر، روز محشر، پل صراط اور حساب ہیں۔ جس سے فاطمہ سلام اللہ علیہا راضی اس سے میں راضی اور جس سے میں راضی اس سے اللہ راضی۔ جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، جس نے مجھے ناراض کیا، اس نے خدا کو ناراض کیا۔

---

[1] مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۲۳ و مسند فاطمہ، ص ۳۴۶

[2] ارشاد القلوب، ص ۱۰۵

اے سلمان! وائے ہو، اس پر جو فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی کو تکلیف پہنچائے، وائے ہو اس پر جو ان کی اولاد کو ستائے گا۔ [1]

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسنؑ، حسینؑ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے خدا تو جانتا ہے یہ میرے اہل بیت ہیں میرے نزدیک سب سے عزیز ہیں، ان کے ماننے والوں پر کرم فرما اور ان کے دشمنوں سے نفرت فرما۔ میں دیکھ رہا ہوں قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا نور کی سواری پر سوار ہوں گی، دائیں طرف ستر ہزار فرشتے، بائیں طرف ستر ہزار فرشتے ہونگے اور اسی طرح آگے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

جو عورت روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے، ماہ رمضان میں روزے رکھتی ہے، حج کرتی ہے، زکواۃ دیتی ہے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے۔ ولایت علیؑ رکھنے والی ہو تو ایسی عورت کو شفاعت فاطمہ سلام اللہ علیہا ضرور ملے گی۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: یا رسول اللہؐ! کیا فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: مریم بنت عمرانؑ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، لیکن میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا قیامت تک کی عورتوں کی سردار ہیں۔

جب وہ عبادت کے لئے کھڑی ہوتی تھیں تو ستر ہزار فرشتے اسے سلام کرتے اور کہتے ہیں اے فاطمہ! بے شک خداوند عالم نے تمہیں تمام

---

[1] فرائد السمطین، ج ۲، ص ۶۸ و مقتل الحسین، ص ۱۰۰

عورتوں پر فضیلت دی۔ [1]

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے جگر کا ٹکڑا میری آنکھ کا نور ہے۔ [2]

زیارت نامہ

اس کے بعد جناب سیدہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے روضہ مبارک کی زیارت کرے۔آپ کے مدفن میں اختلاف ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں آپ کی قبر مبارک روضہ رسولؐ اور آپ کے منبر کے درمیان ہے، بعض کا کہنا ہے کہ بی بی کی قبر مبارک ان کے گھر میں ہی ہے، ایک تیسرے گروہ نے کہا ہے کہ آپ کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے اور ہمارے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ آپ کی قبر روضہ رسولؐ کے قریب ہے۔ وہاں زیارت پڑھی جائے البتہ آپ کی زیارت ان تینوں جگہ پر پڑھنا بہتر ہے۔جب آپ کی زیارت کرے تو یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مُمْتَحَنَةُ اِمْتَحَنَكِ اللهُ الَّذِىْ خَلَقَكِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَكِ فَوَجَدَكِ لِمَا امْتَحَنَكِ صَابِرَةً. وَ زَعَمْنَا اَنَّا لَكِ اَوْلِيَاءُ وَ مُصَدِّقُوْنَ وَ صَابِرُوْنَ لِكُلِّ مَا اَتَانَا بِهٖ اَبُوْكِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَتٰى بِهٖ وَصِيُّهٗ. فَاِنَّا نَسْئَلُكِ اِنْ كُنَّا صَدَّقْنَاكِ اِلَّا اَلْحَقْتِنَا بِتَصْدِيْقِنَا لَهُمَا لِنُبَشِّرَ اَنْفُسَنَا بِاَنَّا قَدْ طَهُرْنَا بِوَلَايَتِكِ.

---

[1] اِنَّ اللهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. (سورہ آل عمران، آیہ ۴۲)

[2] امالی، ص ۶۸۴

نیز مستحب ہے یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَلِيْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ صَفِيِّ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَمِيْنِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِيَاءِ اللهِ وَ رُسُلِهِ وَ مَلٰئِكَتِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ، مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللهِ، وَ خَيْرِ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، سَيِّدَيْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصِّدِّيْقَةُ الشَّهِيْدَةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْفَاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْحَوْرَاءُ الْاِنْسِيَّةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيْمَةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمَظْلُوْمَةُ الْمَغْصُوْبَةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَقْهُوْرَةُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ، وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ وَ عَلٰى رُوْحِكِ وَ بَدَنِكِ، اَشْهَدُ اَنَّكِ مَضَيْتِ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكِ وَ اَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُوْلَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ مَنْ جَفَاكِ فَقَدْ جَفَا رَسُوْلَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ مَنْ اٰذَاكِ فَقَدْ اٰذٰى رَسُوْلَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ مَنْ وَصَلَكِ فَقَدْ وَصَلَ رَسُوْلَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، وَ مَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُوْلَ اللهِ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ، لِاَنَّكِ بِضْعَةٌ مِنْهُ، وَ رُوْحُهُ الَّذِيْ بَيْنَ جَنْبَيْهِ، اُشْهِدُ اللهَ وَ رُسُلَهُ، وَ مَلٰئِكَتَهُ، اَنِّيْ رَاضٍ عَمَّنْ رَضِيْتِ عَنْهُ، سَاخِطٌ عَلٰى مَنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ، مُتَبَرِّئٌ مِمَّنْ تَبَرَّاْتِ.

مِنْهُ مُوَالٍ لِمَنْ وَالَيْتِهِ، مُعَادٍ لِمَنْ عَادَيْتِهِ، مُبْغِضٌ لِمَنْ أَبْغَضْتِهِ، مُحِبٌّ لِمَنْ أَحْبَبْتِهِ، وَكَفَى بِاللهِ شَهِيدًا وَحَسِيبًا، وَجَازِيًا وَمُثِيبًا.

اے آزمائش شدہ بی بی آپ کا اس اللہ نے امتحان لیا جس نے آپ کو پیدا کیا اس نے آپ کی خلقت سے پہلے ہی آپ کو صابرہ پایا اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم آپ کے محب ماننے والے اور معتقد ہیں ہر اس تعلیم میں جو آپ کے والد بزرگوار اور ان کے وصی سے ہمیں ملی ہے خدا کی رحمت ہو ان پر اور ان کی آل پر پس ہم درخواست کرتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے مخلص ہیں تو ہمارے اسی اعتقاد کے ساتھ ہمیں ان دونوں تک پہنچائیں تاکہ اپنے نفس کو بشارت دیں کہ آپکی ولایت ومحبت کے ذریعے پاک ہو گئے ہیں۔

مستحب ہے کہ یہ بھی پڑھے:

آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کی دختر

آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نبی کی بیٹی

آپ پر سلام ہو اے اللہ کے حبیب کی دختر

آپ پر سلام ہو اے خدا کے خلیل کی دختر

آپ پر سلام ہو اے خدا کے برگزیدہ کی دختر

آپ پر سلام ہو اے امین اللہ کی دختر

آپ پر سلام ہو اے مخلوق خدا میں سے بہترین کی دختر

آپ پر سلام ہو اے نبیوں رسولوں اور فرشتوں سے برتر ہستی کی دختر

آپ پر سلام ہو اے بہترین مخلوق کی دختر

آپ پر سلام ہو اے جہان میں (اولین وآخرین) سبھی عورتوں کی سیدہ وسردار

آپ پر سلام ہو اے خدا کے ولی کی زوجہ جو رسولؐ کے بعد ساری مخلوق میں بہترین ہیں

آپ پر سلام ہو اے حسنؑ و حسینؑ کی والدہ جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

آپ پر سلام ہو کہ آپ صدیقہ و شہیدہ ہیں

آپ پر سلام ہو کہ آپ خدا سے راضی اور خدا آپ سے راضی ہے

آپ پر سلام ہو کہ آپ فضیلت والی اور پاکیزہ ہیں

آپ پر سلام ہو کہ آپ نوع انسانی میں حور صفت ہیں

آپ پر سلام ہو اے پرہیزگار پاکباز

آپ پر سلام ہو اے وحی کی راز داں علم و دانش والی

آپ پر سلام ہو اے بی بی جس پر ظلم ہوا جس کا حق چھینا گیا

آپ پر سلام ہو اے ستم کشیدہ اور حاکموں کا قہر دیکھنے والی

آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول کی دختر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

آپ پر اللہ کی رحمت و برکات ہوں آپ پر اور آپکی روح اور آپ کے جسم پر خدا رحمت فرمائے

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے خدا کی طرف سے روشن دلیل پر زندگی گزری ہے

بیشک جس نے آپ کو خوش کیا اس نے رسولؐ کو خوش کیا، خدا ان پر اور انکی آل پر رحمت کرے

اور جس نے آپ پر ظلم کیا اس نے رسول اللہؐ پر ظلم کیا اور خدا رحمت کرے ان پر اور انکی آل پر

اور جس نے آپ کو اذیت دی اس نے رسول اللہؐ کو اذیت دی، خدا کی رحمت ہو ان پر اور ان کی آل پر

جو آپ کے ساتھ ہوا وہ رسول اللہؐ کے ساتھ ہوا خدا کی رحمت ہو ان پر اور ان کی آل پر،

اور جو آپ سے جدا ہوا وہ رسول اللہؐ سے جدا ہوا، خدا کی رحمت ہو ان پر اور ان کی آل پر

اس لئے کہ آپ ان کی گوشہ جگر اور ان کی روح ہیں جو انکے بدن میں ہے

میں اللہ اسکے رسولوں اور فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں خوش ہوں اس سے جس سے آپ

خوش ہیں

اور خفا ہوں اس سے جس سے آپ خفا ہیں

دور ہوں اس سے جس سے آپ دور ہیں

ساتھی ہوں اس کا آپ جس کے ساتھ ہیں

دشمن ہوں اس کا جو آپ کا دشمن ہے

نفرت کرتا ہوں اس سے جس سے آپ کو نفرت ہے

چاہتا ہوں اسے جس کو آپ چاہتی ہیں

اور اللہ گواہی میں، حساب، سزا اور جزا دینے میں کافی ہے۔

فصل پنجم

حضرت شہر بانو سلام اللہ علیہا مادرِ امام سجاد علیہ السلام

مقدمہ

نام ولقب

مورخین نے امام سجادؑ کی ماں کے کئی نام ذکر کیے ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں: شہر بانو، شاہ زنان، جہان بانو، شہر بانویہ، جہاں شاہ، حرار، سندیہ، سلامہ، سلافہ، خولہ وغزالہ۔ [۱]

علامہ مجلسی لکھتے ہیں: مشہور کے نزدیک امام سجادؑ کی ماں شہر بانو یزدجرد بن شہریار کی بیٹی تھی۔ [۲]

صحیفہ زہراؑ میں بھی امام سجادؑ کی ماں کا نام شہر بانو ذکر ہوا ہے۔ [۳]

یوسف بن حاتم شامی کہتا ہے: امام سجادؑ کی ماں یزدجرد کی بیٹی تھیں۔ جو اپنے زمانے کی

---

[۱] ارشاد، ص ۴۹۲؛ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۷۵؛ دلائل الامامہ، ص ۱۹۴؛ اعلام الوری، ص ۲۵۶ و الفصول المھمۃ، ص ۱۹۹

[۲] جلاء العیون، ص ۸۳۱

[۳] ملحقات الحاق الحق، ص ۱۷

مشہور و نسب تھیں۔ [۱]

حضرت امیرؑ انہیں افتخار سے مریم یا فاطمہ کے لقب سے پکارتے تھے کیونکہ وہ مریم کی طرح باعفت خاتون تھیں۔ [۲]

شہر بانو کون تھیں

بعض مورخین نے یزدجرد کی بیٹی، بعض نے کسریٰ کی بیٹی، بعض نے سبحان ملک اور بعض نے ملک حرب کی بیٹی لکھا ہے۔ [۳]

ان کے مقام ولادت کے بارے میں بھی مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ مشہور نظریہ کی بنا پر وہ ایرانی تھیں، بعض نے کابل اور بعض نے سندھ لکھا ہے۔ یعقوبی لکھتا ہے:

امام سجادؑ کی ماں کا نام حرار تھا، امام حسینؑ نے اس کا نام غزالہ رکھا کہا گیا ہے کہ اس کی ماں کابل کے اسیروں میں سے تھی۔ [۴]

ایک لبنانی مورخ لکھتا ہے:

یزدگرد جب مدائن سے کابل کی طرف گیا تو اس سفر میں اس کی بیٹیاں بھی اس کے ہمراہ تھیں۔ کچھ مدت کے بعد عرب سپاہیوں نے کابل پر حملہ کر دیا اور قلعوں کو فتح کر دیا، یزدگرد وفات پا گیا اور اس کی بیٹیاں اسیر ہو گئیں۔ [۵]

---

[۱] الدر النظیم، ص ۸۱

[۲] مناقب، ج ۴، ص ۱۹۰

[۳] اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۲۹ و الرحم الطیب، ص ۴۰

[۴] تاریخ الیعقوبی، ج ۲، ص ۳۰۳

[۵] زندگانی امام زین العابدین، ص ۱۰

یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام سجادؑ کی والدہ کا نام غزالہ تھا۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ وہ شہر بانو تھیں، جس کے باپ نے ہرات میں لشکر اسلام میں شکست کھائی اور اس کی بیٹی اسیر ہو گئی۔ [1]

ایک قول کی بناء پر امام سجادؑ کی ماں سندھی تھی۔ [2]

مدینہ کی طرف

اب سوال یہ ہے کہ شہر بانو کس بادشاہ کے زمانے میں اسیر ہوئی اور کیسے مدینہ پہنچی؟ مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ عمر کی خلافت میں اسیر ہوئیں، بعض نے عثمان کے زمانے میں، بعض نے مولا امیرؑ کے زمانے میں لکھا ہے۔ اب ہم ان تین اقوال کو بیان کرتے ہیں۔

عمر کے زمانے میں

ابن جریر طبری اور قطب راوندی نقل کرتے ہیں: کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

جب یزدوجرد بن شہریار کی بیٹی کو مدینے لایا گیا، تو مدینہ کی تمام عورتیں اس کے حسن وجمال کو دیکھنے اکٹھی ہوئیں۔ عمر نے بھی اسے دیکھنے کا ارادہ کیا، لیکن جب اس نے عمر کو دیکھا تو کہا: ہرمز کا چہرہ سیاہ ہو۔ تم اس کی اولاد پر دست درازی کرنا چاہتے ہو۔ [3]

عمر نے کہا یہ مجھے گالیاں دے رہی ہے، عمر اسے اذیت دینا چاہتا تھا، لیکن حضرت علیؑ نے

---

[1] خلاصہ البیان فی احوال شاہ زنان، ص ۱۳۰

[2] مرآۃ الجنان، ج ۱ ص ۹۰

[3] اس کی مراد یہ ہے تھی اگر خسرو پرویز کا دادا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کو قبول کرتا تو آج ان کے نواسے قیدی نہ ہوتے۔

روک لیا اور فرمایا: تو فارسی نہیں جانتا۔ پس تمہیں کیسے معلوم کہ وہ گالیاں دے رہی ہے۔ عمر اسے
بیچنا چاہتا تھا، لیکن مولا امیرؑ نے فرمایا:
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر قوم کے بزرگ افراد کا احترام کیا جائے۔
عمر نے کہا میں نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی سنا ہے۔ عمر کہنے لگا: پس کیا کیا جائے؟
حضرت علیؑ نے فرمایا: اس کی کسی مسلمان سے شادی کرو اور بیت المال سے حق مہر ادا کرو۔
مولا نے فرمایا: میں ان اسیروں میں سے اپنا حق آزاد کرتا ہوں۔ اس کے بعد سب نے
اپنا اپنا حق مولا کو بخش دیا،
عمر نے کہا میں بھی اپنا حق بخشتا ہوں۔ لہٰذا حضرت علیؑ نے تمام قیدیوں کو راہ خدا میں آزاد
کر دیا۔[1]

عثمان کے زمانے

سھل بن قاسم نوشجانی لکھتا ہے:
امام رضاؑ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے اور تیرے
درمیان ایک برتری کی نسبت ہے۔
میں نے عرض کیا: اے امیر وہ کون سی نسبت ہے؟
امامؑ نے فرمایا: عبداللہ بن عامر بن قریض نے خراسان کو فتح
کیا، یزدجرد بن شہریار کی بیٹی کو قیدی بنا کر عثمان بن عفان کے پاس بھیجا۔
عثمان نے ایک امام حسن علیہ السلام اور دوسری امام حسین کو بخش دی، یہ

---

[1] دلائل الامامہ، ص ۱۹۴؛ الخرائج والجرائح، ص ۵۲۸؛ نور الابصار، ص ۲۸۱؛ الدالنظیم، ص
و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۵

دونوں ان بزرگوار کی بیویاں تھیں، جو امام حسینؑ کو ملی تھیں۔ وہ زین العابدینؑ کی ولادت کے دوران ہی فوت ہوگئیں۔ [1]

حضرت علیؑ کے زمانے میں

حریث بن جابر حنفی نے یزدجرد کی دو بیٹیاں حضرت علیؑ کی خدمت میں بھیجیں اور آپ نے ایک کو امام حسینؑ کہ جس سے امام سجادؑ پیدا ہوئے اور دوسری محمد بن ابی بکر کو دی جس سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے۔ لہٰذا امام سجاد اور قاسم آپس میں خالہ زاد ہیں۔ [2]

شہربانو کا خواب

شہربانو کہتی ہیں:

میں نے خواب دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور امام حسینؑ ہمارے گھر میں آئے اور امام حسینؑ کے لئے میرا رشتہ مانگا۔ لہٰذا میرے باپ نے میرا نکاح حسینؑ سے کیا، دوسری رات میں نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو خواب میں دیکھا جن کے ہاتھوں میں نے اسلام قبول کیا۔

پھر بی بی نے مجھ سے فرمایا: مسلمانوں کا لشکر تیرے باپ کو شکست دے گا اور تجھے اسیر کر لیا جائے گا اور تیرا نکاح میرے بیٹے سے ہوگا۔

شہربانو کہتی ہیں: خدا نے میری حفاظت کی اور کسی نامحرم نے مجھے

---

[1] عیون اخبار الرضا، ص ۳۶۹؛ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۸۲؛ تنقیح المقال، ج ۳، قسم ۲، ص ۸۰ و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۸

[2] ارشاد، ص ۲۹۴؛ روضۃ الواعظین، ص ۲۱۷؛ اعلام الوری، ص ۲۵۶ و الدر النظیم، ص ۵۷۹

ہاتھ تک نہیں لگایا یہاں تک کہ میں مدینہ پہنچ گئی۔ [1]

حضرت علیؑ کا سوال اور شہر بانو کا جواب

جب شہر بانو کو قیدی بنا کر مدینہ لایا گیا تو حضرت نے اس سے پوچھا: کیا تجھے واقعہ فیل میں سے کوئی بات یاد ہے؟

شہر بانو سلام اللہ علیہا نے کہا: مجھے یاد ہے میرا باپ یہ کہہ رہا تھا، کہ جب خدا کا ارادہ غالب ہو جائے تو تمام تدبیریں نا کام ہو جاتی ہیں اور جب زندگی کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو موت دبوچ لیتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تیرے باپ کا یہ کتنا اچھا قول ہے۔ [2]

شادی

حضرت علیؑ نے فرمایا: تو آزاد ہے جس جوان مسلمان سے چاہتی ہو شادی کر لو،

شہر بانو نے خاموشی اختیار کی حضرت علیؑ دوبارہ پوچھا کہ شادی کے بارے میں آپ کا کیا ارادہ ہے، کس سے شادی کرنا چاہتی ہو،

اس نے مولا سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم میں شادی کا قصد رکھتی ہوں؟

مولا نے فرمایا: جب بھی کسی لڑکی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا جاتا تو اسی طرح پوچھتے تھے اور جب لڑکی خاموش رہتی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضایت سمجھتے تھے۔

---

[1] الخرائج والجرائح، ص ۵۲۹؛ جلاء العیون، ص ۸۳۳؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۱ و منتھی الآمال، ج ۲، ص ۳۱

[2] ارشاد، ص ۶۱

بہر حال شہر بانو نے امام حسینؑ کو انتخاب کیا حذیفہ نے ان کا نکاح پڑھا۔[1]

حضرت علی علیہ السلام کی نصیحت

حضرت علیؑ امام حسینؑ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے بیٹے اس عورت سے اچھا سلوک کرو اور اس کی حفاظت کرو۔ جلد ہی عرب و عجم کا سردار اس عورت سے پیدا ہوگا۔[2]

امام حسین علیہ السلام اور شہر بانو سلام اللہ علیہا

عرب لوگ کنیز اور عجم سے شادی کرنا ننگ و عار سمجھتے تھے۔ جب شہر بانو کی امام حسینؑ سے شادی ہوئی تو یہ تعصب ختم ہوگیا۔

یعقوبی لکھتا ہے:

> جب شہر بانو کی امام حسینؑ سے شادی ہوئی جو کہ ایک عجم کنیز تھی اور اس سے امام سجادؑ پیدا ہوئے، تو فوری عرب اس کے کمال اور عظمت کی طرف متوجہ ہوئے اور آرزو کرنے لگے۔
>
> اے کاش! ہماری ماں بھی اس کنیز جیسی ہوتی۔ اس کے بعد عربوں میں کنیزوں سے شادی کرنے کا رواج شروع ہوا۔[3]
>
> قریش قبیلے کے ایک مرد کا کہنا ہے: ایک دن وہ اپنے دوست کے ہاں گیا، دوست نے پوچھا تو کون ہے؟

---

[1] دلائل الامامہ، ص ۱۹۵، مناقب، ج ۴، ص ۵۵ و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۱

[2] احقاق الحق، ج ۲، ص ۶ والخرائج والجرائح، ص ۵۲۹

[3] تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۳۰۳

میں نے کہا میری ماں کنیز ہے،

میرے دوست نے جب یہ سنا تو اس نے مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ ایک دن اسی دوست کی موجودگی میں امام سجادؑ تشریف لائے، میرے دوست نے ان کا بڑا احترام کیا۔ جب امام چلے گئے تو اس نے پوچھا یہ کون تھے؟

میں نے دوست سے کہا وہ امام زین العابدینؑ ہیں۔

میں نے پوچھا: ان کی ماں کون ہے،

اس نے کہا ان کی ماں کنیز ہے۔

میں نے اپنے دوست سے کہا: جب میں نے کہا تھا کہ میری ماں کنیز ہے تو مجھ سے نفرت کا اظہار کیا اس کے بعد میرا دوست اپنی غلطی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ [1]

پرہیزگار خاتون

یزدجرد کی بیٹی اپنے گھر میں بہت ہی پرہیزگار اور شریف ترین عورت تھیں۔ خداوند عالم نے اس کی تقدیر میں یہ لکھا کہ اسے اسیر ہونا پڑا اور امام حسینؑ کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

هی ام الاوصیاء الذریة الطیبة۔ [2]

وہ اصیاء کی ماں، پاک نسل سے تھیں۔

---

[1] الکامل، ج ۲، ص ۲۹۴

[2] الخرائج والجرائح، ص ۵۲۹، بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۱

امام حسینؑ نے پانچ شادیاں کی جن میں سے پہلی شادی شہر بانو کے ساتھ تھی جس سے امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔ [1]

وفات

حضرت شہر بانو کی ولادت شادی اور وفات کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات حاصل نہیں۔ مشہور نظریہ کی بناء پر یہ خاتون ۳۸ھ میں امام سجادؑ کی ولادت کے بعد ہی فوت ہوگئیں۔ یعنی امام زین العابدینؑ کی ولادت کے دس (۱۰) دن بعد آپ دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ [2]

اہل سنت کے مورخین کے مطابق شہر بانو امام حسینؑ کی شہادت کے بعد زندہ تھیں۔

ابن شہر آشوب مقتل ابوالمخنف سے سے نقل کرتے ہیں:

"جاؤ بالحرم اُساری الا شهر بانويه فانها اتلفت نفسها فی الفرات"۔ [3]

تمام اہل خانہ کو اسیر کیا گیا سوائے شہر بانو کے کہ اس نے اپنے آپ کو دریائے فرات میں چھلانگ لگادی۔

مقبرہ

مشہور قول کی بنا پر شہر بانو نے کوفہ میں وفات پائی، لیکن بعض مورخین نے مدینہ میں لکھی ہے۔ پس ان کے مقبرہ کے بارے میں دو قول ہیں:

ایک قول کے مطابق ان کی آرامگاہ کوفہ میں ہے کیونکہ امام سجاد علیہ السلام کی ولادت کوفہ میں

---

[1] بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۱

[2] ارشاد، ص ۲۹۴؛ تاریخ قم، ص ۱۶۹ و عیون اخبار الرضا، ص ۱۲۸

[3] وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۲۶۹ و الطبقات الکبریٰ، ج ۵، ص ۲۱۱

ہوئی اور ولادت کے فوراً بعد ہی وہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

دوسرے قول کے مطابق امام سجاد علیہ السلام مدینہ میں پیدا ہوئے تھے لہٰذا ان کی ماں شہر بانو نے مدینہ میں وفات پائی اور وہاں پر مدفون ہیں۔ [1]

---

[1] ارشاد، ص ۲۹۴؛ الفصول المہمۃ، ص ۲۰۱ و کشف الغمہ، ج ۱، ص ۷۳

فصل ششم

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا مادر امام محمد باقر علیہ السلام

مقدمہ

نام، کنیت اور القاب

امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ کا صرف ایک نام ذکر ہوا ہے اور وہ فاطمہ ہے۔ [1]

ان کی کنیت یہ ہیں ام عبداللہ، ام الحسن۔ [2] ام عبدہ، ام عبیدہ۔ [3]

القاب یہ ہیں:

صدیقہ۔ (۴) آمنہ، تقیہ اور محسنہ۔ [4]

ان کی ماں کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ اور شاید اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اس کے علاوہ امام حسنؑ کی دو اور بیٹیاں فاطمہ نامہ تھیں۔ [5]

---

[1] أعلام الوری، ص ۲۴۴؛ الطبقات الکبریٰ، ج ۵، ص ۱۳۸ و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۲۱۲

[2] بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۵۵۱؛ اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۵۰ و احقاق الحق، ج ۱۲، ص ۱۵۲

[3] روضۃ الوعظین، ص ۷۷ و عوالم، ج ۱۹، ص ۱۷

[4] الدر النظیم، ص ۶۰۴

[5] تورخ نبی و الآل، ص ۹۰ (۶)۔ ارشاد، ص ۳۶۱

شادی

امام سجاد علیہ السلام کی شادی اپنے چچا کی بیٹی فاطمہ یعنی امام حسنؑ کی بیٹی سے ہوئی۔ پہلی دفعہ علیؑ بنت ابی طالب اور فاطمہ بنت اسد کی شادی ہوئی، پھر اسی دونوں پر علی ابن حسین اور فاطمہ بنت حسنؑ کی شادی، اس طرح شادی سے دو نسل امامت پیدا ہوئیں (امام حسنؑ امام حسینؑ)۔

جواد فاضل لکھتے ہیں کہ ۵۰ھ ہی میں شہادت پائی اور اس کے بعد امام حسینؑ نے امامت کے فرائض بیان کیے۔

امام حسینؑ اپنے بھائی حسنؑ کی بیٹی فاطمہ کا نکاح اپنے بیٹے علیؑ سے کیا اور اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح اپنے بھائی کے بیٹے حسن سے کیا۔ [۱]

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: جب امام سجاد علیہ السلام نے ام عبداللہ سے شادی کی تو علی بن حسینؑ نے اس کا نام صدیقہ رکھا۔ [۲]

امام زین العابدین علیہ السلام کی چھ بیویاں تھیں۔ ان میں سے صرف یہی فاطمہ دائمی عقد میں تھیں، باقی یا کنیز تھیں یا ام ولد۔ [۳]

بیٹے کی ولادت

فاطمہ کی عمر کے بہترین لحظات امام باقر علیہ السلام کی ولادت سے شروع ہوتے ہیں۔ امام

---

[۱] أعلام الوری، ص ۲۴۶ و اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۵۰

[۲] معصوم ہفتم، ص ۱

[۳] الدر النظیم، ص ۴۰۶؛ دلائل الامامہ، ص ۲۱۷ و عوالم، ج ۱۹، ص ۱۷

باقر علیہ السلام مدینہ میں پیدا ہوئے۔ [۱]

ابن شہر آشوب لکھتا: امام باقر علیہ السلام ہاشمی ہیں یہ پہلی بار امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی نسل کا پیوند تھا۔ [۲]

امام باقر علیہ السلام کے بعد آٹھ اور معصوم اسی فاطمہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا کی زیارت نامے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی کا نام آیا ہے۔

"السلام علیك یابنت الحسن والحسین علیهما السلام" [۳]

سلام ہو تجھ پہ اے حسن و حسن علیہم السلام کی بیٹی اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام کے بعد باقی آئمہ ان دو بھائیوں کی اولاد سے ہیں۔

تعداد اولاد:

مشہور قول کی بناء پر امام سجاد علیہ السلام کے پندرہ (۱۵) بچے تھے۔ بعض کے نزدیک امام باقر علیہ السلام فاطمہ بنت حسنؑ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: کہ امام سجاد علیہ السلام کی دوسری اولاد ام ولد سے تھی۔ [۴]

ابن شہر آشوب اور علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں: ام عبداللہ اور امام سجاد علیہ السلام کی شادی سے دو بیٹے ہوئے پھر لکھتے ہیں امام سجاد علیہ السلام کی تمام اولاد کنیزوں اور ام ولد سے تھی سوائے دو بیٹوں کے، محمد باقر علیہ السلام اور عبداللہ، ان کی ماں ام عبداللہ امام حسنؑ کی بیٹی تھی۔ [۵]

ابن سعد اور شیخ عباس قمی لکھتے ہیں ام عبداللہ اور امام سجاد علیہ السلام کے چار بچے تھے جو کہ یہ

---

[۱] اصول کافی، ج ۲، ص ۴۹۵ و تحفۃ الابرار فی مناقب الائمۃ الابرار، ص ۱۶۷

[۲] روضۃ الواعظین، ص ۱۷۷ و مناقب، ج ۴، ص ۲۲۵

[۳] بحار الانوار، ج ۱۰۲، ص ۲۶۶

[۴] ارشاد، ص ۲۰۵؛ الفصول المہمۃ، ص ۲۰۸ و کشف الغمہ، ج ۲، ص ۹۰

[۵] مناقب، ج ۴، ص ۱۸۹ و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۵۵

ہیں: محمد باقر، حسن، حسین، عبداللہ باھر۔[1]

مادرِ امام محمد باقر علیہ السلام کی کرامات

امام باقر علیہ السلام کی ماں باتقویٰ پرہیزگار اور باعظمت خاتون تھیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"كانت أمي قاعدة عند جدار فتصدع الجدار وسمعنا هدة شديدة فقالت بيدها: لا وحق المصطفى ما اذن الله لك في السقوط فبقي معلقاً في الجو حتى جازته فتصدق أبي عنها بمأة دينار"۔[2]

میری ماں دیوار کے ساتھ تشریف فرما تھیں۔ اس دیوار سے عجیب آواز آئی، میری ماں نے ہاتھ سے اشارہ کیا فرمایا: میرے باپ نہیں۔ بحق محمد اے خدا! اس دیوار کو گرنے سے بچا۔ پس دیوار ہوا میں معلق ہوگئی جب میری ماں اٹھ کر چلی گئیں تو دیوار گر گئی۔ امام سجاد علیہ السلام نے سو (۱۰۰) دینار صدقہ دیا۔

امام صادق علیہ السلام کی نظر

امام صادق علیہ السلام فاطمہ بنت حسن علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

"كانت صديقة لم تدرك في آل الحسن مثلها"۔[3]

---

[1] الطبقات الکبریٰ، ج ۵، ص ۱۵۶ و منتھی الآمال، ج ۱، ص ۴۵۷

[2] اصول کافی، ج ۲، ص ۴۹۵ و الدر النظیم، ص ۴۶۰

[3] اصول کافی، ج ۱، ص ۵۳۶ و بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۲۱۵

وہ ایک صدیقہ اور امام حسن علیہ السلام کے خاندان کی بے نظیر، باتقویٰ خاتون تھیں۔

کربلا میں

ام عبداللہ اپنے بیٹے امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں موجود تھیں۔ [1]

کربلا کے تمام واقعات انہوں نے آنکھ سے دیکھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام اس روز کو یوں یاد کرتے ہیں:

"قتل جدی الحسین ولی اربعه سنین وانی لاذکر و مقتله وما نالنا فی ذالك الوقت" [2]

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت میری عمر چار سال تھی اور کربلا میں تمام واقعات مجھے یاد ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی ماں کربلا میں تھیں اور بعد میں اسیر ہوئیں۔

یاد ماں

جابر بن عبداللہ انصاری کہتا ہے: جب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور لوگ گھر میں مبارک باد دینے آئے، تو میں بھی گیا میں نے دیکھا کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے ہاتھ میں ایک نورانی صحیفہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے سیدہ! یہ صحیفہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے جابر یہ وہ

---

[1] اعلام النساء المؤمنات، ص ۴۹۸؛ ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۲ و در مکتب فجر دانش ھا حضرت امام محمد باقر، ص ۲۸

[2] بحار الانوار، ج ۶۴، ص ۴۳۱

صحیفہ ہے جس میں میری نسل سے پیدا ہونے والے آئمہ کے نام ہیں۔ میں نے بی بی سے عرض کی کہ یہ صحیفہ مجھے دو تا کہ میں اس کو پڑھو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے جابر اگر منع نہ ہوتا تو میں آپ کو دیتی اس صحیفے کو نبی یا وصی ہی پڑھ سکتا ہے۔

جابر کہتا ہے بی بی نے فرمایا: آپ اسے چھو نہیں سکتے لیکن پڑھ سکتے ہیں جابر کہتا ہے: کہ میں نے اس صحیفے میں تمام آئمہ اور ان کی ماؤں کے نام پڑھے۔

وفات

فاطمہ بنت حسن علیہ السلام کی زندگی کے تین حصے مبہم ہیں، دوران امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین علیہم السلام۔ امام سجاد علیہ السلام لوگوں کی بے وفائی کے بارے میں فرماتے ہیں: کہ تمام مکہ و مدینہ میں بیس لوگوں سے زیادہ ہمارے محب نہ تھے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی ماں کی قبر اور ان کی وفات کی تاریخ مخفی رہی۔ البتہ بعض منابع میں ملتا ہے کہ فاطمہ بنت حسن علیہ السلام امام باقر علیہ السلام کی ماں (۵۷) ستاون سال کی عمر میں مدینہ میں فوت ہوئیں۔ [۲]

---

[1] بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۴۳

[۲] ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۶

فصل ہفتم

حضرت ام فروہ سلام اللہ علیہا مادرِ امام صادق علیہ السلام

مقدمہ

ام فروہ قاسم بن محمد بن ابی بکر تیمی کی بیٹی ہیں۔ ان کے باپ امام زین العابدین علیہ السلام کے شاگرد تھے اور اہل بیتؑ کے ماننے والے تھے، ان کی شادی امام محمد باقر علیہ السلام سے ہوئی۔

نام ونسب

مورخین نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی والدہ کا نام قریبہ اور فاطمہ ذکر کیے ہیں اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ ان کا نام قریبہ تھا، جو بعد میں فاطمہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ [1]

اور ان کی کنیت ام فروہ تھی۔ [2]

لیکن تاریخ میں ان کی فروہ نامی بیٹی کا ذکر نہیں آیا، ممکن ہے یہ کنیت عربوں کی رسم کے مطابق بچپن میں اسے اس نام سے پکارا گیا ہو۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر اہل سنت کی نگاہ میں مدینہ

---

[1] روضۃ الواعظین، ص ۱۸۱؛ مقاتل الطالبین، ص ۵۹؛ اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۵۹

[2] کشف الغمہ، ج ۲، ص ۱۵۵؛ الفصول المہمۃ، ص ۲۲۲

کے فقہاء میں سے ہیں۔ [1]

اور مکتب شیعہ کے نزدیک وہ جلیل القدر اور موثق ہیں۔ اصول کافی میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے: سعید بن مسیب قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو خالد کابلی علی بن حسین کے شاگردوں میں سے تھے۔ [2]

قاسم امام زین العابدین علیہ السلام کے خالہ کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یزدگرد کی دو بیٹوں کی اسارت کے بعد شہر بانو کا امام حسینؑ سے نکاح ہوا اور شاہ زنان کا محمد بن ابی بکر سے نکاح ہوا شہر بانو سے امام زین العابدین علیہ السلام پیدا ہوئے اور شاہ زنان سے قاسم بن محمد۔ [3]

ام فروہ کی ماں آصمہ عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی تھی لہٰذا ام فروہ کا نسب ماں باپ کی طرف سے ابو بکر تک جاتا ہے اسی لئے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ولدنی ابوبکر مرتین" [4]

شادی

امام سجاد علیہ السلام کے بعد باقی آئمہؑ کی ماؤں کے حالات تفصیلی طور پر بیان نہیں ہوئے۔ اس لئے امام محمد باقر علیہ السلام کی شادی کی تاریخ ام فروہ کے بارے میں معلوم نہیں۔ صرف یہ ملتا ہے کہ ان کی دو دائی بیویاں ام فروہ اور ام حکیم تھیں۔ [5]

---

[1] الطبقات الکبریٰ، ج ۵ ص ۱۹۴

[2] اصول کافی، ج ۲، ص ۵۰۱

[3] اعلام الوریٰ، ص ۲۴۸

[4] دلائل الامامہ، ص ۲۴۸

[5] الارشاد، ص ۴۲۵

ام فروہ امام کی پہلی دائمی بیوی تھی امام سجاد علیہ السلام چاہتے تھے کہ ان کے بیٹے محمد باقر علیہ السلام کا نکاح قاسم کی بیٹی سے ہو اور جب آپ نے ان سے رشتہ مانگا تو قاسم نے کہا اے فرزند رسول: حق یہ تھا کہ آپ اپنے لئے میری بیٹی کا رشتہ مانگتے کیونکہ آپ باعظمت شخصیت ہیں اس طرح قاسم کی بیٹی ام فروہ کا امام باقر علیہ السلام سے عقد ہوا۔ [1]

اولاد

امام باقر علیہ السلام اور ام فروہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ امام صادق علیہ السلام سترہ ربیع الاول ۸۰ ہجری [2] یا ۸۲ ہجری [3] یا ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ [4]

جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو ام فروہ کی مدد کے لئے ایک دایہ موجود تھی۔ اس کا کہنا ہے:

بچہ اتنا ضعیف اور کمزور تھا، میں نے سوچا کہ یہ زندہ نہیں رہے گا۔ وضع حمل کے وقت امام باقر علیہ السلام گھر میں نہ تھے لیکن امام سجاد علیہ السلام موجود تھے۔

دایہ نے امام سجاد علیہ السلام کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی۔

امامؑ نے فرمایا: خدا خیر کرے اور اس قدم مبارک ہو کیا اس کے باپ کو بھی یہ خوشخبری دی گئی ہے۔

دایہ نے کہا ان کے باپ گھر میں نہیں ہیں، امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: بچے کو لے آؤ تا کہ میں

---

[1] معصوم ہفتم، ص ۸۶

[2] کشف الغمہ، ج ۲، ص ۱۵۵

[3] الامام صادق والمذھب الاربعہ، ج ۱، ص ۳۵

[4] الارشاد، ص ۵۲۵ و دلائل الامامہ، ص ۲۴۴

اسے دیکھو اور پھر امامؑ نے اس دایہ کو پانچ دینار ہدیہ دیئے۔ [1]

حضرت ام فروہ کی ہجرت

سال ۹۰ ہجری میں مدینہ میں ایک خطرناک بیماری آئی جس سے لوگوں کے جسم پر چھالے بن جاتے تھے۔ بہت سارے بچے اس بیماری میں مبتلا ہوگئے تھے۔ اس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام کی عمر دس (۱۰) سال یا ساتھ سال تھی۔ ام فروہ نے اپنے بچوں سمیت مدینے طنفسہ [2] کی طرف ہجرت کی تاکہ وہ اور اس کی اولاد اس بیماری میں مبتلا نہ ہوں۔ بچے تو اس بیماری سے محفوظ رہے لیکن ام فروہ خود اسی بیماری میں مبتلا ہوگئیں۔

جب امام باقر علیہ السلام کو پتہ چلا کہ ان کی بیوی مریض ہوگئیں ہیں، تو آپ بھی طنفسہ جانے پر مجبور ہوگئے۔ امام نے درس وتدریس کی چھٹی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار پر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی کے لئے شفاء کی دعا کی۔

جب ام فروہ نے اپنے شوہر کو دیکھا تو کہا: میں ایسی بیماری میں مبتلا ہوں اور ہوسکتا ہے آپ بھی مریض ہوجائیں۔

امامؑ نے فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی شفاعت کی دعا کی ہے اور انشاء اللہ تو صحت یاب ہوجائیں گی۔ کچھ دنوں کے بعد ام فروہ صحت یاب ہوگئیں اور واپس مدینہ آگئیں۔

---

[1] متفکر جہان شیعہ امام جعفر صادق، ص ۱۹ و ۲۱

[2] طنفسہ مدینہ کا ایک منطقہ ہے۔ متفکر جہان شیعہ امام جعفر صادق، ص ۳۰

امام صادق علیہ السلام کی نظر میں

امام صادق علیہ السلام اپنی ماں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"کانت امی ممن آمنت واتقنت واحسنت واللہ یحب المحسنین"[1]

میری ماں باایمان باتقویٰ اور پرہیز گار خاتون تھی اور خداوند عالم محسنین کو دوست رکھتا ہے۔ اس حدیث میں ام فروہ کی تین صفات ذکر ہوئیں ہیں:

(۱) ایمان

(۲) تقویٰ

(۳) محسنہ

راوی نور

ام فروہ نے تین ائمہ کا زمانہ پایا امام سجاد علیہ السلام، امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام ام فروہ کا شماران عورتوں میں سے ہوتا ہے جو راوی بھی تھیں۔

اصول کافی میں یہ روایت ان سے نقل ہوئی ہے امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میری ماں نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے فرمایا:

"یا ام فروہ انی لا دعواللہ لمذنبی شیعتنا فی الیوم واللیلۃ الف مرۃ لانا نحن فیما ینوبنا من الرزایا نصبر علی

[1] اصول کافی، ج ۲، ص ۵۰۱

ما نعلم من الثواب وھم یبصرون علی ما لا یعلمون۔[1]

اے ام فروہ میں دن رات گناہ گار شیعوں کے لئے ہزار مرتبہ دعا کرتا ہوں۔ ہمیں معلوم ہے کہ صبر کرنے والوں کو اجر ملتا ہے اور ہم صبر کرتے ہیں، لیکن وہ ایسے نہیں ہیں۔ "مامقانی تنقیح المقال" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ روایت ام فروہ ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ وہ ایک پرہیزگار اور باتقویٰ خاتون تھیں۔[2]

اہل بیتؑ کا دفاع

عبدالاعلیٰ لکھتا ہے: میں نے ام فروہ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور ایک چادر اوڑھے ہوئے پردے میں تھیں۔ انہوں نے بائیں ہاتھ سے حجر اسود کو مس کیا وہاں طواف میں مشغول شخص نے کہا:

"یا امة الله اخطات السنة فقالت انا لاغنیاء عن علمك۔"

اے کنیز! خدا تو نے حجر اسود کو بائیں ہاتھ سے مس کیا ہے جو سنت اور آداب کے خلاف ہے۔

اُم فروہ نے فرمایا: ہم تیرے علم سے بے نیاز ہیں۔[3]

---

[1] اصول کافی، ج ۲، ص ۵۰۱

[2] تنقیح المقال، ج ۳، قسم ۲، ص ۷۳

[3] بحار الانوار، ج ۶۴، ص ۶۷۳ و اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۵۹

شیخ عباس قمی کہتے ہیں:

شاید وہ مرد سنی فقیہ تھا، کیونکہ امام کی ماں شیعہ فقیہ کے لئے ایسے نہیں فرما سکتی۔

وکالت

بنو امیہ کا دور شیعوں پر بہت سخت گزرا، اہل بیتؑ کے ماننے والے اپنے زمانے کے امام کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ دشمن کی طرف سے خوف تھا۔ لہٰذا امام اور عوام کے درمیان وکالت کا سلسلہ ہوتا تھا اور یہی زمانے کے امام اور ان کے ماننے والوں کے درمیان ایک حل خمس وصول کرنا اور امام کی خدمت میں پہنچانا اور اسی طرح لوگوں کے مسائل امام سے پوچھنا وکیل کا کام تھا۔

امام صادق علیہ السلام کی ماں اور بیوی دونوں امام کی طرف سے وکیل تھیں۔

"کلما اراد الامام الصادق علیہ السلام تقسیم حقوق اهل المدینة اعطاها لامه ام فروه وزوجه حمیدة المصفاة"[1]

جب بھی امام صادق علیہ السلام مدینہ کے لوگوں کو مالی حقوق دینا چاہتے تھے، تو وہ اپنی ماں ام فروہ اور بیوی حمیدہ کے سپرد کرتے تھے۔

---

[1] تنقیح المقال، ج ۳، قسم ۲، ص ۷۶ و اعلام النساء المومنات، ص ۱۰۲

فصل ہشتم

حضرت حمیدہ سلام اللہ علیہا مادرِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

مقدمہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں حمیدہ ایک باعظمت خاتون تھی۔ ان کی فضیلت کے بارے میں یہی کافی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے پہلی ہی ملاقات میں ان کی بڑی تعریف کی اور اپنے بیٹے امام صادق علیہ السلام سے نکاح کیا۔ وہ اپنے زمانے کی نیک اور پاکدامن عورت تھی اور امام کے ساتھ شادی کے بعد ان کے فضائل و کمالات میں اور اضافہ ہوا۔ حتیٰ امام صادق علیہ السلام نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کی بیوی سے شرعی احکام سیکھیں۔ [1]

نام لقب و نسب

سیرت کی کتابوں میں آپ کا نام اور نسب کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ روایات میں امام کاظم علیہ السلام کی ماں کے دو لقب ذکر ہوئے ہیں:

(۱) مصفاۃ: یعنی پاک اور خالص، حمیدہ کو یہ لقب اس کے شوہر امام صادق علیہ السلام نے دیا:

---

[1] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفرؑ، ج۱، ص ۴۳

"حمیدہ مصفاۃ من الادناس۔" [1]

(۲) لؤلؤۃ: ابن شہر آشوب، نے حمیدہ کی کنیت لولوہ ذکر کی ہے۔ [2]

جو کہ اشتباہ ہے کیونکہ کنیت "ام" کلمہ سے شروع ہوتی ہے۔

آپ کے باپ کا صاعد بربر۔تھا۔ [3]

جناب حمیدہ کے چار بچے تھے:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، اسحاق، محمد اور فاطمہ کبریٰ۔ [4]

مورخین کے درمیان اختلاف ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوئیں اور کس قبیلہ سے تھیں۔

(۱) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں کا نام حمیدہ بربریہ یا اندلسیہ ہے، لیکن بربریہ زیادہ صحیح ہے۔ [5]

(۲) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں کنیز تھی اور ان کا نام حمیدہ اندلسیہ یا بربریہ تھا۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ ان کا تعلق روم سے تھا۔ [6]

(۳) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں کا نام حمیدہ بنت سعد بربری ہے، وہ اندلس سے تھیں۔ [7]

---

[1] اصول کافی، ج ۲، ص ۵۰۹

[2] مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۴۹

[3] بربر، مراکش کے مغرب میں رہنے والے قبائل کا نام تھا۔ (معجم البلدان، ج ۱، ص ۳۶۸) مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۴۹

[4] اعلام الوری، ص ۲۹۲ و الثاقب فی المناقب، ص ۳۷۸

[5] عوالم، ج ۱۲، ص ۱۷

[6] سیرۃ رسول اللہ واھل بیتہ، ج ۲، ص ۳۲۷

[7] مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۴۹

(۴) علی بن میسم کہتا ہے: حمیدہ اشراف عجم سے تھیں۔ [1]

پس حمیدہ کا عربی نہ ہونا تمام مورخین کے نزدیک اتفاق ہے۔

امام باقر علیہ السلام کے گھر میں آنا

ابن عکاشہ کہتا ہے: میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امام صادق علیہ السلام بھی ان کی خدمت میں کھڑے تھے۔ امام باقر علیہ السلام نے میرا اکرام کیا اور کچھ انگور دیئے۔

میں امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مولا آپ اپنے بیٹے صادق علیہ السلام کی شادی کیوں نہیں کرتے جبکہ وہ بالغ ہو چکے ہیں؟

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ رقم ہے اس سے اس کیلئے لڑکی خریدوں گا۔ چند دنوں کے بعد میں دوبارہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اب کنیز فروش موجود ہیں یہ رقم لو اور ایک کنیز خرید کر لاؤ۔

جب میں نے کنیز فروش کے پاس پہنچا تو دو کنیزیں باقی رہ گئیں تھیں۔ میں نے ستر اشرفی دے کر کنیز خرید لی اور امام کی خدمت میں لے آیا امام صادق علیہ السلام بھی امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود ہے۔

ابن عکاشہ کہتا ہے: کہ جب میں حمیدہ کو امام کی خدمت میں لے گیا تو سب سے پہلے امام نے پوچھا کنیز نے اپنا نام حمیدہ بتایا تو امام نے فرمایا:

"حمیدۃ فی الدنیا و محمودۃ فی الاخرۃ"

تو دنیا و آخرت میں حمیدہ و پسندیدہ رہو۔ امام باقر علیہ السلام حمیدہ سے سوال کیا کہ کیا تم باکرہ ہو تو اس نے کہا جی ہاں میں باکرہ ہوں۔

---

[1] عیون اخبار الرضا، ص ۸۴

حمیدہ کی شادی

عصر حاضر کے دانشمند، باقر شریف قرشی، بعض معصومینؑ کی شادی کنیزوں کے ساتھ کے بارے میں لکھتے ہیں:

آئمہؑ کی سیرت یہ تھی کہ جب وہ کسی کنیز سے شادی کا ارادہ کرتے تو پہلے اسے اللہ کی راہ میں آزاد کردیتے۔ پھر اسلام کی تعلیم دیتے اور پھر ان سے شادی کرتے۔ امام باقر علیہ السلام نے حمیدہ کو خرید نے کے بعد اس کو اللہ کی راہ میں آزاد کردیا اور پھر اپنے بیٹے امام صادق علیہ السلام سے نکاح کیا۔ [1]

ان کی شادی کی تاریخ معلوم نہیں جابر کہتا ہے: کہ جب امام باقر علیہ السلام نے حمیدہ کو خریدا اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے عقد پڑھا تو فرمایا: اے بیٹے یہ حمیدہ تمام مہذب کنیزوں کی سردار ہے۔

وہ باعفت اور پاکدامن خاتون ہیں اور خداوند عالم کی طرف سے تیرے لئے ایک کرامت ہے۔ [2]

امام علیہ السلام کی ولادت

حضرت حمیدہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ان سے موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ امام صادق علیہ السلام جب ایک سو اٹھائیس ہجری میں اپنے کچھ اصحاب کے ساتھ حج پر گئے، تو

---

[1] حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر، ج ۱، ص ۴۰ و ۳۹

[2] اثبات الوصیہ، ص ۳۵۶

اپنی حاملہ بیوی کو بھی ساتھ لے گئے۔ مناسک حج ادا کرنے کے بعد جب ابواء کی سرزمین پہنچے، تو وہاں پر حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ [1]

ابو بصیر کہتا ہے:

> میں جس سال امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج پر گیا اور جب ہم ابواء کے مقام پر پہنچے، تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ امام صادق علیہ السلام بہت ہی خوشحال تھے، حمیدہ کے پاس گئے اور تھوڑی دیر کے بعد خوشحالی کی حالت میں واپس لوٹے اور اپنے اصحاب سے فرمایا: میرا بیٹا پیدا ہوا ہے اور ولادت کے وقت اس نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہ انبیاء اور اوصیاء کی ولادت کی نشانی ہے۔ [2]

منہال قصاب کہتا ہے: جب میں مکہ سے مدینہ گیا اور جب ابواء کے مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ خدا نے امام صادق علیہ السلام کو فرزند عطا کیا۔

فقہ اہل بیت علیہم السلام

امام صادق علیہ السلام نے اپنی بیوی کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا، انہیں اسلام کے معارف بتائے۔

حضرت کی صحبت میں حمیدہ کے علم میں اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ ایک دن ہی حمیدہ علوم اہل بیتؑ لوگوں تک پہنچانے کے فرائض ادا کرنے لگی۔ کئی بار امام صادق علیہ السلام نے نصیحت کی کہ

---

[1] احقاق الحق، ج ۱۲، ص ۲۹۷

[2] دلائل الامامہ، ص ۳۰۴؛ عیون المعجزات، ص ۹۵؛ بحار الانوار، ج ۲، ص ۳؛ عوالم، ج ۲۱، ص ۴۰

مسلمان عورتوں کو تعلیم دیں۔ [۱]

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں: وہ ایک عالمہ اور فقیہہ تھیں۔ تمام عورتیں مسائل اور احکام کے لیے آپ کے پاس جاتیں تھیں۔ [۲]

عبدالرحمن بن حجاج کہتا ہے:

میں نے امام صادقؑ سے سوال کیا۔ حج میں ہمارے پاس ایک بچہ بھی ہے اور اس کا حج بجالانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بچے کی ماں کو کہو کہ وہ حمیدہ کے پاس جائے اور مسائل سیکھے۔ اس بچے کی ماں حمیدہ کی خدمت میں گئی اور مسائل پوچھے۔ انہوں نے کہا: جب ترویہ کا دن آئے تو بچے کے سلے ہوئے کپڑے اتار دیں۔ پھر اس کی کی طرف سے احرام کی نیت کریں۔ جب دہم ذی الحج آئے تو اس کی طرف سے شیطان کو پتھر ماریں اس کے سر کے بال کو منڈوائیں اور بیت اللہ کی زیارت کروائیں اور پھر کنیز کو حکم دو کہ اسے کعبہ کا طواف کرائے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان۔ [۳]

ایک اور روایت

ابو بصیر کہتا ہے: امام صادقؑ کی وفات کے بعد حمیدہ بربریہ کی خدمت میں ہم حاضر ہوئے اور انہیں تسلیت عرض کی وہ رونے لگی اور پھر فرماتی ہیں:

---

[۱] از زنان نامدار، ج ا، ص ۸۰ و حیاۃ الامام موسیٰ بن جعفر، ج ا، ص ۴۰

[۲] منتھی الآمال، ج ۲، ص ۳۳۷

[۳] وسائل، ج ۸، باب ۱۷، از ابواب اقسام حج، حدیث ۱

"لو رأیت ابا عبداللہ عند الموت لرأیت عجباً فتح عینیہ ثم قال اجمعوا الی کل من بینی وبینہ قرابۃ فلم نترک احداً الا جمعناہ فنظر الیھم ثم قال ان شفاعتنا لا تنال مستخفا بالصلوۃ"[1]

اے ابو بصیر! اگر تو ابا عبداللہ کو موت کے وقت دیکھتا تو ایک عجیب چیز مشاہدہ کرتا انہوں نے اپنی آنکھوں کو کھولا اور فرمایا میرے رشتہ داروں کو بلاؤ جب ہم جمع ہو گئے تو فرمایا جو شخص نماز کو اہمیت نہیں دیتا اسے ہماری شفاعت نصیب نہیں ہو گی۔

شوہر کا وصی

ابو ایوب نحوی کہتا ہے: کہ ایک رات ابو جعفر منصور نے مجھے بلا بھیجا میں گیا اور دیکھا کہ وہ ایک خط پڑھ رہا تھا۔ اس نے وہ خط میری طرف پھینکا اور کہا کہ خط مدینہ کے حاکم محمد بن سلمان کا ہے کہ جس میں اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کی خبر لکھی ہے۔ پھر تین بار کہا:

"انا للہ وانا الیہ رجعون"،

جعفر بے نظیر تھے پھر مجھ سے کہا: مدینہ کے والی کو خط لکھو کہ وہ تحقیق کرے کہ جعفر بن محمد کا وصی کون ہے تا کہ اس کا سر قلم کرے۔

میں نے خلیفہ کے حکم سے مدینہ کے والی کو خط لکھا۔ چند دنوں کے بعد خط کا جواب اس طرح آیا: جعفر بن محمدؑ نے پانچ افراد کو اپنا وصی قرار دیا ہے:

(۱) شخص خلیفہ،

---

[1] معصوم ہفتم، ص ۱۰۲؛ ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۱۹ و اعلام النساء المومنات، ص ۳۱۱

(۲) والی مدینہ،

(۳) اپنا بیٹا عبداللہ،

(۴) اپنا بیٹا موسیٰ کاظم علیہ السلام

(۵) اپنی بیوی حمیدہ بربریہ۔

جب خلیفہ کو یہ خط ملا تو ہنسا اور کہنے لگا کہ اب میں ان پانچ افراد کو کیسے قتل کروں۔ [1]

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں: امام صادق علیہ السلام جانتے تھے کہ منصور ان کے وصی کو قتل کردے گا۔ لہٰذا خلیفہ اور مدینہ کے والی کو ظاہری طور پر اپنا وصی بنایا۔

[1] اصول کافی، ج ۱، ص ۱۲۰ و کتاب الغیبۃ، ص ۳۳

فصل نہم

نجمہ خاتون سلام اللہ علیہا مادرِ حضرت امام رضا علیہ السلام

مقدمہ

نام کنیت ولقب

امام رضا علیہ السلام کی والدہ کے کئی نام ذکر ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:
نجمہ، اروی، سکن، سمان، اور تکتم۔ امام رضا علیہ السلام نے اپنی ماں کو طاہرہ کے نام سے پکارا۔ [۱]

مناقب میں آیا ہے کہ آپ کا نام صقر واروہ تھا لیکن امام رضا علیہ السلام کی ولادت کے وقت انہیں طاہرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے علاوہ انہیں خیزران۔ [۲]

قلیم اور صفراء کے نام پکارا جاتا تھا۔ [۳]

ان کی کنیت ام البنین تھی۔ [۴]

---

[۱] اعلام الوری، ص ۳۱۴؛ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۰۷ و مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۱۱

[۲] عیون اخبار الرضا، ص ۱۵ و مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۳۹۷

[۳] الدر النظیم، ص ۷۷۶

[۴] الارشاد، ص ۱۹۵

ان کا لقب شقراء ہے۔ [1]

وہ مرسیہ کے نام سے بھی مشہور تھیں۔

ولادت

ہشام احمر لکھتا ہے: ایک دن موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے بلایا اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ غرب کی زمین سے ایک قافلہ آیا ہے میں نے عرض کیا مجھے علم نہیں آپ نے فرمایا: ہاں قافلہ آیا ہوا ہے اور ان کے پاس کنیزیں بھی ہیں اٹھو اور جائیں تا کہ ایک کنیز خریدیں جب ہم باہر آئے تو مغرب سے آئے ہوئے قافلے میں کچھ کنیزیں بھی تھیں امام نے ایک ایک کنیز کو دیکھا اور آخر میں ایک مریض کنیز تھی جسے امام نے قبول کیا۔ پس اسی کنیز سے امام رضا علیہ السلام پیدا ہوئے۔ [2]

حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے ہشام بن احمر کو فرمایا کہ نجمہ خاتون سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا کہ اس بیٹے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوگا۔ [3]

نجمہ کی شادی حکم خدا سے ہوئی

ہشام کہتا ہے: کہ جب کنیز کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو آپ کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے۔ امام اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے یہ کنیز خدا کے حکم سے لی ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کیسے؟

آپ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے باپ اور دادا میرے پاس آئے اور

---

[1] کشف الغمہ، ج ۲، ص ۲۵۹

[2] عیون المعجزات، ص ۱۰۶؛ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۲۰ و ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۰

[3] اعلام الوریٰ، ص ۳۰۲

ان کے پاس ابریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔ جب اس کپڑے کو کھولا تو میں نے دیکھا کہ ایک قمیض ہے، جس پر اس کنیز کی صورت نمایاں تھی۔ میرے باپ اور جد مجھ سے فرماتے ہیں:

اے بیٹے! ہم آپ کے لئے ایک ایسی کنیز لے آئے ہیں۔ جو روئے زمین پر تمہارے بعد ایک شائستہ خاتون ہیں اور اس کے بعد مجھے حکم دیتے ہیں کہ جب اس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام علی رکھنا۔

نیز فرمایا: خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس کی پیروی کرے گا اور ذلت و خواری ہے اس کے لئے جو اس سے دشمنی کرے گا۔ [۱]

بابرکت شادی

حضرت موسی کاظم علیہ السلام کی تمام بیویاں کنیزیں تھیں۔ [۲]

آپؑ کی نجمہ کے ساتھ شادی کی تاریخ معلوم نہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ماں حمیدہ ان کی شادی کے بارے میں فرماتی ہیں: جب نجمہ نے ہمارے گھر میں قدم رکھا تو اسی رات میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ جنہوں نے مجھ سے فرمایا:

اے حمیدہ! اپنے بیٹے کی شادی اس نجمہ سے کرنا اور جلد ہی اس سے شائستہ فرزند پیدا ہوگا۔

حمیدہ کہتی ہیں: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے بیٹے کی شادی نجمہ سے کی۔ [۳]

---

[۱] الدر النظیم، ص ۶۷۷؛ اثبات الوصیہ، ص ۹۷ ۳ و مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۸

[۲] الارشاد، ص ۵۸۸

[۳] زنان مرد آفرین، ص ۱۷۵

نجمہ کا علم

نجمہ جب اہل بیتؑ کے گھر میں آئیں، تو جناب حمیدہ کی تربیت سے اس کے فضائل اور کمالات میں اور بھی اضافہ ہوا۔ نجمہ ایک عقلمند دیندار، عالمہ اور باادب خاتون تھیں۔ [1]

بیٹے کی ولادت

اس پاکدامن اور بافضیلت خاتون سے آٹھویں امام علی رضاؑ پیدا ہوئے۔ نجمہ اپنے حاملہ ہونے کے وقت کہتی ہیں: جب علی رضاؑ میرے شکم میں تھے تو مجھے کوئی سنگینی محسوس نہیں ہوئی اور جب میں سوتی تو اپنے شکم سے تسبیح کی آواز سنتی۔ [2]

امام رضاؑ سے پوچھا گیا اس عمود سے کیا مراد ہے، جس کے ذریعے امام دوسروں کے اعمال دیکھ سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس عمود سے مراد یہ ہے کہ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ ہر شہر میں معین ہے۔ جو خدا کے حکم سے لوگوں کے کردار کو امام تک خبر دیتا ہے۔ [3]

نجمہ اپنے بیٹے کی ولادت کے بارے میں کہتی ہے: جب میرا سعادت مند بیٹا پیدا ہوا تو اس نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور آسمان کی طرف سر اٹھایا اور باتیں کیں۔ پھر موسیٰ کاظمؑ گھر میں آئے اور فرمانے لگے: اے نجمہ! تجھے مبارک ہو بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر مجھے دو۔ آپ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی اور آب فرات سے گھٹی

---

[1] عیون اخبار الرضا، ص ۱۱

[2] ینابیع المودۃ، ج ۲، ص ۲۶؛ مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۱۱

[3] اصول کافی، ج ۲، ص ۳۰۰۔ در بصائر الدرجات، باب موالد الائمہ، ۱۳

گئی، پھر مجھے دیا اور فرمایا: یہ میرے بعد زمین پر حجت خدا ہے۔ [1]

عبادت کا شوق

نجمہ خاتون بہت ہی عبادت گزار اور اہل ذکر تھیں۔ روایت میں آیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کو ولادت کے بعد زیادہ دودھ کی ضرورت تھی۔

"اعینونی بمرضع فقیل لها انقص الدر؛ فقالت لا أكذب والله ما نقص الدر ولكن علی ورد من صلواتی وتسبيحی وقد نقص منذ ولدت۔" [2]

بیٹے کے لئے کوئی دایہ تلاش کرو، تو رشتہ داروں نے کہا کیا اپنا دودھ کم ہو گیا ہے۔ تو اس نے کہا خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتی میرا دودھ کم تو نہیں ہوا۔ لیکن ولادت کے وقت زیادہ ذکر تھا لیکن اب بہت کم ذکر کرتی ہوں۔

---

[1] عیون اخبار الرضا، ص ۱۷، انوار البہیہ، ص ۳۲۹

[2] عیون اخبار الرضا، ج ۱، ص ۱۱

فصل دہم

حضرت خیزران سلام اللہ علیہا مادرِ امام تقی الجواد علیہ السلام

مقدمہ

امام جواد علیہ السلام کی ماں کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک پاک و پاکیزہ کنیز ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے ان کی بہت تعریف کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم سلام اللہ علیہا سے تشبیہ دی۔ ان اوصاف سے معلوم ہوا کہ وہ ایک پرہیزگار اور باتقویٰ خاتون تھیں۔ کیونکہ جس کی تعریف امام کریں، وہ شخص ضرور ان صفات کا مالک ہوتا ہے۔ بعض مورخین نے آپ کا نسب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ماریہ قبطیہ کے خاندان میں سے ذکر کیا۔

نام اور کنیت

مورخین نے امام جواد علیہ السلام کی ماں کے چند نام ذکر کیے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں:

امام جواد علیہ السلام کی ماں دُرہ نامی کنیز تھی اور امام رضا علیہ السلام انہیں خیزران کے نام سے پکارتے

تھے۔ وہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں، انہیں سبیکہ اور ریحانہ بھی کہا جاتا تھا۔ [1]

بعض نے امام جواد علیہ السلام کی ماں کا نام سبیکہ نوبیہ ذکر کیا۔ [۲]

ان کی والدہ کا نام ریحانہ تھا۔ [۳]

سید کاظم قزوینی لکھتے ہیں: امام جواد علیہ السلام کی ماں کے مختلف نام ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب وہ حاملہ تھیں تو اسے درہ کے نام سے پکارتے تھے۔ درہ یعنی اس کے چہرے پر نور امامت چمکتا تھا۔ [۴]

وہ اپنے زمانے کی سب سے بافضیلت خاتون تھیں۔ [۵]

ان کی کنیت ام الحسن تھی۔ [۶]

نجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

امام رضا علیہ السلام کے چچا علی بن جعفر کہتے ہیں: جب ان کے بھائی اور چچا حضرات نے کنارہ گیری کی تو خداوند عالم نے آپ کی نصرت فرمائی۔ امام نے بہت کچھ فرمایا: میں نے کھڑے ہو کر ہاتھ کا بوسہ لیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے چچا: کیا تو نے میرے باپ سے نہیں سنا کہ انہوں

---

[1] بحار الانوار، ج ۵، ص ۷

[۲] ''نوبہ'' مصر کے جنوب میں واقع سرزمین کا نام ہے جو ابھی سودان ہے۔

[۳] حیات سیاسی وفکری امامان شیعہ، ص ۴۷۲

[۴] الامام جواد من المهد الی اللحد، ص ۱۹

[۵] عیون المعجزات، ص ۱۱۸

[۶] مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۴۱۱

نے فرمایا تھا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے میرے ماں باپ قربان ہوں اور تجھے بہترین کنیز تو بیہ مبارک ہو کہ جس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ جو لوگوں کو ظلم وستم سے نجات دے گا اور پردہ غیبت میں بھی رہے گا۔ [۱]

محمد باقر کمرہ ای کہتا ہے: کہ اس سے مراد امام زمانہ (عج) ہیں جو اس کنیز کی نسل سے پیدا ہوں گے۔ [۲]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا سلام

یزید بن سلیط کہتا ہے:

میں حج کے لئے مکہ گیا تو راستے میں امام موسی کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ امام نے فرمایا: اس سال ظالم مجھے پکڑلیں گے اور امامت کے فرائض میرے بیٹے علی رضا علیہ السلام کے ذمہ ہیں۔ یہ فرزند ماریہ قبطیہ کے خاندان سے پیدا ہوگا، اے یزید بن سلیط میرا سلام اس کنیز کو پہنچانا۔ [۳]

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں:

وہ باعظمت خاتون تھیں کیونکہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے یزید بن سلیط کو حکم دیا کہ وہ اس کو ان کا پیغام سنائے، جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبداللہ انصاری کو حکم دیا تھا کہ ان کا سلام امام باقر علیہ السلام تک پہنچائیں۔ [۴]

---

[۱] اعلام الوری، ص ۳۴۵؛ کشف الغمہ، ج ۲، ص ۳۵۱؛ الارشاد، ص ۶۱۵ وریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۲

[۲] اصول کافی، ج ۲، ص ۱۴۴

[۳] اصول کافی، ج ۲، ص ۱۲۹

[۴] انوار البھیہ، ص ۳۹۱

ولایت کے گھر آنا

خیزران کی اسیر ہونے کی تاریخ معلوم نہیں۔ یزید ابن سلیط کہتا ہے: کہ جس مقام پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملاقات کی تھی اسی جگہ پر میری امام رضا علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ امام رضا علیہ السلام نے میری امام موسیٰ کاظم علیہ السلام والی ملاقات کی خبر دی اور فرمایا: میرے باپ نے جو تجھے خبر دی مجھ سے بیان کرو۔ میں نے آپ سے وہ خبر بیان کی امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ کنیز ابھی تک نہیں ہے، جب وہ مجھے ملی تو میں اسے سلام دوں گا۔

یزید بن سلیط کہتا ہے:

ایک دفعہ میں امام کے ساتھ مکہ گیا اور امامؑ نے اس سفر میں امام جوادؑ کی ماں کو خریدا کچھ مدت کے بعد اس کنیز سے امام جواد علیہ السلام پیدا ہوئے۔ [1]

اس طرح باعفت با کرامت خاتون نے اہل بیتؑ کے گھر میں قدم رکھا اور اپنی زندگی کا آغاز کیا۔

بیٹے کی ولادت

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی حکیمہ خاتون کہتی ہیں: ایک دن میرے بھائی حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: اے حکیمہ! اس رات خیزران سے مبارک فرزند پیدا ہو گا، لہذا آپ گھر ہی میں رہیں۔ ح

کیمہ کہتی ہیں: میں ساری رات خیزران کے ساتھ رہی کچھ دائیاں بھی تھیں، ہمارے

---

[1] اعلام الوری، ص ۲۳۰؛ اصول کافی، ج ۲، ص ۱۲۹

سامنے چراغ روشن تھا۔ جب بچے کی ولادت قریب ہوئی تو چراغ بجھ گیا لیکن اچانک خورشید امامت کا نور روشن ہوا۔

یستطیع نورہ حتی اضاء البیت فابصرناہ فأخذتہ فوضعتہ فی حجرہ [1]

ایسا نور آیا جس سے تمام کمرہ روشن ہو گیا۔ میں نے بچے کو اپنے دامن میں لیا اور بچے کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں لے گئی۔ امام نے مولود کو لے کر گہوارے میں رکھ دیا اور فرمایا: اے حکیمہ اس گہوارے سے دور نہ جانا۔ تیسرے دن بچے نے آنکھیں کھولیں دائیں بائیں دیکھا اور فصیح زبان میں فرمایا:

"اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ"

حکیمہ کہتی ہے:

مجھے بہت تعجب ہوا جب امام رضا علیہ السلام کمرے میں آئے تو ان سے یہ سب کچھ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

"یا حکیمہ، ما ترون من عجائبہ اکثر"

اکثر جو کچھ تو نے حیرت انگیز چیزیں دیکھی ہیں یا مشاہدہ کیا ہے، اس سے بھی زیادہ قابل مشاہدہ ہے۔ [2]

ماں

امام رضا علیہ السلام کی کافی عمر تک کوئی فرزند نہ ہوا آپ کے رشتہ دار اور اصحاب کی نظر خیزران پر تھی۔ بالا آخر ایک سو پچانوے (۱۹۵) ہجری میں پیدا ہوئے یعنی اپنے والد کی شہادت سے آٹھ

---

[1] بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۰

[2] دلائل الامامہ، ص ۳۸۳ و اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۳۲

سال پہلے امام رضا علیہ السلام اتنے خوشحال تھے کہ اپنے اصحاب کے پاس آئے اور فرمایا:

"قد ولد لی شبیه موسی بن عمران فالق البحار وشبیه عیسی بن مریم قد ست ام ولدته قد خلقت طاهرة مطهرة"[1]

خداوند عالم نے مجھے ایک ایسا بیٹا عطا فرمایا جو موسیٰ بن عمران کے مشابہ ہیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرح ان کی ماں پاک اور مطہر ہے۔

[1] عیون المعجزات، ص ۱۱۸ و بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۱۵

فصل یازدہم

حضرت سمانہ سلام اللہ علیہا مادرِ امام علی نقی علیہ السلام

مقدمہ

نام، لقب اور کنیت

امام علی نقی علیہ السلام کی ماں کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ ان کے نام یہ ذکر ہوئے ہیں: سمانہ مغربیہ، سوسن و ماریہ قبطیہ۔ [۱]

امام علی نقی علیہ السلام کی والدہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ باتقوی تھیں۔ [۲]

آپ کا صرف ایک لقب ذکر ہوا ہے اور وہ ہے سیدہ۔ [۳]

امام ہادی علیہ السلام کی والدہ اتنی بافضیلت خاتون تھیں اور انہیں ام الفضل کی کنیت سے پکارتے تھے۔ [۴]

اعلام النساء المومنات میں آیا ہے: امام ہادی علیہ السلام کی ماں سمانہ مغربیہ سیدہ کے نام سے معروف تھیں اور ان کی کنیت ام الفضل تھی۔ وہ اپنے زمانے کی سب سے پرہیزگار خاتون تھیں۔

محمد بن فرج لکھتا ہے: امام جواد علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: مغرب کی طرف سے غلام فروش قافلہ آیا ہے اور ان کے پاس کچھ کنیزیں بھی ہیں یہ ستر دینار لو اور ایک کنیز خرید کر لاؤ جس کی یہ نشانیاں ہوں۔ میں ان نشانیوں کے مطابق ستر دینار کی ایک کنیز آپ کی خدمت میں لے آیا۔ یہ

---

[۱] الارشاد، ص ۵۳۶ و بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۴۱۱

[۲] عیون المعجزات، ص ۱۳۰

[۳] مناقب آل ابی طالب، ج ۴، ص ۴۳۳

[۴] الدر النظیم، ص ۱۲۷

کنیز وہی سمانہ نیک اور باعفت لڑکی تھی۔ [1]

امام جواد علیہ السلام کی سمانہ کے ساتھ شادی کی تاریخ معلوم نہیں۔ صرف اتنا ملتا ہے کہ محمد بن فرج ایک کنیز خرید لائے جس سے انہوں نے شادی کی اور امام ہادی علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اہل بیتؑ کے گھر آکر اس خاتون کے فضائل اور کمالات میں اور اضافہ ہوا۔

جنتی عورت

امام ہادی علیہ السلام اپنی ماں کے بارے میں فرماتے ہیں: میری ماں دانا اور با معرفت خاتون ہیں وہ اہل جنت میں سے ہے۔

بیٹے کی ولادت

سمانہ مغربیہ کو یہ افتخار حاصل تھا کہ امام جواد علیہ السلام کی زوجہ تھی، لہٰذا زوجہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اس سے دسویں امام پیدا ہوئے۔ [2]

امام ہادی علیہ السلام نیمہ رجب دو ہزار بارہ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ امام جواد علیہ السلام نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی۔ ساتویں دن ان کا سر منڈھوایا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی فقیروں کو صدقہ دی اور عقیقے کے لئے ایک جانور ذبح کیا۔ [3]

---

[1] دلائل الامامہ، ص ۴۱۰؛ مدینۃ المعاجز، ج ۷، ص ۴۱۹ ور یاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۳

[2] امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب اولیاء خدا کی مائیں حامل ہوتی ہیں تو انہیں غائب سے بشارت ہوتی ہے۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۲۹۹

[3] حیاۃ الامام علی الھادی (ع)، ص ۱۴

فصل دوازدہم

حضرت سلیل سلام اللہ علیہا مادرِ امام حسن عسکری علیہ السلام

مقدمہ

نام وکنیت

امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ کے مندرجہ ذیل نام ذکر ہوئے ہیں: سلیل، سوسن، حدیث، حدیثہ، حربیہ اور عسفان۔ [۱]

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں: کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی ماں کے نام: حدیث، سوسن اور سلیل ذکر ہوئے ہیں کہ جن میں سے صحیح سلیل ہے۔ وہ ایک پاکدامن اور باتقویٰ خاتون تھیں۔ [۲]

عیون المعجزات کے مصنف نے بھی ان کا صحیح نام سلیل، ان کی کنیت ام الحسن لکھی ہے۔ [۳]

یہ خاتون پاکترین، پارساترین، پاکدامن ترین، عارفہ اور صالحہ خاتون تھیں۔ انہیں جدہ (دادی) بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ امام عصر (عج) کی جدہ ہیں یعنی دادی۔

امام ہادی علیہ السلام کی نظر میں

جب سلیل مدینہ میں آئیں اور ان کا نکاح امام علی نقی علیہ السلام سے ہوا۔ تو آپ نے پہلے نام پوچھا اس نے کہا: میرا نام سلیل ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: جلد ہی خداوند عالم اپنی حجت کو مخلوق خدا

---

[۱] الفصول المہمہ، ص ۲۸۴؛ الارشاد، ص ۶۵۰ و اعلام النساء المومنات، ص ۴۵۳

[۲] جلاء العیون، ص ۹۸۹

[۳] ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۴

پرورش کرے گا، جو زمین کو عدل وانصاف سے پر کرے گا۔ [1]

بیٹے کی ولادت

امام حسن عسکری علیہ السلام سلیل سلام اللہ علیہا سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ [2]

آپؑ کی ولادت کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔ لیکن مشہور قول یہ ہے کہ آپؑ کی ولادت دوسو بتیس (۲۳۲ھ) ہجری میں ہوئی۔ [3]

آپؑ کی ولادت کے وقت اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ باپ نے بیٹے کو گود میں لیا۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھی۔

فرزند کی شہادت

سلیل کہتی ہیں: ایک دن میرے بیٹے امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہ دوسو ساٹھ (۲۶۰) ہجری میں مجھے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ میں یہ سن کر بہت روئی لیکن بیٹے نے مجھے بہت دلاسہ دیا اور فرمایا: گھبراؤ نہیں جیسی تقدیر خدا ہے وہی ہوگا۔ [4]

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ۱۵۹ھ ہجری میں ماں کو حج کے لئے بھیجا۔ جب یہ خاتون وحی کی سرزمین پر پہنچی تو عبادت اور مراسم حج میں مشغول ہوگئیں۔ سلیل حج کے بعد واپس سامراء آئیں اس سفر کے دوران وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر بھی تشریف لے گئیں اور وہاں سے ہی اپنے بیٹے

---

[1] اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۴۰ اور یاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۴

[2] اثبات الوصیہ، ص ۴۵۷

[3] الارشاد، ص ۵۶۰ والفصول المھمہ، ص ۲۸۴

[4] بصائر الدرجات، ص ۴۸۲ و بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۳۳۰

کی شہادت کی خبر سنی۔ [۱]

بصائر الدرجات میں آیا ہے کہ جب معتمد عباسی نے امام حسن عسکری علیہ السلام اور ان کے بھائی جعفر کو صفر کے مہینے میں قید کیا تو اس وقت امام حسن علیہ السلام کی ماں مدینہ میں بے تاب تھیں۔ امام حسن عسکری علیہ السلام آٹھ ربیع الاول کو شہید ہوئے اس سے معلوم ہوا ہے کہ امام نے اپنی شہادت کی تاریخ اپنی والدہ کو بتائی تھی۔ [۲]

شیعوں کی پناہ

احمد بن ابراہیم کہتا ہے:

میں دوسو باسٹھ (۲۶۲) ہجری میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی حکیمہ خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا اور پردے کے پیچھے ان سے کچھ سوالات پوچھے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ امام حسن عسکریؑ کے بعد کون امام ہوگا؟

حکیمہ خاتون نے ایک ایک امامؑ کو گنا اور آخر امام زمانہ علیہ السلام تک سب کے نام بتائے۔ میں نے کہا قربان جاؤں! کیا تم نے انہیں دیکھا یا ان کی خبر سنی؟

تو حکیمہ نے کہا: میں نے گیارہویں امام سے ان کی خبر سنی ہے میں نے عرض کیا وہ مولود کہاں ہے؟

تو حکیمہ نے کہا: وہ نظروں سے مخفی ہیں۔ میں نے عرض کیا ان کی غیبت میں شیعہ کس کی پناہ میں ہیں؟

حکیمہ نے کہا: ان کی جدہ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی ماں۔ میں نے کہا کیا ایسے شخص کی

---

[۱] عیون المعجزات، ص ۱۳۸؛ جلاء العیون، ص ۹۹۸ والدر النظیم، ص ۷۴۳

[۲] بصائر الدرجات، ص ۴۸۲

پیروی کروں جو عورت کو اپنا وصی قرار دے۔ حکیمہ نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام نے امام حسینؑ کی پیروی کی کیونکہ انہوں نے بھی ظاہری طور پر اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کو وصیت فرمائی تھی: جو امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل ہوتا ہے۔ وہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا سے نسبت دی جاتی تھی تاکہ امام سجاد علیہ السلام کی جان محفوظ رہے۔ [1]

وصیت

امام حسن عسکری علیہ السلام نے رحلت کے وقت اپنی ماں کو وصی قرار دیا۔ سلیل سلام اللہ علیہا اپنے بیٹے کی شہادت کے وقت مدینہ میں تھی، لیکن شہادت کی خبر سننے کے بعد سامراء گئیں کہ سامراء میں جعفر تواب نے میراث کے بارے میں اختلاف کیا اور وہ قاضی کے پاس گئے۔ سلیل سلام اللہ علیہا نے یہ ثابت کیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام انہیں اپنا وصی قرار دے گئے ہیں۔ لہذا ان کی میراث امام حسن عسکری علیہ السلام کی ماں اور ان کے بھائی جعفر کے درمیان تقسیم ہوگی۔ [2]

شیخ طوسیؒ اپنی کتاب الغیبہ میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے کی موجودگی میں انہوں نے اپنی ماں کو اپنی وراثت کیلئے کیوں وصی قرار دیا؟ تو ہم یہ جواب دیں گے امامؑ نے اپنی ماں کو اس لئے وصی قرار دیا تاکہ ان کا فرزند دشمن سے محفوظ رہے اور اس سے پہلے امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی حفاظت کے لئے حمیدہ بربریہ کو اپنا وصی قرار دیا تھا۔ [3]

---

[1] کمال الدین، ص ۸۷ اور یاسین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۵

[2] کمال الدین، ج ۲، ص ۱۲۴ اور یاسین الشریعہ، ص ۲۲۵

[3] کتاب الغیبہ، ص ۸۵

وفات

حضرت سلیل سلام اللہ علیہا کی وفات معلوم نہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد فوت ہوئیں۔ اس خاتون نے اپنی عمر کے آخرین لحظات میں وصیت کی کہ انہیں اپنے شوہر امام ہادی علیہ السلام کے مزار کے کنارے دفن کیا جائے۔

جب اس وصیت پر عمل ہوا تو جعفر نے کہا: یہ میرا گھر ہے میں کسی کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اتنے میں امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوئے اور جعفر سے فرمایا: اے جعفر یہ گھر تیرا ہے یا میرا اور پھر غائب ہو گئے اور بالآخر حضرت سلیل سلام اللہ علیہا کو امام حسن عسکری علیہ السلام کے کنارے دفن کیا گیا۔ [1]

[1] الخراج والجرائح ،ص ۲۶۱ و اصول کافی ، ج ۲،ص ۱۵۹

تیرھویں فصل

حضرت نرجس خاتون سلام اللہ علیہا مادرِ امامِ زمانہ علیہ السلام

مقدمہ

پرانے زمانے میں جنگ کے دوران غالب لشکر مغلوب لشکر کے مرد اور عورتوں کو قیدی بنا لیتے تھے۔ مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزوں کے طور پر بازار میں بیچا جاتا تھا۔ ان غلاموں اور کنیزوں سے حیوانوں جیسا سلوک ہوتا تھا۔ لہٰذا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہونے کے بعد ان کی آزادی کے لئے مختلف طریقے بتائے مثلاً فرمایا: غلام یا کنیز کو آزاد کرنا بہت بڑا ثواب ہے اور گناہوں کا کفارا ہے حتیٰ ماہ رمضان کے روزوں کے کفارہ کے لئے بھی ایک غلام آزاد کرنا ہوتا تھا۔

اسی طرح معصومینؑ نے بھی اپنے زمانے میں اس مخلوق خدا کی آزادی کے لئے مختلف راہ حل نکالے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ ائمہ نے خود کنیزوں سے شادی کی تا کہ لوگوں کے ذہنوں سے کنیز اور غلام کی نفرت ختم ہو۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں معیار انسانیت، تقویٰ کے بارے میں فرمایا ہے:

امام زمانہ علیہ السلام کی ماں بھی ایک کنیز تھی جو کہ شرقی روم سے عراق آئیں، امام ہادی علیہ السلام نے انہیں خریدا اس کا نام نرجس سلام اللہ علیہا تھا۔ کچھ مدت کے بعد امام ہادی علیہ السلام نے امام حسن عسکری علیہ السلام

سے شادی کی جس سے امام زمانہ علیہ السلام پیدا ہوئے جو کہ پردہ غیبت میں ہیں۔امام مہدی علیہ السلام کی ماں نے تین آئمہ کا زمانہ پایا۔یعنی امام علی نقی علیہ السلام، امام حسن عسکری علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام۔ [1]

نام اور لقب

بارہویں امام کی ماں کے نام مندرجہ ذیل یہ ہیں:

نرجس، ملیکہ، صیقل، سوسن، حکیمہ۔ [2]

اور ریحانہ۔ [3]

علامہ مجلسیؒ لکھتے ہیں: کہ جب امام زمانہؑ کا نور مبارک نرجس خاتون کے رحم میں منتقل ہوا تو ان کے چہرے سے نورانیت نظر آنے لگی۔اس لئے انہیں صیقل کے نام سے پکارتے تھے۔ [4]

شیخ عباس قمی لکھتے ہیں: بارہویں امام کی ماں کا اصلی نام ملیکہ تھا اور وہ قیصر روم کے بیٹے کی بیٹی تھی۔ملیکہ کی ماں حواریوں کی نسل سے تھی، حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھے۔جب یہ خاتون اسلام کے لشکر کے ہاتھوں اسیر ہوئی تو اس نے اپنا نام نرجس سلام اللہ علیہا رکھ لیا تاکہ اس کا سرپرست اسے پہچان نہ سکے۔ [5]

عمادالدین طبری لکھتا ہے: امام زمانہ علیہ السلام کی ماں یشوعا (قیصر روم کا بیٹا) کی بیٹی تھی۔باپ

---

[1] نجم الثاقب، ص ۱۲

[2] الارشاد، ص ۲۷۶؛ الفصول المھمہ، ص ۲۹۲ ور یاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۵

[3] کتاب الغیبہ، ص ۲۶۴

[4] بحار الانوار، ج ۱۵، ص ۵۱

[5] انوار البھیہ، ص ۵۱

نے اس کا نام ملیکہ رکھا۔ [۱]

بشر بن سلمان سے مشہور روایت بھی یہی ہے کہ خاندان نے اسے سیدہ کا لقب دیا۔ حکیمہ خاتون ہر وقت نرجس کے نام پکارتی تھیں۔ حضرت نرجس کے زیارت نامے میں ان کے مندرجہ ذیل یہ اوصاف ہیں:

راضیہ، مرضیہ، صدیقہ، تقیہ، نقیہ اور زکیہ۔ [۲]

کنیزی سے اہل بیت علیہم السلام کے گھر تک

بشر بن سلمان ابوایوب انصاری کی اولاد سے ہیں اور امام ہادی علیہ السلام کے ہمسائے میں زندگی گزارتے تھے اور آپ کے ماننے والے اور قابل اطمینان شخص تھے۔ یہ کہتے ہیں:

ایک دفعہ امام ہادی علیہ السلام نے مجھے بلایا اور فرمایا: تو ایوب انصاری کے اولاد سے ہے اور تیرے دل میں اہل بیتؑ کی ولایت بھی ہے۔ تمہارا خاندان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک ہمارے ماننے والوں میں سے ہے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام اور حکیمہ سلام اللہ علیہا بھی پردے کے پیچھے باتیں کر رہے تھے۔

امام ہادی علیہ السلام نے رومی زبان میں ایک خط لکھا اور مہر لگا کر مجھے دیا، اس کے علاوہ دو سو بیس (۲۲۰) اشرفیاں بھی دیں اور فرمایا: یہ نامہ اور رقم کو لے کر بغداد جاؤ اور فلاں روز بغداد کی پل پر کھڑے ہو جانا، وہاں کنیزوں کو بیچنے کے لئے لوگ آئیں گے۔

راوی کہتا: میں نے دیکھا کہ بنی عباس اور عراق کے بہت سے لوگ کنیزیں خریدنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ امام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ عمر بن یزید نخاس کنیز فروش کے پاس جانا اور

---

[۱] تحفۃ الابرار فی مناقب الائمۃ الابرار، ص ۱۷۹

[۲] مفاتیح الجنان

وہ تمہیں ایک کنیز بیچنے کے لئے دیکھائے گا، جس نے دو ریشم کے لباس پہنے ہوئے ہوگی اور اپنے آپ کو خریداروں سے چھپاتی ہوگی۔

بشیر بن سلمان کہتا ہے: میں نے ایسا ہی کیا اور وہاں پہنچ کر امام کے ہاتھ سے لکھا ہوا خط اس کنیز کو دیکھایا۔ کنیز نے خط پڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ کنیز نے عمر بن یزید سے کہا: مجھے اس شخص کے پاس بیچو جس نے مجھے یہ خط دیا ہے ورنہ میں اپنے آپ کو ہلاک کر دوں گی۔ عمر بن یزید نے دو سو بیس (۲۲۰) اشرفیوں میں کنیز کو بیچا۔

بشر بن سلمان کہتا ہے: جب میں نے اس کنیز کو خریدا تو راستے میں آرام کے لئے ایک کمرہ لیا۔ میں نے دیکھا کہ یہ کنیز خط کو سونگھتی تھی، اس کا بوسہ لیتی تھی، اپنی آنکھوں پر لگاتی اور پورے بدن پر مس کرتی تھی۔ جیسے اس کو اس سے آرام آجاتا ہو میں نے تعجب کیا اور اس سے پوچھا۔ کیا تو اس خط کے لکھنے والے کو پہچانتی ہو؟

کنیز کہنے لگی: اے کم معرفت تو اولاد پیغمبر کے مقام و عظمت میں شک کر رہا ہے۔ [1]

اب سنو مقدر یہی تھا میں یشوعا کی بیٹی ملیکہ ہوں، جو قیصر روم کا بادشاہ ہے اور میری ماں شمعون بن حمون بن صفا جو کہ حضرت عیسیٰ کا وصی تھا کی اولاد سے ہے۔

ملیکہ اپنی داستان کچھ یوں بیان کرتی ہے: جب میری عمر تیرہ سال ہوئی تو میرے دادا نے اپنے بھائی کے بیٹے سے شادی کرنا چاہا، شادی کے مراسم برپا ہونے کے لئے بادشاہی تخت لگایا گیا۔ جو مختلف جواہرات، یاقوت، عقیق وغیرہ سے خوبصورت بنایا گیا۔ محل کے درمیان میں نکاح کے یہ مراسم ادا ہو رہے تھے۔ پادریوں نے انجیل کی تلاوت کی اور بادشاہ کا بھتیجا تخت پر بیٹھا ہوا تھا اچانک یہ تخت زمین پر گرا اور دلہا زمین پر گرنے سے بے ہوش ہوگیا۔

بت نیچے گر گئے پادریوں کے رنگ اڑ گئے اور کانپنے لگے۔

---

[1] کمال الدین، ج ۲، ص ۹۲ و نجم الثاقب، ص ۱۳

میرے دادا نے بد فال لیا اور دوبارہ تخت کو سنوارنے کا حکم دیا تا کہ دوسرے بھتیجے سے نکاح کرے۔ دوسری بار بھی یہی ہوا جس سے میرا دادا غم ناک ہوا اور گھر واپس چلا گیا۔

ملکوتی خواب:

اس رات عقد کے مراسم کے بعد کھانا دیا گیا، میں بڑے غم وغصہ میں تھی۔ اس کے بعد ملیکہ کہتی ہیں: اس رات میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ، شمعون اور کچھ محل کے اندر جمع ہیں اور جس جگہ پر پہلے تخت لگایا گیا تھا۔ اب ایک نورانی ممبر موجود ہے محل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضیٰؑ اور کچھ دوسرے آئمہ سے منور تھا۔

حضرت عیسیٰؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کے لئے اٹھے اور یہ دونوں نبی ایک دوسرے کو ملے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰؑ سے فرمایا:

اے روح اللہ! ہم آئے ہیں تا کہ تیرے وصی شمعون کی بیٹی ملیکہ کا نکاح امام حسن عسکریؑ سے پڑھیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے شمعون سے فرمایا: تیرے لئے عزت وشرافت کا تاج ہے کہ تیری نسل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل سے پیوند باندھ رہی ہے۔ شمعون نے فوراً قبول کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملیکہ اور امام حسن عسکریؑ کا نکاح پڑھا۔ ملیکہ کہتی ہے: جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو میرا غم وغصہ کم تھا اور میں اپنا خواب دوسروں کو نہیں بتانا چاہتی تھیں۔

لہٰذا اپنا خواب دل میں ہی رکھا چودہ (۱۴) دن کے بعد دوبارہ ملیکہ نے یہی خواب دیکھا۔ لیکن اس دفعہ حضرت زہراؑ اور حضرت مریمؑ اور جنت کی کچھ حوریں مجھے دیکھنے کے لئے آئیں۔ ملیکہ کہتی ہیں: کہ مریمؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ملیکہ یہ جناب زہراؑ دنیا وآخرت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور تیرے شوہر کی ماں ہیں میں نے دامن آگے بڑھایا اور کہا اے بی بی میں بھی تیرے بیٹے کے لئے بے قرار ہوں لیکن وہ میرے لئے نہیں ہے۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: میرا بیٹا کیسے آئے جب کہ تو خدا کے ساتھ شریک قرار دیتی ہو لہٰذا پڑھو

"اشهد ان اله الا الله واشهد ان محمد رسول الله"

ان دو شہادتوں کے پڑھنے کے بعد جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے مجھے سینے سے لگایا اور اپنے بیٹے سے نکاح کی خوشخبری دی۔

بشیر بن سلمان کہتا ہے: کہ جب میں نے ملیکہ سے قیدی ہونے کے بارے میں پوچھا؟ تو اس نے کہا میں نے دنیا کی ایک بہترین خاتون کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور خواب میں ہمیشہ امام حسن عسکریؑ مجھے ملتے تھے۔ ایک رات امام نے خواب میں مجھے فرمایا: کہ فلاں دن تیرا دادا مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر بھیجے گا تو تو کنیزوں والا لباس پہن کر اپنے آپ کو کنیز بنا لینا۔ پس میں نے لشکر کے ساتھ حرکت کی اور امامؑ کے کہنے پر عمل کیا اور بالآخر اسلام کے سپاہیوں نے ہمیں اسیر بنا لیا۔ اور ابھی تک تیرے سوائے کسی کو معلوم نہیں کہ میں بادشاہ روم کی اولاد سے ہوں۔ [1]

بشارت امام علیہ السلام

جب نرجس سلام اللہ علیہا امام ہادی علیہ السلام کے گھر آئیں تو آپؑ نے اس دلہن کو خوش آمدید کہا اور فرمایا: خداوند عالم نے اسلام کو سربلند کیا اور نصرانیت کو ذلیل و خوار کیا۔ پھر امامؑ نے عظمت اہل بیت علیہم السلام بیان کی۔ پھر امام ہادی علیہ السلام نے نرجس سے فرمایا: تم کسے اپنا شوہر اختیار کرنا چاہتی ہو، نرجس نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر امامؑ نے فرمایا:

تجھ سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو مشرق سے مغرب تک زمین کو عدل و انصاف سے پر کرے گا۔ نرجس نے عرض کیا اس کا باپ کون ہے؟ امامؑ نے فرمایا: فلاں رات فلاں ماں اور فلاں رومی سال میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرا کس سے نکاح کیا تھا۔ نرجس نے عرض کیا

[1] کمال الدین، ج ۲، ص ۹۵

تمہارے بیٹے حسن عسکری علیہ السلام سے۔ امام ہادی علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو اسے پہچانتی ہو، نرجس نے کہا جب سے حضرت زہراؑ کے ہاتھوں مسلمان ہوئی ہوں اس وقت سے لے کر آج تک وہ مجھے خواب میں ملتے ہیں۔ [1]

حکیمہ سلام اللہ علیہا کا مہمان

امام ہادی علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا: میری بہن حکیمہ سلام اللہ علیہا کو بلاؤ، حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا تشریف لائیں۔ امام ہادی علیہ السلام نے اپنی بہن سے فرمایا: کہ یہ وہی خاتون ہے جس کا میں نے تجھ سے پہلے ذکر کیا تھا۔ حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا نے نرجس سلام اللہ علیہا خاتون کو ملیں اور اظہار محبت کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نرجس کو گھر لے جاؤ اسلام کے آداب وواجبات سیکھاؤ یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بیوی اور قائم آل محمد علیہ السلام کی ماں ہیں۔

نورانی پیوند:

نرجس سلام اللہ علیہا کچھ مدت کے لئے حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا کے گھر رہیں۔ حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہیں: ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام ہمارے گھر آئے اور نرجس سلام اللہ علیہا کو دیکھ کر مجھ سے فرمانے لگے: یہ کون ہیں؟

میں نے عرض کیا اگر تم اس کے خواہش مند ہو تو تمہاری خدمت میں بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: اسی خاتون سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا، جو دنیا کو عدل وانصاف سے پر کردے گا۔ پس امام ہادی علیہ السلام نے ان کا نکاح حسن عسکری علیہ السلام سے کیا جس سے امام مہدی علیہ السلام پیدا ہوئے۔

---

[1] کمال الدین، ج ۲، ص ۹۶؛ روضۃ الواعظین، ص ۲۵۲؛ دلائل الامامہ، ص ۲۶۳ و نجم الثاقب، ص ۱۶

بیٹے کی ولادت

حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا اکثر امام ہادی علیہ السلام اور ان کے بیٹے کو ملنے امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر جاتی تھیں۔ ایک دفعہ جب حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئیں۔ تو حضرت نرجس سلام اللہ علیہا نے بڑھ کر بڑا جوش سے استقبال کیا، حضرت نرجس سلام اللہ علیہا حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا کے جوتے اپنے ہاتھوں سے اتارنا چاہتی تھیں۔ حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا نے ان سے فرمایا: تو میرے لئے قابل احترام خاتون ہے، میں تجھے جوتے اتارنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ جب حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا شام کو گھر جانے لگیں تو امام حسن عسکری علیہ السلام نے انہیں فرمایا: پھوپھی جان اس رات کو ہمارے ہاں کھانا کھانا کیونکہ آج پندرہ (۱۵) شعبان ہے اور جلد ہی مولود پیدا ہوگا، جو مردہ زمین کو زندہ کرے گا۔ حضرت حکیمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہے: میں نے پوچھا: ان کی ماں کون ہے؟

انہوں نے فرمایا: نرجس سلام اللہ علیہا۔ میں نے کہا اس میں وضع حمل کے کوئی آثار نہیں تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: صبح کے وقت حمل کا اثر ظاہر ہوگا۔ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی مانند ہیں اور ولادت کے وقت تک ان میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں ہوگی اور کسی کو خبر نہیں ہوئی اور حکیمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہیں: کہ اس رات میں نرجس سلام اللہ علیہا کے پاس رہیں اور ساری رات عبادت میں مشغول تھی۔ صبح کے وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے کمرے سے آواز دی اور فرمایا: سورہ انا انزلنا کی تلاوت کریں، میں نے یہ سورہ پڑھنا شروع کی تو نرجس کے شکم میں موجود بچہ بھی اس سورہ کی تلاوت کر رہا تھا۔ مجھے تعجب ہوا تو امامؑ نے فرمایا: تعجب نہ کر دیہ قدرت الٰہی ہے کہ ہمارے مولود بھی حکمت گویا ہوتے ہیں۔

---

[1] الهدایۃ الکبریٰ، ص ۳۵۳

حکیمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہے: کہ تھوڑی دیر کے لئے نرجس سلام اللہ علیہا میری نظروں سے اجھل ہوگئیں۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اتنا نور تھا کہ میں اسے نہیں دیکھ سکتی، میں دوڑ کر حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گئی۔ امامؑ نے فرمایا: آپ واپس جائیں اور جب میں واپس آئی تو دیکھا قال آل محمدؑ رو بقبلہ سجدے کی حالت میں یہ پڑھ رہے ہیں:

"اشهد ان الا اله الا الله وحده لا شريك له وان جدی رسول الله وان ابی امیر المؤمنین وصی رسول الله"

حضرت امام ہادی علیہ السلام نے تمام آئمہ کے نام پڑھے اور جب اپنے نام پر پہنچے تو فرمایا خدایا تو نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کیا تھا اسے وفا کر اور کہا: میری امامت کے ذریعے زمین کو عدل وانصاف سے پر فرما۔[1]

اہل بیت علیہم السلام کی مائیں نفاس سے پاک ہوتی ہیں۔[2]

دفن

حضرت نرجس سلام اللہ علیہا کی وفات کی تاریخ کے بارے میں مختلف روایات ذکر ہوئیں ہیں۔ بعض روایات کے مطابق ۲۶۰ دوسو ساٹھ ہجری قمری تک زندہ تھیں۔

ابو سہل کہتا ہے: جب امام حسن عسکری علیہ السلام مریض تھے، تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے نرجس سلام اللہ علیہا خاتون کو گرم پانی لانے کا حکم دیا تھا۔[3]

اسی بیماری کے بعد امام اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ نرجس امام

---

[1] کمال الدین، ج ۲، ص ۱۰۱؛ عیون المعجزات، ص ۱۴۰؛ کتاب الغیبۃ، ص ۱۵۶ و جلاء العیون، ص ۱۰۰۹

[2] کمال الدین، ج ۲، ص ۱۰۷؛ منتخب الاثر، ص ۴۲۱ وانوار البھیہ، ص ۵۲۶

[3] کتاب الغیبۃ، ص ۱۸۲

حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد زندہ تھیں۔ دوسری مشہور روایت کے مطابق حضرت نرجس سلام اللہ علیہا امام حسن عسکری علیہ السلام سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔ اس روایت کے مطابق امام حسن عسکری علیہ السلام نے نرجس سلام اللہ علیہا خاتون سے آئندہ کی مشکلات اور خاندان اہل بیت علیہم السلام پر ہونے والے مظالم پر آگاہ کیا۔ جس سے اس بی بی نے امام سے تقاضا کیا کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ ان کی شہادت سے پہلے انہیں موت آجائے۔ پس امامؑ نے دعا کی اور نرجس خاتون سلام اللہ علیہا امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ ان کی قبر پر یہ لکھا ہوا تھا، یہ قبر محمد (عج) کی ماں کی قبر ہے۔ [۱]

آپ کو امام ہادیؑ کی قبر کے کنارے دفن کیا گیا۔ [۲]

زیارت نامہ

حضرت نرجس کے زیارت نامے میں یہ سلام ہیں:

السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ الصَّادِقِ الْأَمِينِ، السَّلَامُ عَلَى مَوْلَانَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، السَّلَامُ عَلَى الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ الْحُجَجِ الْمَيَامِينِ، السَّلَامُ عَلَى وَالِدَةِ الْإِمَامِ وَ الْمُودَعَةِ أَسْرَارَ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ، وَ الْحَامِلَةِ لِأَشْرَفِ الْأَنَامِ، السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ الْمَرْضِيَّةُ، السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا شَبِيهَةَ أُمِّ مُوسَى وَ ابْنَةَ حَوَارِيِّ عِيسَى، السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ، السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ.

السَّلَامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْمَنْعُوتَةُ فِي الْإِنْجِيلِ، الْمَخْطُوبَةُ مِنْ رَوْحِ

---

[۱] کمال الدین، ج ۲، ص ۱۰۵ و بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۵

[۲] ریاحین الشریعہ، ج ۳، ص ۲۶ و اثبات الهداة، ج ۳، ص ۴۱۰

أَمِينِ، وَ مَنْ رَغِبَ فِي وُصْلَتِهَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، وَ الْمُسْتَوْدَعَةُ أَسْرَارَ
بِّ الْعَالَمِينَ. السَّلَامُ عَلَيْكِ وَ عَلَى آبَائِكِ الْحَوَارِيِّينَ. السَّلَامُ عَلَيْكِ وَ عَلَى
مِّكِ وَ وَلَدِكِ. السَّلَامُ عَلَيْكِ وَ عَلَى رُوحِكِ وَ بَدَنِكِ الطَّاهِرِ.

أَشْهَدُ أَنَّكِ أَحْسَنْتِ الْكَفَالَةَ وَ أَدَّيْتِ الْأَمَانَةَ، وَ اجْتَهَدْتِ فِي مَرْضَاةِ
للهِ وَ صَبَرْتِ فِي ذَاتِ اللهِ وَ حَفِظْتِ سِرَّ اللهِ وَ حَمَلْتِ وَلِيَّ اللهِ وَ بَالَغْتِ فِي حِفْظِ
جَّةِ اللهِ وَ رَغِبْتِ فِي وُصْلَةِ أَبْنَاءِ رَسُولِ اللهِ عارفا عَارِفَةً بِحَقِّهِمْ، مُؤْمِنَةً
بِصِدْقِهِمْ، مُعْتَرِفَةً بِمَنْزِلَتِهِمْ، مُسْتَبْصِرَةً بِأَمْرِهِمْ، مُشْفِقَةً عَلَيْهِمْ، مُؤْثِرَةً
هَوَاهُمْ.

وَأَشْهَدُ أَنَّكِ مَضَيْتِ عَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ أَمْرِكِ، مُقْتَدِيَةً بِالصَّالِحِينَ رَاضِيَةً
رْضِيَّةً تَقِيَّةً نَقِيَّةً زَكِيَّةً، فَرَضِيَ اللهُ عَنْكِ وَ أَرْضَاكِ، وَ جَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَ
أْوَاكِ. فَلَقَدْ أَوْلَاكِ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَوْلَاكِ، وَ أَعْطَاكِ مِنَ الشَّرَفِ مَا بِهِ
غْنَاكِ. فَهَنَّأَكِ اللهُ بِمَا مَنَحَكِ مِنَ الْكَرَامَةِ وَ أَمْرَأَكِ.

پھر اپنے سر کو بلند کریں اور کہیں:

اللّٰهُمَّ إِيَّاكَ اعْتَمَدْتُ، وَ رِضَاكَ طَلَبْتُ، وَ بِأَوْلِيَائِكَ إِلَيْكَ تَوَسَّلْتُ، وَ
عَلَى غُفْرَانِكَ وَ حِلْمِكَ اتَّكَلْتُ، وَ بِكَ اعْتَصَمْتُ، وَ بِقَبْرِ أُمِّ وَلِيِّكَ لُذْتُ، فَصَلِّ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ انْفَعْنِي بِزِيَارَتِهَا، وَ ثَبِّتْنِي عَلَى مَحَبَّتِهَا، وَ لَا تَحْرِمْنِي
شَفَاعَتَهَا وَ شَفَاعَةَ وَلَدِهَا، عَجَّلَ اللهُ فَرَجَهُ، وَ ارْزُقْنِي مُرَافَقَتَهَا، وَ احْشُرْنِي
مَعَهَا وَ مَعَ وَلَدِهَا، كَمَا وَفَّقْتَنِي لِزِيَارَةِ وَلَدِهَا وَ زِيَارَتِهَا.

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِالْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ وَ أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِالْحُجَجِ
الْمَيَامِينِ، مِنْ آلِ طه وَ يس، أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ الطَّيِّبِينَ، وَ أَنْ تَجْعَلَنِي

مِنَ الْمُطْمَئِنِّينَ الْفَائِزِينَ، الْفَرِحِينَ الْمُسْتَبْشِرِينَ، الَّذِينَ فَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ، وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ قَبِلْتَ سَعْيَهُ، وَيَسَّرْتَ أَمْرَهُ، وَ كَشَفْتَ ضُرَّهُ وَ آمَنْتَ خَوْفَهُ.

اللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ، وَ لَا تَجْعَلْهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِي إِيَّاهَا، وَ ارْزُقْنِي الْعَوْدَ إِلَيْهَا أَبَداً مَا أَبْقَيْتَنِي، وَ إِذَا تَوَفَّيْتَنِي فَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَتِهَا، وَ أَدْخِلْنِي فِي شَفَاعَةِ وَلَدِهَا وَ شَفَاعَتِهَا، وَ اغْفِرْ لِي وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، وَ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ، وَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سَادَاتِي وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ.[1]

سلام ہو خدا کے رسولؐ پر کہ جو صادق و امین ہیں،

سلام ہو ہمارے آقا امیر المومنینؑ پر،

سلام ہو ان ائمہؑ پر جو پاک و پاکیزہ ہیں، خدا کی بابرکت حجتیں ہیں،

سلام ہو امام کی والدہ پر کہ بادشاہ علوم خدا نے اپنے اسرار، ان کے سپرد کئے انہوں نے لوگوں میں سے افضل کو اٹھایا۔

آپ پر سلام ہو کہ آپ صدیقہ ہیں خدا کی رضا یافتہ،

آپ پر سلام ہو کہ آپ زچگی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ جیسی اور حواری عیسیٰ علیہ السلام کی بیٹی کی مانند ہیں،

آپ پر سلام ہو کہ آپ پرہیزگار ہیں، پاک شدہ آپ پر سلام ہو کہ آپ پسندیدہ و پسند شدہ ہیں،

آپ پر سلام ہو کہ آپ انجیل میں توصیف شدہ ہیں جن کی نسبت جبرائیل علیہ السلام امین

[1] المزار الکبیر (لابن المشہدی)

زبانی طے ہوئی اور جس نے ان کے ذریعے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار مرسلین سے رشتہ وتعلق جوڑا اس کو پروردگار جہاں کے اسرار کا حامل بنایا گیا،

آپ پر سلام ہو اور آپ کے بزرگوں پر جو واری ہیں، آپ پر سلام ہو اور آپ کے شوہر پر اور آپ کے فرزند پر،

آپ پر سلام ہو اور آپ کی روح پر اور آپ کے پاک بدن پر،

میں گواہ ہوں کہ آپ نے ذمہ داری خوب نبھائی، امانتداری کا حق ادا کیا، آپ نے رضائے الٰہی کی خاطر بڑی جدوجہد کی، راہ خدا میں صبر سے کام لیا، خدا کے راز کی حفاظت کی، ولیٔ خدا کو بطن میں رکھا، حجت خداؑ کو بچانے میں کوشاں ہوئیں،

آپ نے فرزندان رسولؐ خدا سے رشتہ جوڑا ان کے حق کو پہچان کر ان کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے، ان کے مقام کو جانتے ہوئے انکے فریضے کو سمجھنے والی، ان کیلئے مہربان، ان کی خاطر نرم دل، نرم خو ہیں،

میں گواہ ہوں کہ آپ اپنے عمل کے شعور کے ساتھ دنیا سے گزریں جب نیکوں کی پیروی میں تھیں راضی و پسندیدہ، پارسا، پاکیزہ، پاک شدہ۔

پس خدا راضی ہوا آپ سے اور آپ کو راضی کرے گا جنت میں آپ کو مقام و مکان عطا کرے گا کہ اس نے آپ کو جو نیکیاں اور خوبیاں دیں وہ بہت ہیں اور آپ کو ایسی عزت دی کہ جس کی حد نہیں پس خدا مبارک کرے آپ کیلئے وہ عطیہ و انعام جو اس نے آپ کو دیا ہے۔

پھر اپنے سر کو بلند کریں اور کہیں:

اے معبود تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیری خوشنودی چاہتا ہوں تیرے حضور تیرے دوستوں کو وسیلہ بناتا ہوں تیری پردہ پوشی اور تیری نرمی کا سہارا لیتا ہوں اور تیرا دامن پکڑتا ہوں اور تیرے ولیؑ کی والدہ کی قبر کی پناہ لیتا ہوں

پس محمد وآل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما اور مجھے ان بی بی کی زیارت کا اجر دے مجھے ان کی محبت

پر قائم رکھ مجھے ان بی بی کی شفاعت اور ان کے فرزند کی شفاعت سے محروم نہ فرما مجھے ان کی رفاقت نصیب کر مجھے ان کے اور ان کے فرزند کے ہمراہ محشور فرما جیسا کہ تو نے مجھے ان بی بی اور ان کے فرزند کی زیارت کی توفیق دی ہے۔

اے معبود میں پاک ائمہؑ کے واسطے سے تیرے پاس آیا ہوں اور میں نے تیرے حضور بابرکت پنجتوں کا وسیلہ پکڑا ہے جو آل طٰہٰ و یاسین سے ہیں،

ہاں! محمدؐ اور ان کے پاکیزہ خاندان پر رحمت فرما نیز قرار دے مجھ کو ان افراد میں سے جو پُرسکون، کامیاب، خوشدل اور بشارت پانے والے ہیں کہ جن کو نہ خوف لاحق ہوگا اور نہ ہی غمگین ہوں گے اور مجھ کو ان لوگوں میں قرار دے جنکی کوشش مقبول ہے، جنکے امور آسان ہوئے، جن کے دکھ دور ہوئے اور جن کو تو نے خوف سے امان دی۔

اے معبود محمد و آل محمد علیہم السلام کے حق کے واسطے محمد و آل محمد علیہم السلام پر رحمت فرما اور میری اس زیارت کو اس بی بی کے ہاں آخری حاضری قرار نہ دے اور بار بار یہاں آنے کا موقع دے جب تک مجھے زندہ رکھے اور جب مجھے موت دے تو مجھے ان کے گروہ میں اٹھانا اور مجھے ان کی اور ان کے فرزند مہدیؑ کی شفاعت میں داخل کرنا، مجھے میرے والدین اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دینا، ہم سب کو اس دنیا میں فلاح اور آخرت میں کامیابی عطا کرنا اور اپنی رحمت کے ساتھ آگ کے عذاب سے بچانا۔ پس آپ پر سلام ہو

اے میرے سردار خدا کی رحمت ہو اور اس کی برکات ہوں۔

تمت بالخیر

20-01-2023

Scanned with CamScanner